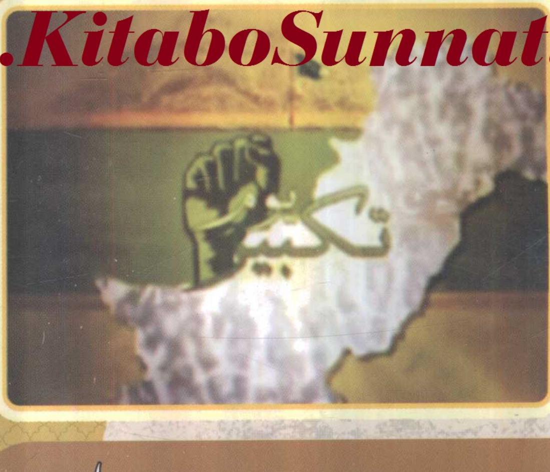
يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ

''اے نبی! ایمان والوں کو قتال کا شوق دلاؤ!''

سیاحتِ امت المعروف بہ

شوقِ جہاد

قرآن مجید اور معتبر احادیث کی روشنی میں



تالیف: ڈاکٹر ابو المحسن

مکتبہ افکار اسلامیہ

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ

''اے نبی! ایمان والوں کو قتال کا شوق دلاؤ!''

سیاحتِ امت المعروف بہ

شوقِ جہاد

قرآن مجید اور معتبر احادیث کی روشنی میں

تالیف
ڈاکٹر ابو المحسن

نظر ثانی
محمد ارشد کمال

مکتبہ افکار اسلامیہ

ناشر .... مکتبہ افکار اسلامیہ

اشاعت .... یوم تکبیر ایڈیشن 2011ء

قیمت ....

ملنے کا پتا

مکتبہ اسلامیہ

بالمقابل رحمان مارکیٹ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور۔ پاکستان فون:042-37244973

بیسمنٹ سمٹ بینک بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد۔ پاکستان فون:041-2631204, 2034256

E-mail:maktabaislamiapk@gmail.com

فہرست مضامین

باب دوم

سفرِ جہاد کی آمد و رفت اور جہاد میں پہرہ دینے کا شوق

فصل اول

جہاد کے لئے ایک دفعہ آنے جانے کا ثواب

فصل دوم

راہِ جہاد میں غبار آلود اور خوف زدہ ہونے کا اجر

فصل سوم

جہاد میں پہرہ دینے کا شوق

فصل چهارم

اللہ کی راہ میں مورچہ لگانے اور چوکس رہنے کا شوق

باب سوم

سفرِ جہاد میں وفات، نیک اعمال اور مجاہد سے تعاون کا شوق

فصل اول

سفرِ جہاد میں وفات کا اجر

فصل دوم

سفرِ جہاد میں نیک اعمال کا شوق

فصل سوم

مجاہد سے تعاون کرنے کا شوق

فصل سوم

جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کا شوق

باب چہارم

شوقِ شہادت

باب پنجم

شہادت کے مختلف انداز اور اقسام

باب ششم

گلدستۂ جہاد

(جہاد کی عظمت، اثرات وبرکات اور احکام وآداب پر طائرانہ نظر)

مُقدّمہ

شوقِ جہاد اور ضعیف احادیث

اللہ رب العالمین ہر چیز کی طبائع اور مصالح کا خوب خوب علم رکھتا ہے۔ اس نے اپنے بندوں کی طبیعتوں کو ملحوظ رکھ کر کمال مہربانی کرتے ہوئے اعمال کا اجر و ثواب بیان فرمایا ہے۔ اگر فضائل اور جزاء کو نہ بھی بیان کیا جاتا تو بھی ہم اللہ تعالیٰ کے حکم کو ماننے کے مکلّف ہوتے۔ تاہم ترغیب و تحریض سے اعمال کی بجا آوری میں سہولت پیدا ہو جاتی ہے۔ نیک اعمال کرنے پر لوگوں کو ابھارنے اور شوق دلانے کی تلقین خود ربّ کائنات نے کی ہے۔ مثلاً جہاد کے بارے میں فرمایا:

﴿ يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى الْقِتَالِ ﴾ ❶

''اے نبی! ایمان والوں کو جہاد کی ترغیب دلاؤ۔''

اعمال صالحہ کی جزاء کا تذکرہ کرنے سے بھی یہی مقصود ہے کہ لوگ عملی زندگی اپنائیں اور نیک کام کرنے میں تندہی دکھائیں کہ ان کے اعمال رائیگاں نہیں جائیں گے۔ بلکہ انہیں ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، نہ صرف آخرت میں بلکہ دنیا میں بھی۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُّحْضَرًا ﴾ ❷

''جس دن ہر شخص اپنی کی ہوئی نیکیوں کو موجود پائے گا۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ فَمَنْ يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ ﴾ ❸

''تو جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا۔''

ایک اور جگہ فرمایا:

﴿ فَآتَاهُمُ اللَّهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَحُسْنَ ثَوَابِ الْآخِرَةِ ﴾ ❹

---

❶ ۸/ الانفال:۶۵۔ ❷ ۳/ آل عمرٰن: ۳۰۔

❸ ۹۹/ الزلزال:۷۔ ❹ ۳/ آل عمرٰن: ۱۴۸۔

''اللہ نے ان (مجاہدین) کو دنیا کا ثواب بھی دیا اور آخرت کا بھی اچھا ثواب عطا فرمایا۔''

اعمال کے فضائل ترغیب دلانے کے لئے ہیں۔ترغیب جب افراط وتفریط کا شکار ہو جائے تو اصل مقصد تک رسائی ناممکن ہونے کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت ساری قباحتوں کا سبب بن جاتی ہے۔مزید برآں فضائل کا معاملہ تو خالصتاً شرعی دلیل کا محتاج ہے، احکام میں تو اجتہاد یا قیاس واستنباط کی گنجائش موجود ہوتی ہے لیکن فضائل معلوم کرنے کے لئے کوئی ایسا ذریعہ موجود نہیں۔اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف کوئی بات اپنی طرف سے منسوب کرنا بہت بڑا ظلم اور گناہ کبیرہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ [1]

''اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔''

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

((مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّداً فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ)) [2]

''جو قصداً مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانا آگ میں بنالے۔''

لہٰذا کسی بھی مسئلے میں، خواہ وہ فضائل سے متعلق ہی کیوں نہ ہو، تحقیق کا دامن نہیں چھوڑنا چاہیے اور نہ غیر ذمہ دارانہ رویہ اختیار کرنا چاہیے، بلکہ اس حدیث کو مدِنظر رکھنا چاہیے:

((كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ)) [3]

''آدمی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ ہر سنی سنائی بات کو (بغیر تحقیق کے) بیان کرے۔''

مذکورہ بالا حوالہ جات سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام مسائل بالخصوص احادیث کے معاملے میں، صحت کی پابندی کرنا ضروری ہے۔

---

[1] ۱۰/ یونس: ۱۷۔ [2] بخاری، العلم، اثم من کذب علی النبی ﷺ، ح: ۱۰۷۔

نوٹ: صحاح ستہ کی یہ حدیث متواتر ہے اور ستر سے زیادہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسے روایت کیا ہے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: نظم المتناثرۃ ۱/ ۲۸)

[3] مسلم، المقدمۃ، النھی عن الحدیث بکل ما سمع، ح: ۵۔

فضائلِ اعمال میں ضعیف احادیث کو بیان کرنے کے بارے میں محدثین میں قدرے اختلاف پایا جاتا ہے۔ کئی محدثین کے نزدیک فضائل اعمال میں ضعیف حدیث پر عمل جائز تو ہے، لیکن چند شرائط کے ساتھ۔ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک مندرجہ ذیل تین شرائط ہیں:

۱) حدیث سخت ضعیف نہ ہو۔

(واضح رہے کہ معلق، منقطع، مرسل، متروک، منکر، معضل اور موضوع سب ضعیف حدیث کی اقسام ہیں۔ بعض محدثین موضوع حدیث کو ایک الگ قسم شمار کرتے ہیں۔)

۲) حدیث کسی ثابت شدہ عمل کے بارے میں ہو۔

۳) اس پر عمل احتیاط کا اعتقاد رکھ کر کیا جائے۔ [1]

واضح رہے کہ کتاب ہذا میں کوئی ایسی حدیث درج نہیں کی گئی جس کے ضعیف ہونے پر محدثین کا اتفاق ہو، تاہم کوئی ایسی روایت اس کتاب میں پائی جاسکتی ہے جسے بعض محدثین نے ضعیف اور بعض نے صحیح اور قابل عمل قرار دیا ہو۔ البتہ اپنی معلومات کی حد تک کوئی ایسی روایت درج نہیں کی گئی جس کی بنیاد کسی صحیح حدیث میں موجود نہ ہو۔ واللہ اعلم

زیرِ نظر کتاب ماہنامہ دعوۃ التوحید (اسلام آباد) کے ربیع الاول ۱۴۲۶ھ/مئی ۲۰۰۵ء سے لے کر محرم الحرام ۱۴۲۸ھ/۲۰۰۷ء کے شماروں میں شائع ہونے والے مختلف مضامین کا مجموعہ ہے جسے افادۂ عام کے لئے غیر معمولی حک و اضافہ، تسامحات کی تصحیح اور نظرثانی کے بعد کتابی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ (اس سے قبل ارکانِ اسلام پر عمل پیرا ہونے کی ترغیب دلانے کے لئے راقم الحروف کی ایک کتاب 'شوقِ عمل' کے نام سے مکتبہ افکارِ اسلامیہ کی طرف سے شائع کی جاچکی ہے۔ وللہ الحمد)

یہاں میں اپنے مخلص دوست مولانا محمد ارشد کمال کا شکریہ ادا کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ جنہوں نے کتاب کی نظرثانی کے لئے میری گزارش کو فراخ دلی سے قبول کیا۔

جَزَاهُ اللّٰهُ خَيْرًا فِي الدُّنْيَا وَ الْآخِرَةِ

---

[1] دیکھیے تیسیر مصطلح الحدیث ، صفحہ: ٦٤ ، ٦٥ از الدکتور محمود الطحان۔

باب اول

جہاد فی سبیل اللہ کی عظمت

جہاد ایک عظیم عمل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل اسلام پر جہاد کو فرض قرار دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ ۚ وَعَسَىٰ أَن تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۖ وَعَسَىٰ أَن تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ ۗ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٢١٦﴾ ﴾ [1]

''تم پر قتال فرض کیا گیا گو وہ تمہیں دشوار معلوم ہو، ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو بری جانو اور دراصل وہ تمہارے لئے بہتر ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو اچھی سمجھو، جبکہ وہ تمہارے لئے بری ہو، اللہ ہی جانتا ہے، تم محض بے خبر ہو۔''

جہاد کے لئے بنیادی سوچ یہ کارفرما ہونی چاہیے کہ مجاہد اللہ تعالیٰ کے نام اور کلمہ کو اونچا کرنا چاہتا ہو۔

ابوموسیٰ (اشعری) رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک اعرابی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر عرض کرنے لگا:

اَلرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلْمَغْنَمِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِلذِّكْرِ، وَالرَّجُلُ يُقَاتِلُ لِيُرٰى مَكَانُهُ، فَمَنْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ قَالَ:

((مَنْ قَاتَلَ لِتَكُوْنَ كَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا فَهُوَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) [2]

---

[1] ٢/ البقرة:٢/ ٢١٦۔

[2] بخاری، الجهاد والسير، من قاتل لتكون كلمة الله هى العليا، ح:٢٨١٠؛ مسلم، الأمارة، من قاتل لتكون كلمة الله هى العليا فهو فى سبيل الله، ح:١٩٠٤؛ ابوداؤد، الجهاد، من قاتل لتكون كلمة الله هى العليا فهو فى سبيل الله، ح:٢٥١٧۔

''ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے غنیمت حاصل کرنے کے لئے، ایک شخص قتال کرتا ہے ناموری کے لیے، ایک شخص جنگ میں شرکت کرتا ہے تا کہ اس کی بہادری کی دھاک بیٹھ جائے تو ان میں سے اللہ کے راستے میں کون لڑتا ہے؟''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص اس ارادہ سے جنگ میں شریک ہو تا کہ اللہ ہی کا کلمہ بلند رہے، وہی اللہ کے راستے میں لڑتا ہے۔''

جہاد کا مقصد نمود و نمائش اور ناموری نہیں ہونا چاہیے بلکہ یہ خلوص کی بنیاد پر ہونا چاہیے اور اس سے اللہ ہی کی رضا مقصود ہونی چاہیے۔ ناموری کی خواہش اور شہرت طلبی کی وجہ سے بہت سے سخی، قاری اور مجاہد جہنم میں ڈال دیے جائیں گے۔

حدیث مبارکہ میں جہاد کو ((ذِرْوَةُ سَنَامِهِ)) (دین کی چوٹی) کہا گیا ہے کیونکہ دشمن کی ریشہ دوانیوں کا علاج ڈٹ جانے اور جہاد فی سبیل اللہ میں مضمر ہے، اس سے اللہ تعالیٰ کی مدد نازل ہوتی ہے، جس سے اسلام کی عزت و عظمت میں اضافہ ہوتا ہے، نیز دشمن مرعوب ہوگا اور جارحیت کی جرأت نہیں کر سکے گا، اگر اس سے ایسی غلطی سرزد ہوئی بھی تو ذلیل و رسوا ہوگا۔ ﴿ فَيَنْقَلِبُوْا خَآئِبِيْنَ ﴾ [1] میں بھی یہی اشارہ ملتا ہے۔

اللہ تعالیٰ انہی کی مدد کرتا ہے جو اتحاد اور عزم مومنانہ کے ساتھ اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے اٹھ کھڑے ہوں۔ اگر کامیابی صرف آرزوؤں پر موقوف ہوتی تو اللہ تعالیٰ پیغمبر اور مسلمانوں کو جہاد کا حکم نہ دیتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ﴾ [2]

''اور تم ان کے مقابلے کے لئے جس قدر ہو سکے قوت تیار کرو۔''

اس کا فائدہ اور نتیجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

﴿ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ..... ﴾ [3]

---

[1] ۳/ آل عمران: ۱۲۷۔ [2] ۸/ الانفال: ۶۰۔ [3] ایضاً۔

''اس سے تم اللہ اور اپنے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو گے اور ان کے سوا اوروں کو بھی......''

جہاد کے لیے ہر وقت تیار رہنا ہی عزت وعظمت اور شان وشوکت کے حصول کا راستہ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ تم جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تم پر ذلت مسلط کر دے گا:

((حَتّٰی تَرْجِعُوْا اِلٰی دِیْنِکُمْ)) ❶

''یہاں تک کہ تم اپنے دین کی طرف واپس آ جاؤ۔''

اس حدیث میں جہاد کو دین کہا گیا ہے، جس سے اس کی اہمیت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ ذلت سے نجات اور عظمتِ رفتہ کا حصول دین یعنی جہاد فی سبیل اللہ کو اپنانے میں مضمر ہے۔

بہت سی آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کا حکم دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً ؕ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ۝ ﴾ ❷

''اور تم سب مل کر مشرکوں سے قتال کرو جیسے وہ تم سے مل کر لڑتے ہیں اور جان لو کہ اللہ متقیوں کے ساتھ ہے۔''

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ﴾ ❸

''نکل پڑو! ہلکے پھلکے ہو تو بھی اور بھاری بھرکم ہو تو بھی، اور اللہ کی راہ میں اپنے مال وجان سے جہاد کرو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم علم رکھتے ہو۔''

ارشادِ نبوی ہے:

---

❶ ابو داؤد، الاجارة، النھی عن العینة، ح:٣٤٦٢؛ صحیح سنن ابی داؤد، ح: ٢٩٥٦۔

❷ ٩/ التوبة :٣٦۔ ❸ ایضاً:٤١۔

((جَاهِدُوا الْمُشْرِكِيْنَ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ وَ اَلْسِنَتِكُمْ)) [1]

"مشرکین سے جہاد کرو: اپنے مالوں کے ساتھ، اپنی جانوں کے ساتھ اور اپنی زبانوں کے ساتھ۔"

معلوم ہوا کہ اہلِ اسلام کے تمام طبقات کو ہر ممکن صلاحیت کے ساتھ کفار و مشرکین کے مقابلہ کے لئے تیار رہنا ضروری ہے۔

جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں یہی دو چار آیات و احادیث نہیں بلکہ اس سے متعلق سیکڑوں آیات قرآنیہ ہیں۔ دیکھئے:

٢/ البقرة: ١٥٤، ١٧٧، ١٩٠-١٩٥، ٢١٤، ٢١٦-٢١٨، ٢٣٩، ٢٤٥، ٢٤٧-٢٥١، ٢٨٦؛ ٣/ آل عمران: ١٢-١٣، ١٢٠-١٢٨، ١٣٩-١٦٣، ١٦٥-١٧٥، ١٩٥، ٢٠٠؛ ٤/ النساء: ٦٩-٧٨، ٨٤، ٨٨-٩٢، ٩٤-٩٦، ١٠١-١٠٤، ١٤٠-١٤١؛ ٥/ المائدة: ٢١-٢٦، ٣٥، ٥٤؛ ٨/ الانفال: ١، ٥-١٩، ٢٦، ٣٦-٤٨، ٥٦-٧٥؛ ٩/ التوبة: ١-١٦، ١٩-٢٩، ٣٦-٦٠، ٧٣-٧٤، ٧٩، ٨١-٨٣، ٨٦-٩٦، ١١١-١١٢، ١١٧-١١٨، ١٢٠-١٢٣؛ ١٦/ النحل: ١١٠؛ ٢٢/ الحج: ٣٨-٤٠، ٥٨-٥٩، ٧٨؛ ٢٤/ النور: ٥٥؛ ٢٥/ الفرقان: ٥٢؛ ٢٩/ العنكبوت: ٦، ١٠-١١، ٦٩؛ ٣٠/ الرّوم: ١-٦؛ ٣٣/ الاحزاب: ٩-٢٧، ٦١؛ ٣٧/ الصّٰفّٰت: ١٧١-١٧٧؛ ٤٢/ الشورىٰ: ٣٩-٤٢؛ ٤٧/ محمّد: ٤-١١، ٢٠-٢١، ٣١، ٣٥؛ ٤٨/ الفتح: ١-٧، ١٠-٢٩؛ ٤٩/ الحجرات: ١٥؛ ٥٧/ الحديد: ١٠-١١، ٢٥؛ ٥٨/ المجادلة: ٢١؛ ٥٩/ الحشر: ٢-٨، ١١-١٧؛ ٦٠/ الممتحنة: ١-٩؛ ٦١/ الصفّ: ٣، ٨-١٤؛ ٦٦/ التّحريم: ٨؛ ٧٣/ المزّمّل: ٢٠؛ ١٠٠/ العٰديٰت: ١-٥؛

---

[1] ابوداؤد، الجهاد، كراهية ترك الغزو، ح:٢٥٠٤؛ نسائى، الجهاد، وجوب الجهاد، ح:٣٠٩٨۔

۱۱۰/ النصر:۱-۳(مکمل)

جہاں تک تعلق ہے احادیث کا، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب الجہاد والسیر'' کے عنوان سے ۲۴۱ ابواب باندھ کر سینکڑوں احادیث نقل کی ہیں۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب صحیح مسلم میں امام نووی رحمہ اللہ نے ۱۰۰ ابواب باندھے ہیں۔ امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں جہاد کے ذکر میں ۱۷۶ ابواب قائم کیے ہیں۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاد کی فضیلت، اہمیت اور آداب پر ۱۱۵ ابواب، جب کہ امام نسائی رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۸ اور ابن ماجہ رحمۃ اللہ علیہ نے ۴۶ ابواب باندھ کر احادیث نقل کی ہیں۔ اسی طرح دیگر کتب حدیث میں بھی جہاد فی سبیل اللہ کے بارے میں بہت سی احادیث موجود ہیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود بنفسِ نفیس ۲۷ مرتبہ جہاد کے لئے نکلے اور بیسیوں مرتبہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو جہاد کے لئے روانہ کیا۔

مخلص مومنین تمام حالات میں اسلام اور اہلِ اسلام کا غلبہ چاہتے ہیں، وہ اس مقصد کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتے ہیں۔ مومن جہاد کا شائق اور معاون ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے شوقِ جہاد کا اندازہ درجِ ذیل روایت سے لگایا جا سکتا ہے:

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں:

مقداد بن اسود سے میں نے ایک ایسی بات سنی ہے کہ اگر وہ میری زبان سے ادا ہو جاتی تو میرے لئے کسی بھی چیز کے مقابلے میں زیادہ عزیز ہوتی، وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے جبکہ آپ مشرکین پر بددعا کر رہے تھے، انہوں نے عرض کی:

ہم وہ نہیں کہیں گے جو قومِ موسیٰ نے کہا تھا کہ

﴿ فَاذْهَبْ اَنْتَ وَ رَبُّكَ فَقَاتِلَاۤ ﴾ [1]

''تم جاؤ اور تمہارا رب دونوں (ان سے جا کر) جنگ کرو۔''

بلکہ ہم آپ کے دائیں بائیں، آگے اور پیچھے جمع ہو کر لڑیں گے۔

میں نے دیکھا (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ جذبہ دیکھ کر) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمکنے لگا اور

---

[1] ٥/ المائدة:٢٤۔ [2] بخاري، المغازي، باب:٤، ح:٣٩٥٢۔

آپ خوش ہو گئے۔ ❷

جب کسی پر جہاد فرض ہو چکا ہو تو بلا عذر پیچھے رہنا منافقت کی علامت ہے۔ نفاق سے بچنے کے لئے شوقِ جہاد کا دلوں میں جاگزیں ہونا ضروری ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ نَفْسَهُ بِغَزْوٍ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِّنَ النِّفَاقِ)) ❶

''جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اس نے جہاد کیا نہ اس کے دل نے جہاد کی بابت کبھی سوچا، اس کی موت نفاق کی ایک خصلت پر ہوگی۔''

جب انسان کسی کام کے کرنے پر قادر نہ ہو تو کم از کم یہ ارادہ ضرور کر لے کہ جب کبھی اسے موقع ملے گا وہ کوتاہی کا مرتکب نہیں ہوگا۔ ورنہ اس کی منافقین سے مشابہت ہو جائے گی جو جہاد سے فرار کے بہانے تلاش کرتے ہیں۔

ایک اور ارشادِ نبوی ہے:

((مَنْ لَّمْ يَغْزُ أَوْ يُجَهِّزْ غَازِيًا أَوْ يَخْلُفْ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ بِخَيْرٍ أَصَابَهُ اللّٰهُ بِقَارِعَةٍ)) ❷

''جس شخص نے جہاد نہیں کیا، یا کسی غزوہ کرنے والے کو جہاد کا سامان دے کر تیار نہیں کیا، یا کسی مجاہد کے پیچھے اس کے گھر والوں کی بہتر نگہداشت نہیں کی تو اللہ اسے کسی بڑی مصیبت یا حادثے سے دوچار کرے گا۔''

بعض احادیث میں ((قَبْلَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) ❸ کے الفاظ ہیں۔ یعنی اللہ اسے قیامت قائم ہونے سے پہلے پہلے کسی بڑی مصیبت یا حادثے سے دوچار کرے گا۔ آج اتحاد و اتفاق کے فقدان اور جہاد سے اعراض کرنے کی وجہ سے مسلمانوں کو ہزیمت اور خفت

---

❶ مسلم، الامارة، ذم من مات ولم يغزولم يحدث نفسه بالغزو، ح:١٩١٠؛ ابوداوٗد، الجهاد، كراهية ترك الجهاد، ح:٢٥٠٢۔

❷ ابوداوٗد، الجهاد، كراهية ترك الجهاد، ح:٢٥٠٣؛ ابن ماجة، الجهاد، وجوب الجهاد، التغليظ فى ترك الجهاد، ح:٢٧٦٢۔ ❸ ایضاً۔

کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

ثوبان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يُوْشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعَى عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعَى الْأَكَلَةُ إِلَى قَصْعَتِهَا)) قَالَ قَائِلٌ: وَ مِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ؟ قَالَ: ((بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَ لٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَ لَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَ لَيَقْذِفَنَّ اللّٰهُ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ)) فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ وَمَا الْوَهْنُ؟ قَالَ: ((حُبُّ الدُّنْيَا وَ كَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ)) [1]

''عنقریب غیر مسلم قومیں ایک دوسرے کو تمہارے خلاف (چڑھائی) کے لئے اس طرح بلائیں گی جس طرح کھانا کھانے والے (ایک دوسرے کو) دسترخوان کی طرف دعوت دیتے ہیں۔''

ایک کہنے والے نے عرض کیا: کیا ہم اس وقت تعداد میں کم ہوں گے؟

آپ نے فرمایا:

''نہیں بلکہ اس وقت تم بہت زیادہ ہو گے، لیکن تمہاری حیثیت ندی میں بہنے والی جھاگ کی سی ہوگی، اللہ تمہارے دشمن کے دلوں سے تمہارا رعب ختم کر دے گا اور تمہارے دلوں میں وھن ڈال دے گا۔''

پوچھنے والے نے عرض کیا: اللہ کے رسول! وہن کیا چیز ہے؟

آپ نے فرمایا:

''دنیا کی محبت اور موت کی ناپسندیدگی۔''

اس کے برعکس قرآن وحدیث میں جہاد فی سبیل اللہ کے بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

اس کتاب میں جہاد فی سبیل اللہ کے عمومی فضائل، قوت تیار کرنے کا شوق، راہ جہاد

[1] ابوداؤد، الملاحم، فی تداعی الامم علی الاسلام، ح:٤٢٩٧۔

میں فائر کرنے کا شوق، جہاد کے لئے ایک دفعہ آنے جانے کا ثواب، راہ جہاد میں غبار آلود ہونے کا شوق، میدان جہاد میں کفار کو قتل کرنے کا شوق، دوران جہاد میں خوف زدہ ہونے کا اجر، فی سبیل اللہ پہرہ دینے کا شوق، مورچہ بندی اور چوکس رہنے کا شوق، زخمی ہونے کا اجر، سفر جہاد میں فوت ہونے کا اجر، سفر جہاد میں نیک اعمال کا شوق، وقت مقابلہ دعا کرنے کا شوق، مجاہد سے تعاون کرنے کا شوق اور جہاد فی سبیل اللہ میں مال و دولت خرچ کرنے کا شوق، شوقِ شہادت، شہادت کے مختلف انداز وغیرہ عنوانات کے تحت دیگر بیسیوں ذیلی عنوانات سمیت اَلْمُشَوِّقُ فِي الْجِهَادِ الْإِسْلَامِيِّ کا تذکرہ ہے۔

کتاب کے آخر میں جہاد کی فضیلت وعظمت، اثرات و برکات، احکام ومسائل اور آداب کا بھی سرسری جائزہ لیا گیا ہے۔ (واللہ الموفق)

❶ دشمن کے خلاف قوت تیار کرنے کا شوق

دشمن کا مقابلہ کرنے اور اس کو ڈرانے کے لئے قوت تیار کرنا ضروری ہے۔ طاقت تیار کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ وَ اَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّ مِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ عَدُوَّكُمْ وَ اٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ﴾ ❶

''تم ان کے مقابلے کے لیے اپنی طاقت بھر قوت کی تیاری کرو اور گھوڑوں کے تیار رکھنے کی کہ اس سے تم اللہ کے دشمنوں کو خوف زدہ رکھ سکو اور ان کے سوا اوروں کو بھی، جنہیں تم نہیں جانتے اللہ انہیں جانتا ہے۔''

عقبہ بن عامر جہنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر یہ فرماتے ہوئے سنا:

﴿ وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ ﴾: ((اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ اَلَا اِنَّ الْقُوَّةَ الرَّمْيُ)) ❷

''تم کفار کے مقابلے میں قوت تیار کرو (یہ آیت تلاوت کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا): سن لو! قوت (سے مراد) تیر اندازی ہے، غور سے سنو! قوت تیر اندازی ہے، خبردار! قوت رمی ہے۔''

عربی میں کسی بھی چیز کے پھینکنے کو رمی کہتے ہیں۔ رمی کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قوت قرار دیا کیونکہ رمی (تیر اندازی وغیرہ) کا فن اُس وقت میدانِ حرب وضرب میں بنیادی کردار ادا کرتا تھا۔ عصر حاضر میں بھی رمی کو قوت میں بنیادی حیثیت حاصل ہے۔ میزائل اور ایٹم بم وغیرہ پھینکنا بھی عربی زبان میں رمی کے زمرے میں آتا ہے۔

قدیم زمانوں میں رمی کے لئے معاون اشیاء کمانیں، تلواریں اور گھوڑے وغیرہ

---

❶ ۸/ الانفال:٦٠۔

❷ مسلم، الامارة، فضل الرمی والحث علیه وذم من علمه ونسیه، ح:١٩١٧۔

استعمال ہوتے تھے۔ بہت سی چیزوں کی طاقت کی مقدار بتانے کے لئے اب بھی ہارس پاور (Horse Power) کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں۔ ❶ پرانے زمانے میں سامانِ حرب میں گھوڑا طاقت کا شاہکار ہوتا تھا۔ آج کل توپ، ٹینک، جنگی جہاز، ڈرون طیارے، بحری بیڑے اور آبدوزیں وغیرہ رمی کے لئے استعمال ہوتی ہیں۔

لہٰذا دشمن کے مقابلے اور کفر کی یلغار کو روکنے کے لئے دشمن کی قوت جیسی قوت تیار کرنا ضروری ہے۔ حالات واوقات کے اعتبار سے قوت مختلف ہوسکتی ہے۔

اپنے زمانے کی جہادی قوت رباط الخیل کی فضیلت بیان کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْخَیْلُ لِثَلَاثَةٍ: لِرَجُلٍ اَجْرٌ وَلِرَجُلٍ سِتْرٌ وَعَلٰی رَجُلٍ وِزْرٌ۔ فَاَمَّا الَّذِیْ لَهٗ اَجْرٌ فَرَجُلٌ رَبَطَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَاَطَالَ فِیْ مَرْجٍ اَوْ رَوْضَةٍ فَمَا اَصَابَتْ فِیْ طِیَلِهَا ذٰلِكَ مِنَ الْمَرْجِ اَوِ الرَّوْضَةِ كَانَتْ لَهٗ حَسَنَاتٍ وَلَوْ اَنَّهَا قَطَعَتْ طِیَلَهَا فَاسْتَنَّتْ شَرَفًا اَوْ شَرَفَیْنِ كَانَتْ اَرْوَاثُهَا وَاٰثَارُهَا حَسَنَاتٍ لَّهٗ وَلَوْ اَنَّهَا مَرَّتْ بِنَهَرٍ فَشَرِبَتْ مِنْهُ وَلَمْ یُرِدْ اَنْ یَّسْقِیَهَا كَانَ ذٰلِكَ حَسَنَاتٍ لَّهٗ، وَرَجُلٌ رَبَطَهَا فَخْرًا وَّرِیَاءً وَّنِوَاءً لِاَهْلِ الْاِسْلَامِ فَهِیَ وِزْرٌ عَلٰی ذٰلِكَ)) ❷

”گھوڑے کے مالک تین طرح کے لوگ ہوتے ہیں: بعض لوگوں کے لئے وہ باعث اجر وثواب ہیں، بعض کے لئے وہ صرف پردہ ہیں اور کچھ کے لئے وبال جان ہیں۔ جس کے لئے گھوڑا اجر وثواب کا باعث ہے یہ وہ شخص ہے جو اللہ کے راستے میں جہاد کی نیت سے اسے پالتا ہے پھر جہاں خوب چارہ ہوتا ہے یا (یہ فرمایا کہ) کسی شاداب جگہ اس کی رسی کو خوب لمبا کر کے باندھتا ہے (تاکہ چاروں طرف سے چر سکے) تو گھوڑا اس کی چری کی جگہ

❶ ایک گھوڑے کی طاقت تقریباً اٹھارہ آدمیوں کے برابر ہوتی ہے۔ ❷ بخاری، الجہاد والسیر، الخیل ثلاثۃ وقولہ تعالیٰ: ﴿والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا و زینۃ﴾، ح:۲۸۶۰؛ مسلم، الزکاۃ، اثم مانع الزکاۃ، ح:۹۸۷۔

سے یا اس شاداب جگہ سے اپنی رسی میں بندھا ہوا جو کچھ بھی کھاتا پیتا ہے مالک کو اس کی وجہ سے نیکیاں ملتی ہیں اور اگر وہ گھوڑا اپنی رسی تڑوا کر ایک یا دو چھلانگیں لگائے تو اس کی لید اور اس کے قدموں کے نشانوں کی بھی مالک کے لئے نیکیاں ہیں اور اگر وہ گھوڑا نہر سے گزرے اور اس میں سے پانی پی لے تو اگرچہ مالک نے پانی پلانے کا ارادہ نہ کیا ہو پھر بھی اس سے اسے نیکیاں ملتی ہیں، اور جو شخص گھوڑے کو فخر، ریاکاری اور اہل اسلام کی دشمنی میں باندھتا ہے تو یہ اس کے لئے وبالِ جان ہے۔"

اس روایت میں اس کا تذکرہ نہیں جس کے لئے گھوڑا پردہ ہے، اس کے لئے ثواب ہے نہ عذاب۔ جبکہ دوسری روایت میں اس کا بیان ہے:

((وَرَجُلٌ رَبَطَهَا تَغَنِّيًا وَتَعَفُّفًا ثُمَّ لَمْ يَنْسَ حَقَّ اللّٰهِ فِيْ رِقَابِهَا وَلَا ظُهُوْرِهَا فَهِيَ لَهُ سِتْرٌ)) [1]

"اور جو لوگوں سے بے نیاز ہونے اور سوال سے بچنے کے لئے گھوڑا پالے پھر اس کی گردن اور پشت کے سلسلے میں اللہ کا حق فراموش نہ کرے تو یہ گھوڑا اپنے مالک کے لئے پردہ ہے۔"

یعنی محتاج کو سوار کرلے اور کوئی مسلمان عاریتاً مانگے تو اسے دے دے، انکار نہ کرے۔

ارشادِ نبوی ہے:

((اَلْخَيْلُ ثَلَاثَةٌ: فَرَسٌ يَرْبِطُهُ الرَّجُلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ فَثَمَنُهُ اَجْرٌ وَرُكُوْبُهُ اَجْرٌ وَعَارِيَتُهُ اَجْرٌ وَعَلْفُهُ اَجْرٌ وَفَرَسٌ يُغَالِقُ عَلَيْهِ الرَّجُلُ وَيُرَاهِنُ فَثَمَنُهُ وِزْرٌ وَعَلْفُهُ وِزْرٌ وَفَرَسٌ لِلْبَطْنَةِ فَعَسٰى اَنْ يَكُوْنَ سِدَادًا مِّنَ الْفَقْرِ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى)) [2]

[1] بخاری، المساقاة، شرب الناس و سقی الدواب ......، ح:۲۳۷۱۔

[2] مسند احمد ۴/ ۶۹۔

’’گھوڑے تین قسم کے ہیں: ایک گھوڑا وہ ہے جسے آدمی اللہ کی راہ (جہاد) میں تیار رکھتا ہے۔ اس کا سودا کرنا بھی ثواب ہے، اس پر سوار ہونا بھی ثواب ہے، اسے ادھار دینا بھی ثواب ہے اور اس کا چارہ وغیرہ بھی ثواب کا باعث ہے۔ دوسرا وہ گھوڑا ہے جس پر آدمی (سوار ہوکر) ظلم وستم کرتا ہے اور جو مقابلے کی جیت اور ہار کے لیے رہن رکھا ہوا ہے، اس کا سودا کرنا گناہ ہے اور اس کا چارہ بھی گناہ کا باعث ہے۔‘‘

تیسرا وہ گھوڑا ہے جو ستر پوشی (ضروریات) کے لیے ہے، یہ ان شاء اللہ تعالیٰ ممکن ہے کہ محتاجی کا مداوا ہو۔‘‘

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اِيْمَانًا بِاللّٰهِ وَتَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبَعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِيْ مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [1]

’’جس شخص نے اللہ پر ایمان کے ساتھ اور اس کے وعدہ ثواب کو سچا جانتے ہوئے اللہ کے راستے میں جہاد کے لئے گھوڑا پالا تو اس گھوڑے کا کھانا، پینا، اس کی لید اور اس کا پیشاب سب قیامت کے دن اس کے ترازو میں (ثواب کے لئے شمار) ہوگا۔‘‘

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

((اَلْخَيْلُ فِيْ نَوَاصِيْهَا الْخَيْرُ مَعْقُوْدٌ اَبَدًا اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ فَمَنْ رَبَطَهَا عُدَّةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَنْفَقَ عَلَيْهَا احْتِسَابًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَاِنَّ شِبَعَهَا وَ جُوْعَهَا وَرِيَّهَا وَظَمَاَهَا وَاَرْوَاثَهَا وَاَبْوَالَهَا فَلَاحٌ فِيْ مَوَازِيْنِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَمَنْ رَبَطَهَا رِيَاءً وَسُمْعَةً وَ فَرَحًا وَمَرَحًا فَاِنَّ شِبَعَهَا وَ جُوْعَهَا وَرِيَّهَا وَظَمَاَهَا وَاَرْوَاثَهَا وَاَبْوَالَهَا خُسْرَانٌ فِيْ مَوَازِيْنِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) [2]

---

[1] بخاری ، الجهاد والسير ، من احتبس فرسا ، ح:۲۸۵۳۔ [2] مسند احمد ٦/ ٤٥٥۔

''گھوڑوں کی پیشانیوں میں قیامت تک کے لیے بھلائی رکھ دی گئی ہے۔ جو شخص جہاد فی سبیل اللہ کے لیے اسے باندھے گا اور ثواب کی نیت سے اس پر خرچ کرے گا ان کا (چارے سے) سیر ہونا، بھوک برداشت کرنا، سیراب ہونا، پیاسا ہونا، ان کی لید اور پیشاب قیامت کے دن اس کے ترازو میں کامیابی کا باعث ہوں گے اور جو شخص اسے ریاکاری، شنوائی (شہرت)، اترانے اور تکبر وغرور کے لیے باندھے گا، ان کا سیر ہونا، بھوک برداشت کرنا، سیراب ہونا، پیاسا ہونا، ان کی لید اور پیشاب قیامت کے دن اس کے ترازو میں خسارے کا باعث ہوں گے۔''

ایک حدیث مبارکہ میں ان گھوڑوں کو اجر وغنیمت کا باعث قرار دیا گیا ہے:

((اَلْخَیْلُ مَعْقُوْدٌ فِیْ نَوَاصِیْھَا الْخَیْرُ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ: اَلْاَجْرُ وَالْمَغْنَمُ)) [1]

''خیر وبرکت قیامت تک گھوڑوں کی پیشانی کے ساتھ بندھی رہے گی یعنی آخرت میں ثواب اور دنیا میں مال غنیمت ملتا رہے گا۔''

وہ علاقے، خاص کر پہاڑی علاقے، جہاں مشینی آلات کے ذریعے جنگی سامان نہیں پہنچ سکتا وہاں گھوڑوں، خچروں اور گدھوں کے ذریعے سامان پہنچایا جاتا ہے، اس جدید مشینی دور میں بھی بڑی بڑی افواج گھڑسوار فوجی دستے رکھتی ہیں۔

2 اسلحہ بنانے کا اجر

کفار ومشرکین کا مقابلہ کرنے کے لئے مطلوبہ ہتھیاروں کی تیاری اجر وثواب کا باعث ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰہَ لَیُدْخِلُ بِالسَّھْمِ الْوَاحِدِ الثَّلَاثَةَ الْجَنَّةَ صَانِعَهُ یَحْتَسِبُ

---

[1] بخاری، الجھاد والسیر، الجھاد ماض مع البر والفاجر، ح:۲۸۵۲؛ مسلم، الامارۃ، فضیلۃ الخیل و ان الخیر معقود بنواصیھا، ح:۱۸۷۳؛ ابن ماجۃ، الجھاد، ارتباط الخیل فی سبیل اللہ، ح:۲۷۸۶۔۲۷۸۸۔

فِیْ صَنْعَتِهِ الْخَیْرَ وَالرَّامِیَ بِهِ وَالْمُمِدَّ بِهِ)) 1

"اللہ ایک تیر کی وجہ سے تین آدمیوں کو جنت میں داخل کر دیتا ہے:

① اسے بنانے والا جبکہ وہ اسے بنانے میں خیر کی امید رکھتا ہو،

② تیر چلانے والا اور

③ اسے (چلانے کے لئے تیار کر کے تیرانداز کو) پکڑانے والا۔"

3 تیراندازی۔ سنتِ اسماعیل علیہ السلام

تیراندازی، نشانہ بازی اور جہاد میں کام آنے والے دیگر کھیل شریعت کی نظر میں پسندیدہ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کچھ افراد کے پاس سے گزرے جو تیراندازی کر رہے تھے، آپ نے فرمایا:

((ارْمُوْا بَنِیْ إِسْمَاعِیْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِیًا)) 2

"اسماعیل کے فرزندو! تیر چلاؤ! تمہارے باپ (جدِ امجد) بھی تیرانداز تھے۔"

مہاجرین وانصار رضی اللہ عنہم کے قبائل چونکہ سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی نسل سے تھے اس لئے نبی اکرم ﷺ نے دونوں کو بنی اسماعیل کہہ کر مخاطب کیا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ نبی ﷺ کا گزر اسلم قبیلے کے افراد کے پاس سے ہوا جو تیراندازی کی مشق کر رہے تھے تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((ارْمُوْا بَنِیْ إِسْمَاعِیْلَ فَإِنَّ أَبَاكُمْ كَانَ رَامِیًا وَأَنَا مَعَ بَنِیْ فُلَانٍ))

"اسماعیل کے بیٹو! تیراندازی کرو! تمہارے باپ بھی تیرانداز تھے، میں بنی فلاں (ابن الادرع) کے ساتھ ہوں۔"

---

1 ترمذی، فضائل الجهاد، ما جاء فی فضل الرمی فی سبیل الله، ح:١٦٣٧؛ ابن ماجة، الجهاد، الرمی فی سبیل الله، ح:٢٨١١۔

2 ابن ماجة، الجهاد، الرمی فی سبیل الله، ح:٢٨١٥؛ مسند احمد ١/ ٣٦٤۔

اس پر دوسرے فریق نے اپنے ہاتھ روک لئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا لَكُمْ لَا تَرْمُوْنَ؟))

''کیا بات ہے کہ تم تیر اندازی نہیں کرتے؟''

انہوں نے عرض کیا:

جب آپ ایک فریق کے ساتھ ہو گئے تو ہم کس طرح تیر اندازی کر سکتے ہیں؟

نبی ﷺ نے فرمایا:

((اِرْمُوْا فَاَنَا مَعَكُمْ كُلِّكُمْ)) [1]

''تیر اندازی جاری رکھو میں تم سب کے ساتھ ہوں۔''

4 ایک تیر۔ایک درجہ

ابو نجیح سلمی بیان کرتے ہیں:

ہم نے اللہ کے نبی ﷺ کے ساتھ طائف کے قلعے کا محاصرہ کیا۔میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ بَلَغَ بِسَهْمٍ فَلَهُ دَرَجَةٌ فِي الْجَنَّةِ))

''جس نے (دشمن تک) ایک تیر پہنچایا، اس کے لئے جنت میں ایک درجہ ہے۔''

میں نے اس دن سولہ تیر پھینکے تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ رَمٰى بِسَهْمٍ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَهُوَ عَدْلُ مُحَرَّرٍ، وَ مَنْ شَابَ شَيْبَةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَتْ لَهُ نُوْرًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، وَ اَيُّمَا رَجُلٍ مُسْلِمٍ اَعْتَقَ رَجُلًا مُسْلِمًا فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَاعِلٌ وَفَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهِ عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهِ مِنَ النَّارِ وَ اَيُّمَا امْرَاَةٍ مُسْلِمَةٍ اَعْتَقَتِ امْرَاَةً مُسْلِمَةً فَاِنَّ اللّٰهَ عَزَّ وَ جَلَّ جَاعِلٌ وَفَاءَ كُلِّ عَظْمٍ مِنْ عِظَامِهَا عَظْمًا مِنْ عِظَامِ مُحَرَّرِهَا مِنَ النَّارِ)) [2]

---

[1] بخاری ، الجهاد والسير ، التحريض على الرمی ، ح:۲۸۹۹۔

[2] مسند احمد ٤/ ١١٣۔

''جس نے اللہ کے راستے میں ایک تیر چلایا تو اس کے لئے غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہے۔اور جو شخص اللہ کی راہ میں بوڑھا ہوا،اس کے لئے قیامت کے دن روشنی ہوگی۔جو مسلمان بھی کسی مسلمان آدمی کو آزاد کرے گا تو یقیناً اللہ اس آزاد کرنے والے کی ایک ایک ہڈی کا جہنم کی آگ سے فدیہ بنا دے گا۔اور جو مسلمان عورت بھی کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے گی تو یقیناً اللہ اس آزاد کرنے والی کی ایک ایک ہڈی کا جہنم کی آگ سے فدیہ بنا دے گا۔''

5 اگر نشانہ ٹھکانے پر نہ لگے تو!

جہاد کرتے ہوئے مجاہد جو فائرنگ کرتا ہے اس کا اجر و ثواب اسے ہر قیمت میں مل کر رہتا ہے،خواہ اس کی نشانہ بازی سے دشمن ہلاک یا زخمی نہ بھی ہوا ہو کیونکہ محنت و کوشش کا خاطر خواہ نتیجہ نکالنا مجاہد کے ذمے نہیں ہے۔رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

((مَنْ رَمَى الْعَدُوَّ بِسَهْمٍ فَبَلَغَ سَهْمُهُ الْعَدُوَّ،أَصَابَ أَوْ أَخْطَأَ فَيَعْدِلُ رَقَبَةً)) [1]

''جو شخص دشمن کی طرف ایک تیر پھینکے،اور وہ دشمن تک پہنچ جائے،خواہ دشمن کو لگے یا نہ لگے،وہ ایک غلام آزاد کرنے کے برابر ہے۔''

6 نفع بخش تجارت

اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان و مال سے جہاد کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿إِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ۚ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَيُقْتَلُوْنَ ۖ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ۚ وَمَنْ أَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ

[1] ابن ماجۃ، الجہاد، الرمی فی سبیل اللہ، ح:۲۸۱۲؛حاکم ۲/ ۹۶۔

فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١١١﴾ ❶

''بلاشبہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کو اس کے عوض میں خرید لیا ہے کہ انہیں جنت ملے گی۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں، وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، اس پر سچا وعدہ ہے تورات میں، انجیل میں اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے، تو تم لوگ اپنی اس بیع پر، جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے، خوش ہو جاؤ، اور یہی بڑی کامیابی ہے۔''

ایک اور آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ دردناک عذاب سے نجات دینے والی تجارت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى تِجَارَةٍ تُنْجِيْكُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿١٠﴾ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُجَاهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿١١﴾ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ وَ يُدْخِلْكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ وَ مَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِيْ جَنّٰتِ عَدْنٍ ؕ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿١٢﴾ وَ اُخْرٰى تُحِبُّوْنَهَا ؕ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَتْحٌ قَرِيْبٌ ؕ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٣﴾ ﴾ ❷

''ایمان والو! کیا میں تمہیں وہ تجارت بتلا دوں جو تمہیں دردناک عذاب سے بچا لے۔ اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔ ❸ یہ تمہارے لیے بہتر ہے اگر تم میں علم ہو۔ اللہ تمہارے گناہ معاف فرما دے گا اور تمہیں ان جنتوں میں پہنچائے گا جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور صاف ستھرے گھروں میں

---

❶ ۹/ التوبۃ:۱۱۱۔ ❷ ٦١/ الصف :۱۰۔۱۳۔

❸ جہاد بالنفس (جان کے ساتھ جہاد) سے مراد یہ ہے کہ اپنی جان اللہ تعالیٰ کے راستے میں قربان کی جائے۔ محض نفسانی خواہشات کے خلاف جہاد کو جہاد بالنفس کہنا درست نہیں۔ وہ جہاد النفس ہے یعنی نفس کے خلاف جہاد نہ کہ نفس کے ساتھ جہاد۔

جو عدن کی جنتوں میں ہوں گے، یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔ اور تمہیں ایک دوسری (نعمت بھی دے گا) جسے تم پسند کرتے ہو وہ اللہ کی طرف سے مدد اور جلد فتح یابی ہے، مومنوں کو خوشخبری دے دو۔"

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ایمان کی بنیاد پر کیا گیا جہاد فی سبیل اللہ کئی اقسام کی خیر و برکات کا ذریعہ ہے۔ جن کا اجمالی خاکہ کچھ یوں بنتا ہے:

- عذاب الیم سے نجات
- خیر کا حصول
- گناہوں کی بخشش
- جاودانی جنت میں پاکیزہ مکانات و محلات
- جنتوں میں داخلہ
- اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا نزول
- اللہ تعالیٰ کی مدد سے قریبی کامیابی کا حصول
- ایمان والوں کے لئے خوشخبری کا اعلان

7 ربِ کعبہ کی قسم! میں کامیاب ہو گیا!

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں جان قربان کرنے کو عظیم کامیابی سمجھتے تھے۔ انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

"نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو سلیم کے ستر آدمی (جو قاری یعنی عالم تھے) بنو عامر کے پاس بھیجے۔ جب یہ سب حضرات (بئر معونہ پر) پہنچے تو میرے ماموں حرام بن ملحان رضی اللہ عنہ نے کہا:

میں (بنو سلیم کے پاس) آگے جاتا ہوں، اگر مجھے انہوں نے اس بات کا امن دے دیا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ان تک پہنچاؤں تو بہتر ورنہ تم لوگ میرے قریب تو ہو ہی۔ چنانچہ وہ ان کے پاس گئے اور انہوں نے

امان بھی دے دی۔ ابھی وہ قبیلہ کے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی باتیں سنا ہی رہے تھے کہ قبیلہ والوں نے اپنے ایک آدمی (عامر بن طفیل) کو اشارہ کیا اور اس نے انہیں برچھا مار کر پیوست کر دیا جو آر پار ہو گیا۔ 1 اس وقت ان کی زبان سے نکلا: اَللّٰهُ اَكْبَرُ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ ''اللہ اکبر! میں کامیاب ہو گیا۔ رب کعبہ کی قسم!'' 2

انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک حدیث مبارکہ میں ہے: کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: ہمارے ساتھ چند آدمی بھیج دیجئے جو ہمیں قرآن وسنت سکھلا دیں۔ آپ نے ان کے ساتھ ستر انصاری آدمیوں کو بھیج دیا جن کو قراء (قرآن پڑھنے والے) کہتے تھے۔ ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے۔ وہ لوگ قرآن پڑھا کرتے تھے اور رات کو قرآن پڑھتے پڑھاتے اور سیکھتے جبکہ دن کو پانی لا کر مسجد میں رکھتے اور لکڑیاں اکٹھی کرتے، پھر انہیں بیچتے اور اصحابِ صفہ 3 اور فقراء کے لیے کھانا خریدتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو ان کے ساتھ بھیج دیا تھا، انہوں نے راستہ میں ان کا مقابلہ کیا اور انہیں قتل کیا۔ اپنے ٹھکانے پر پہنچنے سے پہلے انہوں نے (شہید ہوتے وقت) کہا:

یا اللہ! ہمارے نبی کو خبر پہنچا دے کہ ہم تجھ سے مل گئے اور ہم تجھ سے راضی ہیں اور تُو ہم سے راضی ہے۔

ایک شخص (کافروں میں سے) انس بن مالک کے ماموں حرام کے پاس آیا اور ان کے ایسا برچھا مارا کہ پار ہو گیا۔ حرام نے کہا: میں مراد کو پہنچ گیا، قسم ہے! کعبہ کے رب کی! رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا:

((اِنَّ اِخْوَانَكُمْ قَدْ قُتِلُوْا وَاِنَّهُمْ قَالُوْا: اَللّٰهُمَّ بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا اَنَّا قَدْ

---

1 جس شخص کو امان دی گئی ہو اسے قتل کرنا جائز نہیں نیز سفیروں کو قتل کرنا بین الاقوامی سفارتی آداب کے بھی منافی تھا اور ہے، مگر کفار سے کچھ بھی بعید نہیں۔

2 بخاري، الجهاد والسير، من ينكب او يطعن في سبيل الله ح: ٢٨٠١۔

3 صفہ مسجد نبوی میں ایک چبوترہ تھا جس میں بہت سے افراد ہر وقت موجود رہتے تھے، ان کی تعداد کم وبیش ہوتی رہتی تھی، بسا اوقات ان کی تعداد سیکڑوں تک پہنچ جاتی تھی۔ انہیں نبی ﷺ تعلیم دیا کرتے تھے۔

لَقِيْنَاكَ فَرَضِيْنَا عَنْكَ وَرَضِيْتَ عَنَّا)) ❶

''وہ تمہارے بھائی شہید کردیے گئے ہیں اور انہوں نے (بوقت شہادت) کہا: اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ بات پہنچادے کہ ہماری تجھ سے ملاقات ہوگئی ہے۔ہم تجھ سے راضی اور تو ہم سے راضی ہوگیا ہے۔'' ❷

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ تعالیٰ کے راستے میں کٹ جانے کو اصل کامیابی اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا ذریعہ سمجھتے تھے۔ رضی اللہ عنھم ورضوا عنه

❽ اجرِ عظیم اور بلند درجات

جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلنا ہی کامیابی کا زینہ ہے۔مجاہد غازی بن کر پلٹے یا جام شہادت نوش کر جائے ہر دو صورت میں کامرانی ہی کامرانی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَلْيُقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ الَّذِيْنَ يَشْرُوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ ؕ وَمَنْ يُّقَاتِلْ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ فَيُقْتَلْ اَوْ يَغْلِبْ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴾ ❸

''جو لوگ دنیا کی زندگی کو آخرت کے بدلے بیچ چکے ہیں، انہیں اللہ کی راہ میں قتال کرنا چاہیے اور جو شخص اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہوئے شہادت پالے یا غالب آجائے، یقیناً ہم اسے بہت بڑا اجر دیں گے۔''

مرے اگر تو شہید ہو مارے اگر تو غازی ہو
یہ راہ وہ ہے جس میں ہر طرح سے سرفرازی ہو

مجاہدین کے لئے اللہ تعالیٰ نے بلند درجات اور مغفرت و رحمت کا وعدہ کیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

---

❶ بخاری، ایضاً؛ مسلم، الامارۃ، ثبوت الجنة للشهيد، بعد ح:۱۹۰۲

❷ معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ یہ تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم عالم الغیب، مختار کل اور ہر جگہ پر حاضر و ناظر نہیں ہیں۔

❸ ٤/ النساء: ٧٤۔

﴿ لَا يَسْتَوِي الْقٰعِدُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ غَيْرُ اُولِي الضَّرَرِ وَ الْمُجٰهِدُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ ؕ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ دَرَجَةً ؕ وَ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ؕ وَ فَضَّلَ اللّٰهُ الْمُجٰهِدِيْنَ عَلَى الْقٰعِدِيْنَ اَجْرًا عَظِيْمًا ۙ﴿۹۵﴾ دَرَجٰتٍ مِّنْهُ وَ مَغْفِرَةً وَّ رَحْمَةً ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ﴿۹۶﴾ ﴾ [1]

''اپنی جانوں اور مالوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے اور بغیر عذر کے بیٹھ رہنے والے مومن برابر نہیں، اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرنے والوں کو بیٹھ رہنے والوں پر اللہ نے درجوں میں بہت فضیلت دے رکھی ہے اور یوں تو اللہ نے ہر ایک (مومن) سے خوبی اور اچھائی کا وعدہ کیا ہے لیکن مجاہدین کو بیٹھ رہنے والوں (جہاد نہ کرنے والوں) پر بہت بڑے اجر کی فضیلت دے رکھی ہے۔ اپنی طرف سے درجات، بخشش اور رحمت کی بھی اور اللہ بہت مغفرت کرنے والا اور بہت رحم کرنے والا ہے۔''

ان آیات کریمہ سے معلوم ہوا کہ مجاہد اور غیر مجاہد مومن کا درجات کے اعتبار سے کافی فرق ہے۔ مجاہدین کو اللہ تعالیٰ نے دیگر اہل ایمان پر فوقیت عطا فرمائی ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ بِرَسُوْلِهٖ وَ اَقَامَ الصَّلَاةَ وَ صَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ اللّٰهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ جَلَسَ فِيْ اَرْضِهِ الَّتِيْ وُلِدَ فِيْهَا)) [2]

''جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے، نماز قائم کرے اور رمضان

---

[1] ایضاً: ۹۵، ۹۶۔ [2] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر کسی کو جہاد نصیب نہ ہو مگر وہ دیگر فرائض نماز روزہ وغیرہ کی پابندی کرتا ہو تو اسے جنت ملے گی۔ مذکورہ بالا آیت کے الفاظ ﴿ كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى ﴾ (۴/النساء: ۹۵) (اللہ نے ہر ایک (مومن) سے نیکی اور اچھائی کا وعدہ کیا ہے۔) سے ظاہر ہوتا ہے۔ البتہ مومن غیر مجاہد کا درجہ مومن مجاہد سے کم ہوگا۔

کے روزے رکھے، اللہ پر حق ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے، خواہ وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرے یا اسی زمین میں پڑا رہے جہاں وہ پیدا ہوا۔''

اس پر لوگوں نے عرض کیا:

اللہ کے رسول! ہم اس کی لوگوں کو بشارت نہ دے دیں؟ آپ نے فرمایا:

((اِنَّ فِی الْجَنَّةِ مِائَةَ دَرَجَةٍ اَعَدَّهَا اللّٰهُ لِلْمُجَاهِدِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ مَا بَیْنَ الدَّرَجَتَیْنِ كَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ)) 1

''جنت میں سو درجے ایسے ہیں جنہیں اللہ نے جہاد فی سبیل اللہ کرنے والوں کے لئے تیار کیا ہے۔ دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔''

اسی طرح ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ رَضِیَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِیْنًا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) فَعَجِبَ لَهَا اَبُوْسَعِیْدٍ، فَقَالَ: اَعِدْهَا عَلَیَّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ افَفَعَلَ ثُمَّ قَالَ: ((وَاُخْرٰی یَرْفَعُ بِهَا الْعَبْدُ مِائَةَ دَرَجَةٍ فِی الْجَنَّةِ مَابَیْنَ كُلِّ دَرَجَتَیْنِ كَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ)) قَالَ: وَمَا هِیَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ((اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، اَلْجِهَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ)) 2

''جو شخص اللہ کو رب، اسلام کو دین اور محمد کو رسول تسلیم کرنے پر خوش ہو گیا اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔'' ابوسعید کو یہ بات بہت پسند آئی اور عرض کرنے لگے: اے اللہ کے رسول! اسے دوبارہ بیان فرمائیں! آپ نے یہ بات دوبارہ بیان فرمائی۔ پھر فرمایا: ''ایک اور عمل بھی ہے جس کے ذریعے اللہ جنت میں بندے کے سو درجے بلند کر دے گا۔ ہر دو درجوں کے

---

1 بخاري، الجهاد والسير، درجات المجاهدين فی سبيل الله، ح:۲۷۹۰۔

2 مسلم، الامارة، بيان ما اعده الله تعالى للمجاهد فی الجنة من الدرجات، ح:۱۸۸٤۔

درمیان اتنا فاصلہ ہے جتنا آسمان وزمین کے درمیان۔“ ابوسعید نے پوچھا:
اے اللہ کے رسول! وہ کون سا عمل ہے؟ آپ نے فرمایا: ”جہاد فی سبیل اللہ،
جہاد فی سبیل اللہ۔“

ایک حدیث مبارکہ میں مجاہد کو بہتر مرتبے والا آدمی کہا گیا ہے۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کی مجلس میں تشریف لائے اور فرمایا:

((اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِخَیْرِ النَّاسِ مَنْزِلًا؟))
”کیا میں تمھیں لوگوں میں سے سب سے بہتر مرتبے والے آدمی کے متعلق
نہ بتاؤں؟“

صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ضرور بتائیں! آپ نے فرمایا:
((رَجُلٌ اٰخِذٌ بِرَاْسِ فَرَسِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ حَتّٰی یَمُوْتَ اَوْ یُقْتَلَ)) [1]
”یہ وہ شخص ہے جو اپنا گھوڑا پکڑ کر (تیاری کر کے) جہاد فی سبیل اللہ کے
لئے جاتا ہے پھر یا تو فوت ہو جاتا ہے یا شہید کر دیا جاتا ہے۔“

ایسے ہی لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے پاس عظیم اجر ہے۔ اس قسم کے لوگوں کو ہی رب تعالیٰ کی طرف سے رحمت اور خوشنودی کی نوید ملتی ہے۔ اور یہی ابدالآباد تک جنت میں رہیں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ هَاجَرُوْا وَ جٰهَدُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ بِاَمْوَالِهِمْ وَ
اَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْفَآىِٕزُوْنَ ۝۲۰
یُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ رِضْوَانٍ وَّ جَنّٰتٍ لَّهُمْ فِیْهَا نَعِیْمٌ
مُّقِیْمٌ ۝۲۱ خٰلِدِیْنَ فِیْهَاۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗۤ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ۝۲۲ ﴾ [2]

---

[1] ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ، ماجاء ای الناس خیر، ح:١٦٥٢؛ نسائی، الزکاة، من یسئل بالله ولا یعطی به، ح:٢٥٦٩، و اللفظ له؛ ابن حبان، ح:٦٠٣۔

[2] ٩/ التوبة:٢٠-٢٢۔

''جو لوگ ایمان لائے، اور انہوں نے ہجرت کی، اللہ کی راہ میں اپنے مال اور اپنی جان سے جہاد کیا، وہ اللہ کے ہاں بہت بڑے مرتبہ والے ہیں، اور یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ انہیں ان کا رب خوشخبری دیتا ہے اپنی رحمت کی اور رضامندی کی اور جنتوں کی ان کے لیے وہاں دوامی نعمت ہے۔ وہاں یہ ہمیشہ رہنے والے ہیں، یقیناً اللہ کے پاس بہت بڑا اجر ہیں۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، عرض کیا گیا: اے اللہ کے رسول! کون سا عمل جہاد فی سبیل اللہ کے برابر ہے؟ آپ نے فرمایا:

((لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ))

''تم اس عمل کی استطاعت نہیں رکھتے۔''

لوگوں نے دو یا تین دفعہ پوچھا، آپ ہر مرتبہ یہی جواب دیتے:

((لَا تَسْتَطِيْعُوْنَهُ))

''تم میں یہ کام کرنے کی طاقت نہیں۔''

پھر آپ نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ وَلَا صَلَاةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) [1]

''جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے کی مثال اس روزہ دار اور تلاوت قرآن کے ساتھ قیام کرنے والے کی طرح ہے جو روزہ اور نماز سے اس وقت تک نہ ہٹے جب تک اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا واپس نہ آجائے۔''

ظاہر ہے اتنی عبادت کرنے کی طاقت کسی میں بھی نہیں، لہٰذا ثابت ہوا کہ جہاد فی سبیل اللہ جیسی دوسری کوئی عبادت نہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے: ایک آدمی نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! مجھے ایسا عمل

---

[1] مسلم ، الامارة ، فضل الشهادة فی سبيل الله تعالى ، ح:١٨٧٨۔

بتائیں جو جہاد کے برابر ہو! آپ نے فرمایا:

((لَا اَجِدُهُ))

''میری نظر میں ایسا کوئی عمل نہیں۔''

پھر فرمایا:

((هَلْ تَسْتَطِيعُ إِذَا خَرَجَ الْمُجَاهِدُ أَنْ تَدْخُلَ مَسْجِدَكَ فَتَقُومَ وَلَا تَفْتُرَ وَتَصُومَ وَلَا تُفْطِرَ ......)) 1

''کیا تم یہ کرسکتے ہو کہ جب مجاہد جہاد کے لئے جائے تم مسجد میں داخل ہو جاؤ اور قیام شروع کردو، ہمت نہ ہارو اور روزے رکھتے جاؤ اور ناغہ نہ کرو؟ اس نے عرض کیا: اتنی ہمت کس میں ہے؟''

ایک اور حدیث نبوی میں ہے:

((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ ...... وَاللّٰهُ أَعْلَمُ بِمَنْ يُجَاهِدُ فِي سَبِيلِهِ...... كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْخَاشِعِ الرَّاكِعِ السَّاجِدِ)) 2

''جہاد فی سبیل اللہ کرنے والے...... جبکہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ فی سبیل اللہ جہاد کون کرتا ہے...... کی مثال روزہ دار، شب زندہ دار، خشوع کے ساتھ رکوع اور سجدہ کرنے والے کی طرح ہے۔''

نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ نَهَارَهُ الْقَائِمِ لَيْلَهُ حَتّٰى يَرْجِعَ مَتٰى مَا يَرْجِعُ)) 3

''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال اس شخص کی طرح ہے جو مجاہد کے واپس آنے تک دن کو روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے۔''

---

1 بخاری، الجهاد والسير، فضل الجهاد و السير، ح:٢٧٨٥۔

2 نسائی، الجهاد، ما تكفل الله عز وجل لمن يجاهد فی سبيله، ح:٣١٢٤۔

3 مسند احمد٤/ ٢٧٢۔

مجاہد بمقابلہ عابد

محدث، حافظ، غازی اور شیخ الاسلام امام عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ حرمین شریفین میں عبادت کرنے والوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

يَا عَابِدَ الْحَرَمَيْنِ لَوْ اَبْصَرْتَنَا لَعَلِمْتَ اَنَّكَ فِي الْعِبَادَةِ تَلْعَبُ

"حرمین شریفین کے عبادت گزار! اگر تو (میدانِ جہاد میں) ہمیں دیکھے تو تجھے یقین آجائے گا کہ تو عبادت میں کھیل رہا ہے۔"

مَنْ كَانَ يَخْضِبُ جِيْدَهُ بِدُمُوْعِهِ فَنُحُوْرُنَا بِدِمَائِنَا تَتَخَضَّبُ

"اگر وہ (عابد) اپنے آنسوؤں سے رخسار تر کرتا ہے تو ہمارے سینے ہمارے خون سے رنگین ہو جاتے ہیں۔"

اَوْ كَانَ يُتْعِبُ خَيْلَهُ فِيْ بَاطِلٍ فَخُيُوْلُنَا يَوْمَ الصَّبِيْحَةِ تَتْعَبُ

"اگر وہ اپنا گھوڑا باطل کے لئے تھکاتا ہے تو ہمارے گھوڑے بوقت صبح دشمن پر حملہ آور ہو کر تھکتے ہیں۔"

رِيْحُ الْعَبِيْرِ لَكُمْ وَ نَحْنُ عَبِيْرُنَا رَهَجُ السَّنَابِكِ وَ الْغُبَارُ الْاَطْيَبُ

"(حرمین میں عبادت کرنے والو!) عبیر کی خوشبو تمہیں مبارک ہو! (ہمارے لئے تو) گھوڑوں کے سموں کا غبار ہی بہت عمدہ عبیر کی خوشبو ہے۔"

وَ لَقَدْ اَتَانَا مِنْ مَقَالِ نَبِيِّنَا قَوْلٌ صَحِيْحٌ صَادِقٌ لَا يُكْذَبُ

"ہمارے پاس ہمارے نبی کا فرمان آگیا ہے، ایسا صحیح اور سچا فرمان جو کبھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔"

لَا يَسْتَوِيْ وَ غُبَارُ خَيْلِ اللّٰهِ فِيْ اَنْفِ امْرِیٍٔ وَ دُخَانُ نَارٍ تَلْهَبُ

"کسی آدمی کی ناک میں اللہ کے گھوڑوں کا غبار اور جہنم کی دہکتی ہوئی آگ کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے۔"

هٰذَا كِتَابُ اللّٰهِ يَنْطِقُ بَيْنَنَا لَيْسَ الشَّهِيْدُ بِمَيِّتٍ لَا يُكْذَبُ

''یہ اللہ کی کتاب ہمارے درمیان شاہد و ناطق ہے کہ شہید مردہ نہیں۔ اس بات کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔''

محمد بن ابراہیم ابوسُکَینہ فرماتے ہیں: ابنِ مبارک نے ۱۷۷ھ میں مجھے یہ اشعار لکھوا کر طرطوس (شام کی سرحد) سے فُضَیل بن عیاض کے پاس بھیجا...... میں آپ کا خط لے کر فُضیل سے حرم میں ملا، انہوں نے اسے پڑھا اور رونے لگے، پھر فرمایا:

صَدَقَ اَبُوْعَبْدِ الرَّحْمٰنِ وَ نَصَحَ

''ابوعبدالرحمٰن (ابن المبارک) نے سچ فرمایا اور نصیحت کر دی۔'' [1]

محمد بن فُضیل بن عیاض فرماتے ہیں: میں نے عبداللہ بن مبارک کو خواب میں دیکھا تو میں نے دریافت کیا: کون سا عمل آپ نے زیادہ افضل پایا ہے؟ انہوں نے فرمایا: وہی عمل جس میں مشغول رہتا تھا۔ میں نے پوچھا: آپ کی مراد ہے کہ سرحدوں پر مورچہ بند رہنا اور جہاد کرنا؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔ میں نے پھر دریافت کیا: آپ کے ساتھ کیا سلوک ہوا؟ آپ نے جواب دیا: میری مغفرت کر دی گئی ہے، مجھے مغفرتوں پر مغفرتیں نصیب ہوئی ہیں۔ [2]

9 سچے اور کامل مومن

جان و مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے سچے مومن قرار دیا ہے۔

حقیقی مومن جانی اور مالی قربانی سے اپنے ایمان کے دعویٰ کو سچا ثابت کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوْا وَ جٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَ اَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ الصّٰدِقُوْنَ ﴾ [3]

---

[1] سیر اعلام النبلاء از امام شمس الدین ذہبی ۸/ ۴۱۲-۴۱۳، ط:۲، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت۔ **نوٹ**: اس واقعہ کی سند اصول حدیث کے معیار پر پوری نہیں اترتی۔ [2] تاریخ بغداد للخطیب البغدادی ۱۰/ ۱۶۸؛ سیر اعلام النبلاء، ۸/ ۴۱۹۔ [3] ۴۹/ الحجرات: ۱۵۔

''مومن تو وہ ہیں جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے شک وشبہ نہ کیا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہی سچے اور راست گو ہیں۔''

جہاد بالمال اور جہاد بالنفس (اللہ تعالیٰ کے راستے میں اپنی جان قربان کرنا) پر عمل پیرا ہونے والے کو بعض احادیث میں افضل الناس کہا گیا ہے۔

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی اللہ کے رسول ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا: کون سا آدمی افضل ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مُؤْمِنٌ يُجَاهِدُ بِنَفْسِهِ وَمَالِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ)) قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: ((مُؤْمِنٌ فِي شِعْبٍ مِّنَ الشِّعَابِ يَتَّقِي اللّٰهَ وَيَدَعُ النَّاسَ مِنْ شَرِّهِ)) [1]

''اللہ کی راہ میں اپنی جان ومال سے جہاد کرنے والا مومن۔'' اس نے عرض کیا: پھر کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''وہ مومن [2] جو کسی گھاٹی میں رہ کر اللہ کا خوف رکھتا ہے (اللہ کی عبادت کرتا ہے) اور لوگوں کو اپنے شر سے محفوظ رکھتا ہے۔'' [3]

---

[1] بخاری، الجهاد والسير، افضل الناس مومن مجاهد بنفسه و ماله في سبيل الله...، ح:٢٧٨٦؛ مسلم، الامارة، فضل الجهاد والرباط، ح:١٨٨٨؛ ابو داوٗد، ح:٢٤٨٥۔

[2] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا فضیلت حاصل کرنے کے لئے مومن ہونا ضروری ہے۔ ایمان کے بغیر کسی عمل کا کوئی فائدہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کفار کے اعمال کو ﴿رَمَادٍ﴾ (راکھ) اور ﴿سَرَابٍ﴾ سے تشبیہ دی ہے، اور فرمایا ہے کہ ہم ان کے اعمال کو ﴿هَبَآءً مَّنثُورًا﴾ (اڑتی ہوئی گرد وغبار) بنا دیں گے، نیز اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ کفار کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں۔

[3] جب آدمی لوگوں میں رہتا ہے تو ضرور کسی نہ کسی کی غیبت کرتا ہے یا غیبت سنتا ہے یا کسی پر غصہ کرتا ہے، اسے ایذا دیتا ہے۔ تنہائی اور عزلت میں اس کے شر سے سب لوگ محفوظ رہتے ہیں۔ اس حدیث سے اس نے دلیل لی ہے جو عزلت اور گوشہ نشینی کو اختلاط سے بہتر جانتا ہے۔ جمہور کا مذہب ہے کہ اختلاط افضل ہے اور حق یہ ہے کہ یہ باختلاف اشخاص، احوال، زمانہ اور موقع کے مختلف ہے۔ جس شخص سے مسلمانوں کو دینی اور دنیاوی فائدے پہنچتے ہوں اور وہ لوگوں کی (طرف سے پہنچنے والی) برائیوں (تکلیفوں) پر صبر کر سکے، اس کے لئے اختلاط افضل ہے اور جس شخص سے اختلاط سے گناہ سرزد ہوتے ہوں اور اس کی صحبت سے لوگوں کو ضرر پہنچتا ہو، اس کے لئے عزلت افضل ہے۔ (شرح بخاری از مولانا راز رحمہ اللہ)

10 اللہ جن سے محبت کرتا ہے

اللہ تعالیٰ بہت سے لوگوں سے محبت کرتا ہے، جن سے وہ محبت کرتا ہے ان میں وہ لوگ بھی ہیں جن کے بارے میں وہ خود فرماتا ہے:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ ۝ ﴾ 1

''اللہ ان لوگوں سے محبت کرتا ہے جو اس کی راہ میں ایسے لڑتے ہیں گویا کہ وہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار ہیں۔''

11 افضل عمل

احادیث نبویہ میں ایمان کے بعد جہاد کو افضل عمل قرار دیا گیا ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں:

سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((اِيْمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ)) قِيْلَ: ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) قِيْلَ ثُمَّ مَاذَا؟ قَالَ: ((حَجٌّ مَبْرُوْرٌ)) 2

رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانا۔'' پوچھا گیا: اس کے بعد کون سا؟ آپ نے فرمایا: ''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔'' پھر آپ سے دریافت کیا گیا: اس کے بعد کون سا؟ آپ نے جواب دیا: ''حج مبرور (خلوص نیت اور صحیح طریقے سے ادا کیا گیا حج)۔''

ابو ذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انھوں نے اللہ کے نبی ﷺ سے پوچھا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا:

---

1 ٦١/ الصف :٤۔

2 بخاری ، الایمان ، من قال ان الایمان هو العمل ح:٢٦؛ مسلم ، الایمان ، کون الایمان باللہ تعالی افضل الاعمال ، ح:٨٣۔

((اِیْمَانٌ بِاللّٰهِ وَجِهَادٌ فِیْ سَبِیْلِهٖ)) ❶

''اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔'' ❷

عبداللہ بن حبشی خثعمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا: کون سا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا:

((اِیْمَانٌ لَاشَکَّ فِیْهِ، وَجِهَادٌ لَاغُلُوْلَ فِیْهِ،وَحَجَّةٌ مَبْرُوْرَةٌ)) قِیْلَ:فَاَیُّ الصَّدَقَةِ اَفْضَلُ؟قَالَ: ((جُهْدُ الْمُقِلِّ)) قِیْلَ:فَاَیُّ الْهِجْرَةِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ((مَنْ هَجَرَ مَاحَرَّمَ اللّٰهُ)) قِیْلَ:فَاَیُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ؟قَالَ: ((مَنْ جَاهَدَ الْمُشْرِکِیْنَ بِنَفْسِهٖ وَمَالِهٖ)) قِیْلَ:فَاَیُّ الْقَتْلِ اَشْرَفُ؟ قَالَ: ((مَنْ اُهْرِیْقَ دَمُهٗ وَعُقِرَجَوَادُهٗ)) ❸

''ایسا ایمان ❹ جس میں ذرہ بھر شک نہ ہو اور ایسا جہاد جس میں مالِ غنیمت سے خیانت نہ ہو اور حج مبرور۔'' عرض کیا گیا: کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''تنگ دست کے خون پسینے کی کمائی کا صدقہ۔'' عرض کیا گیا: کون سی ہجرت افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس شخص کی ہجرت افضل ہے جو اللہ کی طرف سے حرام کردہ چیزوں کو چھوڑ دے۔'' عرض کیا گیا: کون سا جہاد افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اس آدمی کا جہاد افضل ہے جو مشرکوں سے اپنی جان اور مال کے ذریعے جہاد کرے۔'' عرض کیا گیا: کون سی شہادت افضل ہے؟ آپ نے فرمایا: ''جس کا خون بہا دیا گیا اور اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دی گئیں۔''

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا: مجھے ایسے عمل کے بارے میں

---

❶ بخاری ، العتق ، ای الرقاب افضل؟ح:۲۵۱۸ ؛ مسلم ، ایضاً ،ح:۸۴۔

❷ اس حدیث میں ایمان کو عمل قرار دیا گیا ہے۔ ❸ ابوداوٗد ، الصلاۃ ، طول القنوت ، ح: ۱۴۴۹؛ نسائی ، الزکاۃ ، جهد المقل ،ح:۲۵۲۶ ؛مسند احمد۳/ ۴۱۱ـ۴۱۲۔

❹ سوال یہ تھا کہ کون سا عمل افضل ہے؟ جبکہ آپ نے سب سے پہلے ((اِیْمَانٌ لَاشَکَّ فِیْهِ)) فرمایا، جس سے ایمان کا عمل ہونا بھی ثابت ہوتا ہے۔

بتائیں جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور جہنم سے دور کرے! آپ ﷺ نے معاذ رضی اللہ عنہ کے سوال کی تحسین فرمائی اور پھر سوال کا یوں جواب دیا: ''اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔'' پھر آپ نے نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی ادائیگی کا حکم دیا، اس کے بعد آپ ﷺ نے نیکی کے دروازوں کی تفصیل بیان کی۔ بعد ازاں فرمایا:

((اَلَا اُخْبِرُكَ بِرَاْسِ الْاَمْرِ وَعَمُوْدِهٖ وَذِرْوَةِ سَنَامِهٖ؟)) قُلْتُ: بَلٰى يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! قَالَ: ((رَاْسُ الْاَمْرِ الْاِسْلَامُ وَعَمُوْدُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ الْجِهَادُ)) [1]

''میں تمہیں اس کام کے سر، اس کے ستون اور اس کی چوٹی کے بارے میں نہ بتاؤں؟'' میں نے عرض کیا: کیوں نہیں اللہ کے رسول (ضرور بتائیں!) آپ نے فرمایا: ''اس کا لبِ لباب اسلام (سرِ تسلیم خم کرنا) ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کی بلندی جہاد ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ کا ایک صحابی کسی گھاٹی کے پاس سے گزرا، اس میں میٹھے پانی کا چھوٹا سا چشمہ تھا، وہ اسے اس کی لطافت کے سبب بہت پسند آیا۔ اس نے کہا کیوں نہ میں لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر اس گھاٹی میں رہنا شروع کر دوں لیکن میں اللہ کے رسول ﷺ سے اجازت لیے بغیر کبھی ایسا نہیں کروں گا۔ اس نے یہ معاملہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ذکر کیا تو آپ نے فرمایا:

((لَا تَفْعَلْ فَاِنَّ مُقَامَ اَحَدِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَفْضَلُ مِنْ صَلَاتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ سَبْعِيْنَ عَامًا، اَلَا تُحِبُّوْنَ اَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَيُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ؟ اُغْزُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ! مَنْ قَاتَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ)) [2]

---

[1] ترمذی، الایمان عن رسول اللہ ﷺ، ما جاء فی حرمة الصلاة، ح:۲۶۱۶؛ ابن ماجة، الفتن، کف اللسان فی الفتنة، ح: ۳۹۷۳؛ مسند احمد ۵/ ۲۳۱۔

[2] ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول اللہ ﷺ، ما جاء فی فضل الغدو والرواح فی سبیل اللہ، ح:۱۶۵۰؛ مسند احمد ۲/ ۴۴۶؛ حاکم: ۲/ ۶۸۔

"یہ کام نہ کرو، تم میں سے کسی شخص کا جہاد کے لئے کھڑا ہونا گھر میں رہتے ہوئے ستر سال (تقریباً سوا لاکھ) نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ کیا تم پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہاری مغفرت کر دے اور جنت میں داخل کرے؟ اللہ کی راہ میں لڑو! جو شخص اونٹنی کا دودھ دوہنے کے وقت کے برابر جہاد کرتا ہے اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔"

12 حجاج کرام کی خدمت اور مساجد کی آباد کاری سے بھی افضل عمل

نعمان بن بشیر بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس تھا کہ ایک آدمی نے کہا: اگر میں اسلام لانے کے بعد حجاج کو پانی پلاؤں تو مجھے یہی عمل کافی ہے۔ دوسرے آدمی نے کہا: اگر میں اسلام لانے کے بعد مسجدِ حرام کو آباد کروں تو مجھے یہی عمل کافی ہے۔ ایک اور آدمی نے کہا: جہاد فی سبیل اللہ اس سے افضل ہے جو تم کر رہے ہو۔ عمر (رضی اللہ عنہ) نے انہیں ڈانٹا اور فرمایا: رسول اللہ ﷺ کے منبر کے پاس اپنی آوازیں مت بلند کرو! وہ جمعہ کا دن تھا، لیکن جب میں نے جمعہ ادا کیا، میں اندر گیا اور جس مسئلے میں تم نے اختلاف کیا میں نے آپ سے مسئلہ دریافت کیا تو اللہ عزوجل نے یہ آیت اتار دی:

﴿اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَ عِمَارَةَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ......﴾ [1]

"کیا تم نے حاجیوں کو پانی پلا دینا اور مسجدِ حرام کی آباد کاری کو اس کے برابر کر دیا ہے جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان لایا اور اس نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا، یہ اللہ کے نزدیک برابر کے نہیں......"

13 روزے سے بھی افضل عمل

جہاد میں مجاہدین کی خدمت کرنا اختیاری روزے سے زیادہ اجر رکھتا ہے۔ روزہ انفرادی نیکی جبکہ مجاہدین کی خدمت ساری ملتِ اسلامیہ کی خدمت ہے۔ ایک حدیثِ مبارکہ میں ہے، انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم (ایک سفر میں) نبی ﷺ کے ساتھ تھے، ہم میں

---

[1] ۹/ التوبۃ:۱۹؛ مسلم، الامارۃ، فضل الشھادۃ فی سبیل اللہ تعالی، ح:۱۸۷۹۔

زیادہ بہتر سایہ جو کوئی کرتا، اپنا کمبل تان لیتا۔ جو لوگ روزے سے تھے وہ کوئی کام نہ کر پائے، البتہ جن لوگوں نے روزہ نہیں رکھا تھا انہوں نے اونٹوں کو اٹھایا (پانی پلایا) اور دیگر لوگوں کی خوب خوب خدمت کی اور دیگر کام کیے تو نبی ﷺ نے فرمایا:

((ذَهَبَ الْمُفْطِرُوْنَ الْيَوْمَ بِالْأَجْرِ)) [1]

''آج اجر و ثواب کو روزہ نہ رکھنے والے لے گئے ہیں۔''

14 دین کے قائم رہنے کا ذریعہ

جہاد ایک ایسا عمل ہے جس کی برکت سے اسلام تا قیامت قائم رہے گا، چنانچہ ارشاد نبوی ہے:

((لَنْ يَّبْرَحَ هٰذَا الدِّيْنُ قَائِمًا يُقَاتِلُ عَلَيْهِ عِصَابَةٌ مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ حَتّٰى تَقُوْمَ السَّاعَةُ)) [2]

''یہ دین قائم ہی رہے گا کیونکہ مسلمانوں کی ایک جماعت (ہر زمانے میں اس کے غلبے کے لئے) قیامت تک لڑتی رہے گی۔''

قرآنِ مجید میں فتنے کے خاتمے اور غلبہ دین کے لئے جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ؕ فَاِنِ انْتَهَوْا فَلَا عُدْوَانَ اِلَّا عَلَى الظّٰلِمِيْنَ ۝ ﴾ [3]

''ان (کفار و مشرکین) سے قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو جائے اور دین اللہ کے لئے ہو جائے۔ تاہم اگر وہ باز آ جائیں تو پھر ظالموں کے علاوہ کسی پر کوئی زیادتی نہیں۔''

---

[1] بخاری، الجهاد والسير، فضل الخدمة في الغزو، ح: ۲۸۹۰۔

[2] مسلم، الامارة، قوله ﷺ: لاتزال طائفة من امتي ظاهرين على الحق لايضرهم من خالفهم، ح: ۱۹۲۲۔

[3] ۲/ البقرة: ۱۹۳۔

﴿وَ قَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّ يَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ فَاِنِ انْتَهَوْا فَاِنَّ اللّٰهَ بِمَا يَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ﴾ ❶

"ان سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ ختم ہو جائے اور دین سارے کا سارا اللہ کے لئے ہو جائے۔ البتہ اگر وہ باز آ جائیں تو جو وہ عمل کرتے ہیں اللہ اسے خوب دیکھنے والا ہے۔"

ارشادِ نبوی ہے:

((اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ......)) ❷

"مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے قتال کروں یہاں تک کہ وہ اس کی گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں......"

15 کافروں کی ذلت ورسوائی۔ مومنوں کی عزت وعظمت

قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے جہاد سے حاصل ہونے والے ثمرات کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

﴿قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَ يُخْزِهِمْ وَ يَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَ يَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ وَ يُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝﴾ ❸

"ان سے لڑو، اللہ تمہارے ہاتھوں سے انہیں سزا دلوائے گا، انہیں ذلیل ورسوا کرے گا، ان کے مقابلے میں تمہیں فتح عطا کرے گا، مومنوں کے دل ٹھنڈے کرے گا اور ان کے دلوں کا غصہ مٹا دے گا اور اللہ جسے چاہے گا توبہ کی توفیق عطا کرے گا۔ اللہ خوب جاننے والا بڑا دانا ہے۔"

---

❶ ٨/ الانفال:٣٩۔

❷ بخاری، الایمان، ﴿فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ﴾ (٩/ التوبۃ:٥)، ح:٢٥؛ مسلم، الایمان، الامر بقتال الناس حتی یقولوا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ......، ح:٢٠۔ ❸ ٩/ التوبۃ:١٤-١٥۔

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے جہاد کے نتیجے میں حاصل ہونے والے پانچ دنیوی فوائد کا تذکرہ فرمایا ہے جو کہ درج ذیل ہیں:

① اللہ تعالیٰ مسلمانوں سے کفار و مشرکین کو سزا دلوائے گا۔

② اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے ہاتھوں کفار و مشرکین کو ذلیل و رسوا کرے گا۔

③ کفار و مشرکین کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو فتح نصیب فرمائے گا۔

④ کفار کے انجامِ بد کی بنا پر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو سکون و راحت پہنچائے گا۔

یوم الفرقان (غزوۂ بدر) سے پہلے مسلمان بے بس اور ستم رسیدہ تھے۔ کفار و مشرکین کی طرف سے دباؤ کا شکار تھے حتی کہ انہیں یہ خطرہ لاحق رہتا تھا کہ مشرکین ہمیں ملیا میٹ ہی نہ کر دیں، مگر معرکۂ بدر کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو سرخرو کیا، عزت و عظمت عطا کی اور ہر لحاظ سے مستحکم کر دیا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَاذْكُرُوٓا۟ إِذْ أَنتُمْ قَلِيلٌ مُّسْتَضْعَفُونَ فِى ٱلْأَرْضِ تَخَافُونَ أَن يَتَخَطَّفَكُمُ ٱلنَّاسُ فَـَٔاوَىٰكُمْ وَأَيَّدَكُم بِنَصْرِهِۦ وَرَزَقَكُم مِّنَ ٱلطَّيِّبَٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝٢٦ ﴾ [1]

''وہ وقت یاد کرو جب تم تھوڑے تھے، زمین میں تمہیں کمزور سمجھا جاتا تھا، تم ڈرتے تھے کہ کہیں لوگ (کفار) تمہیں اچک کر نہ لے جائیں، اللہ نے تمہیں پناہ مہیا کر دی، اپنی مدد سے تمہیں مضبوط کر دیا اور تمہیں پاکیزہ رزق فراہم کیا تاکہ تم شکر کرو۔''

عہدِ نبوی کے غزوات کا جائزہ لینے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ مسلمانوں کی عزت، عظمت اور سربلندی کے گراف میں کمی و بیشی کا انحصار جہاد کے نتائج پر رہا ہے۔ غزوہ احد کے بعد کچھ دیر کے لئے اس گراف میں کمی واقع ہوئی، لیکن اس کے بعد پیش آمدہ غزوات احزاب، خیبر، موتہ، فتحِ مکہ اور حنین وغیرہ کے نتیجے میں یہ گراف بلند سے بلند تر ہوتا گیا۔ یہ جہاد ہی کے ثمرات تھے کہ فتح مکہ کے بعد مسلمانوں کو اتنی طاقت حاصل ہوگئی کہ

---

[1] ٨/ الانفال:٢٦۔

زمانہ جاہلیت کی تمام رسوم بزورِ بازو ملیامیٹ کر دی گئیں۔ بیت اللہ کو بتوں سے پاک کر دیا گیا، عرب سے مراکزِ شرک ختم کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کے دستے روانہ کیے۔ یہ جہاد کا ہی نتیجہ تھا کہ فتح مکہ کے بعد پورے عالمِ عرب کے قبائل وفود کی شکل میں از خود حاضرِ خدمت ہو کر اسلام قبول کرنے لگے۔ جہاد کے ذریعے حاصل ہونے والی عظمت، شان و شوکت اور سربلندی کا یہ نقطہ عروج تھا کہ آدھی دنیا پر حکومت کرنے والی سب سے بڑی فوجی قوت (روم، جس نے ابھی ابھی اپنی مدِمقابل قوت ایران کو شکست دی تھی) مسلمانوں کے مقابلے میں آنے کی جرأت نہ کر سکی اور رسول اللہ ﷺ تبوک میں ۲۰ دن انتظار کے بعد دنیا سے اپنی قوت کا لوہا منوا کر مدینہ طیبہ واپس تشریف لائے۔

۱۱ھ/۶۳۲ع میں نبی ﷺ کی وفات ہوگئی۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت (۶۳۲ - ۶۳۴ع) میں نہ صرف عراق اور حیرہ جہاد کے ذریعے سرنگوں ہوئے بلکہ زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے اور مدعیانِ نبوت کی سرکوبی اور فتنۂ ارتداد کا استیصال بھی جہاد کے ذریعے ممکن ہوا۔ جہاد ہی کے نتیجہ میں ۶۳۵ع میں دمشق، ۶۳۶ع میں انطاکیہ اور بیت المقدس فتح ہوئے اور ۶۳۸ع میں پورے ملک شام پر اسلامی پرچم لہرانے لگا۔ ایران میں فتوحات کی ابتداء عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت (۶۳۴ع - ۶۴۵ع) میں ۶۳۵ع میں ہوئی۔ ۶۴۲ع تک قادسیہ، مدائن، جلولا حلوان، خوزستان، اصفہان، ہمدان، رے، طبرستان، آذربائی جان، آرمینیا، کرمان اور خراسان سب کے سب مفتوح ہو گئے۔ ۶۵۵ع میں جزائر یونان اور قبرص فتح ہوئے۔ ۶۷۰ع میں قیروان (تیونس کا شہر) فتح ہوا۔ ۶۷۴ع میں بخارا اور ۶۷۵ع میں سمرقند اسلامی حکومت میں شامل ہوئے۔ ۶۹۳ع میں ساحل اطلس (اوقیانوس) اسلامی سلطنت کا حصہ بنا۔ ۷۰۰ع میں اسلامی فوجوں نے ایشیائے کوچک کو فتح کیا۔ ۷۱۱ع میں محمد بن قاسم رحمۃ اللہ علیہ نے کراچی سے ملتان تک کا علاقہ فتح کیا۔ اسی سال یعنی ۷۱۱ع میں طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ جبرالٹر (اندلس رپین) پر اتر آئے اور اندلس کے علاوہ آدھا فرانس بھی سرنگوں ہو گیا۔ ۸۰۹ع میں کارسیکا اور ۸۱۰ع میں جزیرہ سارڈینیا، ۸۲۳ع میں کریٹ، ۸۲۷ع میں سسلی، ۸۴۶ع میں جنوبی اٹلی اور ۸۷۰ع میں

مالٹا مسخر ہوا۔

اس طرح جہاد کی برکت سے دو صدیوں پر محیط عرصہ میں بحیرہ اسود سے لے کر ملتان تک اور سمر قند سے لے کر فرانس تک تقریباً ۹۰ لاکھ مربع میل رقبہ پر اسلامی سلطنت کا پھریرا لہرانے لگا اور مسلمان دیکھتے ہی دیکھتے دنیا کی عظیم الشان سیاسی، تہذیبی اور تمدنی قوت بن گئے۔ [1]

شوقِ جہاد سے سرشار فتوحات کے سنہری دور کی عکاسی کرتے ہوئے علامہ اقبال نے 'ترانہ ملّی' میں یہ اشعار لکھے:

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جوان ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا
مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا

16 غموں اور پریشانیوں سے نجات کا ذریعہ

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جہاد فی سبیل اللہ کے ذریعے اللہ تعالیٰ غموں اور پریشانیوں سے نجات عطا کرتے ہیں۔ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ! فَإِنَّ الْجِهَادَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بَابٌ مِّنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ يُنْجِي اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى بِهٖ مِنَ الْهَمِّ وَالْغَمِّ)) [2]

''اللہ کی راہ میں جہاد کرو! اللہ کی راہ میں جہاد کرنا جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے، اس کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ غم اور فکر سے نجات دیتا ہے۔''

---

[1] فتوحات کے یہ اعداد و شمار مولانا اقبال کیلانی کی کتاب 'کتاب الجهاد' (جہاد کے مسائل) سے لئے گئے ہیں۔

[2] مسند احمد ٥/ ٣١٤؛ حاکم ٢/ ٧٤۔

17 فرشتوں کا سلام۔سرحدوں کے محافظوں کے نام

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرشتوں کو حکم دیں گے کہ وہ موحد مجاہدین کو سلام کریں جو سرحدوں کی حفاظت کرتے تھے اوران کے ذریعے لوگ ناپسند امور سے اپنا بچاؤ کرتے تھے ، چنانچہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اللہ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے کون جنت میں جائے گا؟ لوگوں نے جواب دیا: اللہ اوراس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔آپ نے فرمایا:

((اَوَّلُ مَنْ يَّدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ الْفُقَرَاءُ وَ الْمُهَاجِرُوْنَ الَّذِيْنَ تُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُوْرُ وَ يُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهُ،وَ يَمُوْتُ اَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهٗ فِيْ صَدْرِهٖ لَايَسْتَطِيْعُ لَهَا قَضَاءً فَيَقُوْلُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمَنْ يَّشَاءُ مِنْ مَلَائِكَتِهٖ ائْتُوْهُمْ فَحَيُّوْهُمْ فَتَقُوْلُ الْمَلَائِكَةُ نَحْنُ سُكَّانُ سَمَائِكَ وَخِيَرَتُكَ مِنْ خَلْقِكَ اَفَتَامُرُنَا اَنْ نَاتِيَ هٰؤُلَاءِ فَنُسَلِّمَ عَلَيْهِمْ؟ قَالَ: اِنَّهُمْ كَانُوْا عِبَادًا يَعْبُدُوْنَنِيْ لَايُشْرِكُوْنَ بِيْ شَيْئًا وَتُسَدُّ بِهِمُ الثُّغُوْرُ وَ يُتَّقٰى بِهِمُ الْمَكَارِهُ،وَ يَمُوْتُ اَحَدُهُمْ وَحَاجَتُهٗ فِيْ صَدْرِهٖ لَايَسْتَطِيْعُ لَهَا قَضَاءً ،قَالَ: فَتَاْتِيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ ذٰلِكَ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِنْ كُلِّ بَابٍ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ))[1]

''اللہ کی مخلوق میں سے سب سے پہلے جنت میں فقراء مہاجرین جائیں گے جن کے ذریعے سرحدوں کی حفاظت کی جاتی ہے اوران کے ذریعے سے تکالیف اور مشقتوں سے بچا جاتا ہے۔انہیں موت اس حالت میں آتی ہے کہ ان کی ضرورتیں اور خواہشیں دل میں ہی رہ جاتی ہیں،وہ انہیں پورا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔اللہ عز وجل اپنے فرشتوں میں سے جنہیں چاہتا ہے،فرماتا ہے:ان لوگوں کو جا کر سلام کرو! فرشتے جواب

---

[1] مسند احمد ۲/ ۱٦٨۔

دیتے ہیں: ہم تیرے آسمان کے رہنے والے اور تیری مخلوق میں سے بہترین، کیا تُو ہمیں حکم دیتا ہے کہ ہم انہیں جا کر سلام کریں؟ اس نے فرمایا: وہ میرے ایسے بندے تھے جو صرف میری عبادت کرتے تھے اور میرے ساتھ ذرہ برابر شرک نہیں کرتے تھے۔ جن کے ذریعے سرحدوں کی حفاظت کی جاتی تھی اور ان کے ذریعے سے تکالیف اور مشقتوں سے بچا جاتا تھا۔ انہیں موت اس حالت میں آئی کہ ان کی ضرورتیں اور خواہشیں دل میں ہی رہ گئیں، وہ انہیں پورا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے تھے۔ لہٰذا فرشتے ان کے پاس یہ کہتے ہوئے داخل ہوں گے: تم پر (اللہ کی طرف سے) سلامتی ہو، تمہارے صبر کی وجہ سے، آخرت کا گھر کیا ہی خوب ہے۔''

18 رزق کا دروازہ

رزق کے اسباب و ذرائع میں سے ایک اہم دروازہ جہاد فی سبیل اللہ ہے، چنانچہ ارشادِ نبوی ہے:

((جُعِلَ رِزْقِي تَحْتَ ظِلِّ رُمْحِي وَ جُعِلَ الذِّلَّةُ وَ الصَّغَارُ عَلٰى مَنْ خَالَفَ أَمْرِي)) [1]

''میری روزی میرے نیزے کے سائے تلے رکھی گئی ہے اور جو میرے حکم کی مخالفت کرے اس کے لئے ذلت اور خواری کو مقدر کیا گیا ہے۔''

جہاد کے نتیجے میں مسلمانوں کو ملنے والی پاکیزہ روزی کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿...... اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿٢٦﴾﴾ [2]

''......اور اپنی مدد سے تمہیں مضبوط کر دیا اور تمہیں پاکیزہ رزق فراہم کیا تاکہ تم شکر کرو۔''

---

[1] بخاری، الجهاد والسير، ما قيل في الرماح، (تعليقا)؛ مسند احمد ۲/ ۵۰۔

[2] ۸/ الانفال:۲٦۔

اللہ تعالیٰ اپنے مجاہد بندوں کو مختلف مواقع پر وہاں سے رزق عطا فرماتے ہیں جہاں سے ان کا وہم وگمان بھی نہیں ہوتا۔ اس سلسلے کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے:

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے ساحل سمندر کی طرف ایک لشکر بھیجا اور اس کا امیر ابوعبیدہ بن جراح کو بنایا۔ اس میں تین سو آدمی شریک تھے۔ ہم مدینہ سے روانہ ہوئے اور ابھی راستے میں ہی تھے کہ راشن ختم ہو گیا، جو کچھ بچا تھا وہ ابوعبیدہ کے حکم سے جمع کیا گیا تو وہ دو تھیلے کھجور کے جمع ہو گئے۔ اب ابوعبیدہ ہمیں روزانہ تھوڑا تھوڑا اسی میں سے دیتے رہے۔ آخر یہ بھی جب ختم ہونے کے قریب پہنچ گیا تو ہمارے حصے میں صرف ایک ایک کھجور آتی تھی۔ وہب نے کہا کہ میں نے جابر سے پوچھا: ایک کھجور سے تمہارا کیا بنتا ہوگا؟ جابر نے کہا: وہ ایک کھجور بھی غنیمت تھی۔ جب وہ بھی نہ رہی تو ہمیں اس کی قدر معلوم ہوئی تھی۔ بالآخر ہم سمندر کے کنارے پہنچ گئے۔ وہاں کیا دیکھتے ہیں کہ بڑے ٹیلے کی طرح ایک مچھلی نکل کر پڑی ہے۔ اس مچھلی کو سارا لشکر اٹھارہ راتوں تک کھاتا رہا۔ بعد میں ابوعبیدہ کے حکم پر اس کی پسلی کی دو ہڈیاں کھڑی کی گئیں تو وہ اتنی اونچی تھیں کہ اونٹ پر کجاوہ کسا گیا وہ ان کے نیچے سے نکل گیا اور ہڈیوں کو بالکل نہیں لگا۔ [1]

19 جنت کے دروازے۔ تلواروں کے سائے تلے

جہاد فی سبیل اللہ جنت میں لے جانے کا ایک سبب ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بعض احادیث میں فرمایا ہے کہ جنت کے دروازے یا جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابوبکر بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے سنا جبکہ وہ دشمن کے سامنے تھے، انہوں نے کہا: اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اَبْوَابَ الْجَنَّةِ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ)) [2]

"جنت کے دروازے تلواروں کے سائے تلے ہیں۔"

یہ سن کر ایک پراگندہ حال شخص کھڑا ہوا اور اس نے کہا: ابوموسیٰ! کیا تم نے واقعی

---

[1] بخاری ، المغازی، غزوۃ سیف البحر، ح:٤٣٦٠۔

[2] مسلم ، الامارۃ ، ثبوت الجنة للشهيدح:١٩٠٢۔

رسول اللہ ﷺ کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا ہے؟ انہوں نے ہاں میں جواب دیا۔ اس پر وہ آدمی اپنے ساتھیوں کے پاس واپس چلا گیا اور کہا: میں تمہیں (الوداعی) سلام کہتا ہوں۔ پھر اس نے اپنی تلوار کی میان توڑ کر پھینک دی اور تلوار لے کر دشمن کی طرف چل دیا اور اس قدر لڑا کہ شہید ہو گیا۔ 1

اس حدیث مبارکہ سے جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کے جہادی جذبے اور شوقِ جہاد کا پتہ چلتا ہے۔ 2

عبداللہ بن ابواوفی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے بعض ان ایام میں جب آپ کا مقابلہ دشمن سے ہوا، آپ نے انتظار فرمایا یہاں تک کہ سورج ڈھل گیا، پھر آپ نے لوگوں میں کھڑے ہو کر فرمایا:

((یَاأَیُّھَا النَّاسُ! لَا تَمَنَّوْا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَسَلُوا اللّٰہَ الْعَافِیَةَ، فَإِذَا لَقِیتُمُوھُمْ فَاصْبِرُوْا، وَاعْلَمُوْا اَنَّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّیُوْفِ))

ثُمَّ قَالَ: ((اَللّٰھُمَّ مُنْزِلَ الْکِتَابِ، وَمُجْرِیَ السَّحَابِ، وَھَازِمَ الْأَحْزَابِ، اِھْزِمْھُمْ وَانْصُرْنَا عَلَیْھِمْ)) 3

''لوگو! دشمن سے ٹکراؤ کی آرزو مت کرو، اللہ سے عافیت کا سوال کرو۔ تو جب تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور جان لو کہ جنت تلواروں کی چھاؤں میں ہے۔'' پھر یہ دعا کی: ''اللہ! کتاب کے نازل کرنے والے، بادلوں کو چلانے والے اور دشمن کے لشکروں کو شکست دینے والے ان (کافروں) کو شکست سے دوچار کر دے اور ان کے خلاف ہماری مدد فرما!''

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ:

---

1 ایضاً۔ 2 اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خیر القرون کے مسلمانوں کو نبی اکرم ﷺ کے فرمان پر کس قدر پختہ یقین تھا۔ نیز آخرت کے مقابلے میں دنیا کی ان کے نزدیک کوئی حیثیت نہ تھی۔

3 بخاری، الجهاد والسیر، لاتمنوا لقاء العدو، ح:۳۰۲۵؛ مسلم، الجهاد، کراهیة تمنی لقاء العدو، ح:۱۷۴۲۔

ا۔ جنگ کی آرزو کرنا منع ہے لہٰذا بعض ''جوشیلوں'' کا یہ کہنا ہے کہ 'جنگ ہونی چاہیے' خلاف شریعت ہے۔ خواہ مخواہ جنگ نہیں چھیڑنی چاہیے، اللہ تعالیٰ سے عافیت کا سوال کرنا چاہیے۔

ب۔ جب دشمن سے جنگ ہو جائے تو پھر راہِ فرار اختیار نہ کی جائے بلکہ مردانہ وار ڈٹ کر مقابلہ کرنا چاہیے۔

ج۔ جہاد کرنے کا مقصد اللہ تعالیٰ کو راضی کرنا ہونا چاہیے نیز بنیادی طور پر اخروی کامیابی اور جنت کا حصول مطمحِ نظر ہونا چاہیے۔ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔

د۔ تمام اسباب و وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے اور صبر و استقامت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کی طاقت وقوت پر یقین رکھتے ہوئے اس سے دشمن کی تباہی اور اپنی فتح ونصرت کی دعا بھی مانگنی چاہیے۔ مدد صرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوتی ہے، جیسا کہ درجِ ذیل فرمانِ الٰہی سے معلوم ہوتا ہے:

﴿ مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ ۝ ﴾ [1]

و۔ یہ اسلام کی ہی عظمت ہے کہ اس نے جنگی حالات میں بھی اصول وضوابط کی پابندی کرنے کی تلقین کی ہے۔

انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ چلتے گئے حتیٰ کہ مشرکوں سے پہلے بدر میں پہنچ گئے۔ جب مشرکین آئے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا:

((لَا يُقَدِّمَنَّ اَحَدٌ مِّنْكُمْ اِلٰى شَيْءٍ حَتّٰى اَكُوْنَ اَنَا دُوْنَهُ))

''تم میں سے کوئی شخص بھی کسی معاملے میں پیش قدمی نہ کرے حتیٰ کہ میں خود اس کی بابت کچھ کہوں یا کروں۔''

جب مشرکین قریب آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((قُوْمُوْا اِلٰى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ))

''اس جنت کو حاصل کرنے کے لئے کھڑے ہو جاؤ جس کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے۔''

---

[1] ۳/ آل عمرٰن: ۱۲۶۔

عمیر بن حُمام انصاری نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! ایسی جنت بھی ہے جس کا عرض زمین و آسمان کے برابر ہے؟ آپ نے فرمایا: ((نَعَمْ)) ''ہاں۔'' اس نے کہا: واہ! واہ! رسول اللہ ﷺ نے پوچھا:

((مَا يَحْمِلُكَ عَلٰى قَوْلِكَ بَخٍ بَخٍ؟))

''تم نے یہ واہ واہ کیوں کہا؟''

اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول ﷺ! اللہ کی قسم میں نے یہ صرف اس امید سے کہا ہے کہ میں اس جنت والوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا:

((فَإِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا))

''تُو یقیناً جنت والوں میں سے ہے۔''

انہوں نے تھیلے سے کچھ کھجوریں نکالیں اور کھانا شروع کیں۔ پھر کہنے لگے: اگر میں ان کھجوروں کے کھانے تک زندہ رہوں پھر تو یہ زندگی بہت لمبی ہے (بہت دیر ہو جائے گی۔) اس نے باقی ماندہ کھجوریں پھینک دیں اور پھر مشرکوں سے قتال کیا یہاں تک کہ جام شہادت نوش کر گیا۔ [1]

اس حدیث مبارکہ سے جہاد کی فضیلت کے ساتھ ساتھ یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حصولِ جنت کا شوق انتہائی زیادہ تھا۔

20 اللہ کی خاطر غصے میں آنے والا مجاہد

اسلامی غیرت و حمیت کی خاطر جہاد کرنے والے مجاہد کے لئے جنت کی خوشخبری سنائی گئی ہے۔ ابو ہریرہ بیان کرتے ہیں:

عمرو بن اُقیش اس لئے اسلام قبول نہیں کرتا تھا کہ وہ پہلے لوگوں سے اپنا زمانہ جاہلیت والا سود وصول کر لے۔ جنگِ احد کے موقع پر اس نے پوچھا: میرے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟ لوگوں نے کہا: احد کی جنگ میں شریک ہیں۔ اس نے کہا: فلاں کہاں ہے؟ لوگوں نے جواب دیا: غزوۂ احد میں۔ اس نے پوچھا: فلاں کہاں ہے؟ لوگوں نے جواب

[1] مسلم، الامارة، ثبوت الجنة للشهيد، ح:۱۹۰۱۔

دیا: غزوۂ احد میں۔ (یہ جوابات سن کر) اس نے اپنے جنگی ہتھیار پہنے اور گھوڑے پر سوار ہو کر میدان میں پہنچ گیا، جب مسلمانوں نے اسے دیکھا تو انہوں نے کہا: عمرو تُو ہم سے دُور رہ! اس نے کہا: میں ایمان لایا ہوں۔ پھر اس نے جنگ کی یہاں تک کہ زخمی ہو گیا، زخمی حالت میں اسے اٹھا کر گھر لایا گیا، سعد بن معاذ نے آ کر اس کی بہن سے کہا: اس سے پوچھ کہ یہ اپنی قوم کی حمیت وغیرت اور حمایت میں لڑا ہے، یا ان کے لئے غصے میں آ کر، یا پھر اللہ کے لئے غصہ کرتے ہوئے (اس کے دشمنوں سے لڑا ہے؟) اس (عمرو) نے جواب دیا:

بَلْ غَضَبًا لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ

''بلکہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے غصہ کرتے ہوئے (لڑا ہوں)۔''

پھر وہ فوت ہو گیا اور جنت میں داخل ہوا، حالانکہ اس نے اللہ کے لئے کوئی نماز بھی نہیں پڑھی تھی۔ [1] ☆

اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی حمیت وحمایت میں جہاد کرنا ایمان کی علامت اور کامیابی کی ضمانت ہے، ایسا شخص جنتی ہے۔

21 زمین والوں میں بہتر لوگ

اصحابِ بیعتِ رضوان (اصحاب الشجرة) کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی رضا کا اعلان کیا گیا اور نبی ﷺ نے انہیں زمین کے بہترین لوگ قرار دیا۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ فَاَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ عَلَيْهِمْ وَاَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا ۝١٨ وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝١٩ ﴾ [2]

''یقیناً اللہ مومنوں سے خوش ہو گیا جبکہ وہ درخت تلے تجھ سے بیعت کر رہے

---

[1] ابوداؤد، الجهاد، فيمن يسلم و يقتل مكانه في سبيل الله تعالى، ح:۲۵۳۷؛ حاکم ۲/ ۱۱۳۔ ☆ عمرو بن اقیش رضی اللہ عنہ مسلمان ہوتے ہی غزوۂ احد میں شریک ہوئے اور زخمی ہو کر اللہ کو پیارے ہو گئے، اس لئے انہیں زندگی نے نماز ادا کرنے کے لئے مہلت ہی نہ دی، ورنہ عہدِ رسالت کا کوئی بھی مومن بے نماز نہیں تھا۔ [2] ۴۸/ الفتح: ۱۸۔۱۹۔

تھے۔ ان کے دلوں میں جو تھا اسے اس نے معلوم کر لیا اور ان پر اطمینان نازل فرمایا اور انہیں قریب کی فتح عطا فرمائی، اور بہت سی غنیمتیں جنہیں وہ حاصل کریں گے اور اللہ بہت غالب بہت حکمت والا ہے۔''

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں غزوہ حدیبیہ کے موقع پر فرمایا:

((اَنْتُمْ خَيْرُ اَهْلِ الْاَرْضِ))

''تم لوگ تمام زمین والوں سے بہتر ہو۔''

(جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اس موقع پر ہماری تعداد چودہ سو تھی۔ اگر آج میری آنکھوں میں بینائی ہوتی تو میں اس درخت کی جگہ تمہیں بتاتا۔ [1]

اس درخت کے نیچے صحابہ نے نبی کی اس بات پر بیعت کی تھی کہ وہ سب صبر واستقامت اختیار کریں گے۔ [2]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حفصہ کے پاس فرمایا:

((لَا يَدْخُلُ النَّارَ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ مِنْ اَصْحَابِ الشَّجَرَةِ اَحَدٌ مِنَ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا تَحْتَهَا))

''درخت والوں سے، جنہوں نے اس کے نیچے بیعت کی تھی، ان شاء اللہ کوئی جہنم میں نہیں جائے گا۔''

انہوں نے عرض کیا: کیوں نہیں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! اس پر آپ نے انہیں جھڑکا۔ حفصہ نے عرض کیا (اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا)

﴿ وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ﴾

''تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو جہنم پر نہ جائے۔''

اس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے (اس کے بعد یہ بھی) فرمایا ہے:

---

[1] بخاری، المغازی، غزوة الحدیبیة، ح:٤١٥٤۔

[2] بخاری، الجهادو السیر، البیعة فی الحرب ان لا یفروا، و قال بعضهم: علی الموت، ح:٢٩٥٨۔

﴿ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِينَ اتَّقَوا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِينَ فِيهَا جِثِيًّا﴾ ❶

''پھر ہم پرہیزگاروں کو نجات دیں گے اور چھوڑ دیں گے ظالموں کو اس میں ان کے گھٹنوں کے بل۔'' ❷

متقین جہنم کے اوپر سے گزر جائیں گے مگر ظالمین اس میں گھٹنوں کے بل گر پڑیں گے۔

22 جملہ گناہوں کی بخشش

غزوہ بدر میں شریک ہونے والوں کے بارے میں اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ اہلِ بدر کے بارے میں پہلے سے جانتا تھا کہ اس نے فرمایا:

((اِعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ، أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)) ❸

''تم جو چاہو کرو، تمہیں جنت ضرور ملے گی، یا (آپ نے یہ فرمایا) میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے۔''

جبریل نبی ﷺ کے پاس آئے اور کہنے لگے: بدر والوں کو تم لوگ کس درجہ میں رکھتے ہو؟ آپ نے فرمایا:

((مِنْ اَفْضَلِ الْمُسْلِمِيْنَ))

''مسلمانوں میں سب سے افضل۔''

یا آپ نے اسی طرح کا کوئی کلمہ ارشاد فرمایا۔ جبریل نے کہا: جو فرشتے بدر میں شریک ہوئے تھے ان کا بھی یہی درجہ ہے۔ ❹ یعنی ان کا شمار افضل ترین فرشتوں میں ہوتا ہے۔

23 جنت کی گارنٹی

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث قدسی میں ہے، اللہ کے رسول ﷺ

---

❶ دیکھئے ۱/ مریم: ۷۱-۷۲۔ ❷ مسلم، الفضائل، من فضائل اصحاب الشجرۃ اھل بیعۃ الرضوان۔ ❸ بخاری، المغازی، فضل من شھد بدرا، ح: ۳۹۸۳؛ مسلم، فضائل الصحابۃ، من فضائل حاطب بن ابی بلتعۃ و اھل بدر؛ ابوداوٗد، الجھاد، فی حکم الجاسوس اذا کان مسلما، ح: ۲۶۵۰۔ ❹ بخاری، المغازی، فضل شھود الملائکۃ بدرا، ح: ۳۹۹۲۔

فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

((اَلْمُجَاهِدُ فِي سَبِيلِي هُوَ عَلَيَّ ضَمَانٌ، إِنْ قَبَضْتُهُ أَوْرَثْتُهُ الْجَنَّةَ، وَإِنْ رَجَعْتُهُ رَجَعْتُهُ بِأَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ)) 1

''میں اپنے راستے میں جہاد کرنے والے کا ضامن ہوں، اگر میں اس کی روح قبض کروں گا تو اسے جنت کا وارث بناؤں گا اور اگر اسے واپس بھیجوں گا تو اجر و ثواب یا مالِ غنیمت دے کر واپس کروں گا۔''

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ جہاد کے بدلے جنت ملتی ہے۔ چنانچہ انس بن مالک بیان کرتے ہیں کہ وہ ایک جنگ (موتہ) میں شریک ہوئے تو عبداللہ بن رواحہ نے یہ (رجز) کہا:

يَا نَفْسِ أَلَا أَرَاكِ تَكْرَهِينَ الْجَنَّهْ
أَحْلِفُ بِاللّٰهِ لَتَنْزِلِنَّهْ طَائِعَةً أَوْ لَتُكْرَهِنَّهْ 2

''میری جان! تُو جنت کو کیوں ناپسند کرتی ہے؟ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ تجھے ضرور اس (کے حصول کے لئے میدانِ حرب) میں خوشی سے اترنا ہوگا، ورنہ تجھے اس پر مجبور کیا جائے گا۔''

اس رجز سے عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا مقصود لوگوں کو جہاد کا شوق دلانا تھا۔ مطلب یہ تھا کہ اس موت سے نہ ڈرو کیونکہ اس کے ذریعے تمہیں جنت ملے گی۔

24 کافر کو قتل کرنے کا اجر

جہاد فی سبیل اللہ کے دوران میں کسی کافر کو قتل کرنا جہاں باعث فضیلت ہے، وہاں جہاد میں زخمی ہونے والا بھی، اگر چہ وہ شہید نہ بھی ہوا ہو، عظیم فضیلت حاصل کرتا ہے۔

میدان جہاد میں کافر کو قتل کرنے کی فضیلت کے بارے میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

1 ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ، ماجاء فی فضل الجهاد، ح: ١٦٢٠۔

2 ابن ماجة، الجهاد، ارتباط الخيل فی سبيل الله، ح:٢٧٩٣۔

((لَا يَجْتَمِعُ كَافِرٌ وَقَاتِلُهُ فِي النَّارِ اَبَدًا)) ❶

''کافر اور اس کا قاتل دوزخ میں کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔''

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کافر کو قتل کرنے والا جہنم سے محفوظ رہے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کافر کو قتل کرنا گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے۔ البتہ اگر وہ اپنی باقی زندگی میں ایمان کی راہ اختیار نہیں کرتا اور اس کا خاتمہ بھی ایمان پر نہیں ہوتا تو الگ بات ہے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَا يَجْتَمِعَانِ فِي النَّارِ اجْتِمَاعًا يَضُرُّ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ)) قِيْلَ: مَنْ هُمْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ؟ قَالَ: ((مُؤْمِنٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ)) ❷

''دو آدمی دوزخ میں اس طرح سے جمع نہیں ہو سکتے کہ ایک شخص دوسرے کو نقصان پہنچائے۔'' پوچھا گیا: اللہ کے رسول ﷺ! وہ کون ہوں گے؟ آپ نے فرمایا: ''وہ مومن جس نے کافر کو قتل کیا پھر میانہ روی سے زندگی بسر کی۔''

ایک حدیث مبارکہ میں یہ الفاظ ہیں:

((لَا يَجْتَمِعَانِ فِي النَّارِ اجْتِمَاعًا يَضُرُّ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ مُسْلِمٌ قَتَلَ كَافِرًا ثُمَّ سَدَّدَ وَقَارَبَ)) ❸

''دو آدمی جہنم کی آگ میں اس طرح جمع نہیں ہوں گے کہ ایک دوسرے کو اذیت پہنچائے۔ وہ مسلمان جس نے کافر کو قتل کیا پھر اعتدال کی زندگی گزاری۔''

میدان جہاد میں کافر کو قتل کرنے والا اگر اپنی بعض بداعمالیوں کی وجہ سے سزا کا مستوجب ہوتا ہے تو

''یہ بھی احتمال ہے کہ اسے آگ کا عذاب نہ دیا جائے گا۔ مثلاً اسے شروع

---

❶ مسلم، الامارۃ، من قتل کافرا ثم سدد، ح:۱۸۹۱؛ ابو داؤد، ح:۲۴۹۵۔

❷ ایضاً۔ ❸ مستدرک حاکم ۲/ ۷۲۔

میں دخول جنت سے روک کر اعراف میں محبوس کر دیا جائے وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا یا اسے آگ کا عذاب تو دیا جائے گا مگر اس جگہ نہیں دیا جائے گا جہاں کفار کو دیا جا رہا ہوگا اور اس طرح وہ دونوں آگ میں ایک وقت میں نہیں ہوں گے...... کہ کافر اس کا مذاق اڑائے اور عار دلائے کہ اسے اس کے ایمان کا اور اس (کافر) کے قتل کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔'' ❶

25 میرے ماں باپ تم پر فدا

میدانِ جہاد میں اترنے والے بعض خوش نصیب وہ بھی ہیں جنہیں نبی ﷺ نے فرمایا: میرے ماں باپ تم پر فدا! ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کون ہے جو بنو قریظہ کی طرف جا کر ان کی (نقل و حرکت کی) اطلاع میرے پاس لا سکے؟''

(نبی ﷺ کے حواری زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) اس پر میں وہاں گیا اور جب میں (خبر لے کر) واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے (فرطِ مسرت سے) اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا:

((فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ)) ❷

''میرے ماں باپ تم پر فدا ہوں۔''

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ جب غزوہ احد میں قتال کر رہے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے والدین کا ایک ساتھ ذکر کر کے فرمایا:

((فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ)) ❸

''میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔''

ایک اور روایت میں ہے، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: نبی ﷺ نے اپنے ترکش کے تیر مجھے نکال کر دیئے اور فرمایا:

---

❶ شرح نووی۔ ❷ بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، مناقب الزبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، ح:۳۷۲۰۔ ❸ بخاری، المغازی، باب:۱۸، ح:۴۰۵۷۔

((اِرْمِ فِدَاكَ اَبِیْ وَ اُمِّیْ)) [1]

”تیر برساتے جاؤ۔ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔“

26 جہاد فی سبیل اللہ میں زخمی ہونے کا اجر

جہاد فی سبیل اللہ میں زخمی ہونے والے کا خون بہت گراں قدر ہے۔ یہ خون اللہ تعالیٰ کو بہت پسندیدہ ہے۔ روز قیامت اس قسم کے خون کی رنگت زعفران کی ہوگی اور خوشبو کستوری کی ہوگی۔ پھر راہ جہاد میں زخمی ہونے والے پر شہداء کی مہر ہوگی جسے لوگ پہچان کر کہیں گے کہ اس پر شہداء کی مہر ہے۔

خون کا بے مثال قطرہ

ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَيْسَ شَيْءٌ اَحَبَّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ قَطْرَتَيْنِ وَاَثَرَيْنِ: قَطْرَةُ دُمُوْعٍ مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ وَقَطْرَةُ دَمٍ تُهْرَاقُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَمَّا الْاَثَرَانِ فَاَثَرٌ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَاَثَرٌ فِيْ فَرِيْضَةٍ مِنْ فَرَائِضِ اللّٰهِ)) [2]

”اللہ کے ہاں دو قطروں اور قدموں کے دو نشانوں سے بڑھ کر کوئی چیز پسندیدہ نہیں ہے۔ اللہ کے خوف کے باعث گرنے والا آنسو کا قطرہ اور اللہ کی راہ میں بہنے والے خون کا قطرہ۔ قدموں کے دو نشانوں میں سے ایک نشان تو وہ ہے جو جہاد کے دوران میں لگے اور دوسرا اللہ کے کسی فرض کی ادائیگی میں۔“

رنگت خون کی، خوشبو کستوری جیسی

جہاد فی سبیل اللہ میں زخمی ہونے والا مومن روز قیامت اس امتیازی شان سے اٹھایا جائے گا کہ اس کے جسم سے تازہ خون نکل رہا ہوگا اور اس سے کستوری کی مہک اٹھ رہی ہوگی۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] ایضاً، ح:٤٠٥٥۔

[2] ترمذی، فضائل الجهاد، ماجاء فی فضل المرابط، ح:١٦٦٩۔

((مَا مِنْ مَكْلُومٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَكَلْمُهُ يَدْمٰى، اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالرِّيحُ رِيحُ مِسْكٍ)) [1]

''وہ زخم خوردہ جو اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے وہ قیامت کے روز اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا۔ اس کا رنگ خون کا رنگ ہوگا اور اس کی مہک کستوری کی مہک ہوگی۔''

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ایک لمبی حدیث میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ، مَا مِنْ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ تَعَالٰى اِلَّا جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ كُلِمَ لَوْنُهُ لَوْنُ دَمٍ وَرِيحُهُ مِسْكٌ)) [2]

''اس ذات کی قسم! جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے اللہ کی راہ میں ہونے والا زخم قیامت کے دن اسی حالت میں آئے گا جس حالت میں وہ پہلے دن تھا۔ اس کا رنگ خون جیسا ہوگا اور خوشبو کستوری کی طرح ہوگی۔''

ایک اور حدیث نبوی میں یہ الفاظ ہیں:

((كُلُّ كَلْمٍ يُكْلَمُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ يَكُونُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَهَيْئَتِهَا يَوْمَ طُعِنَتْ تَفَجَّرُ دَمًا، اَللَّوْنُ لَوْنُ دَمٍ وَالْعَرْفُ عَرْفُ مِسْكٍ)) [3]

''اللہ کی راہ میں آنے والا ہر زخم قیامت کے دن اپنی اصلی حالت میں ہوگا۔ اس سے خون بہہ رہا ہوگا۔ رنگ خون جیسا ہوگا اور خوشبو کستوری جیسی۔''

رنگت زعفران کی۔ مہک کستوری کی

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَمَنْ جُرِحَ جُرْحًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَوْ نُكِبَ نَكْبَةً فَاِنَّهَا تَجِيءُ

---

[1] بخاری، الذبائح، المسك، ح:۵۵۳۳۔ [2] مسلم، الامارۃ، فضل الجهاد والخروج فی سبیل الله، ح:۱۸۷۶؛ نسائی، ح: ۵۰۴۵؛ ابن ماجة، ح:۲۷۵۳۔

[3] بخاری، الوضوء، ما یقع من النجاسات فی السمن و الماء، ح:۲۳۷، الجهاد و السیر، من یجرح فی سبیل الله ح:۲۸۰۳؛ مسلم ایضاً۔

يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَغْزَرِ مَا كَانَتْ، لَوْنُهَا لَوْنُ الزَّعْفَرَانِ وَرِيْحُهَا رِيْحُ الْمِسْكِ)) ❶

''اور جسے اللہ کی راہ میں کوئی زخم لگا، یا کوئی خراش آئی تو وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ وہ زخم یا خراش تازہ ترین حالت میں ہوگی۔ اس کا رنگ زعفران کی طرح اور خوشبو کستوری کی طرح ہوگی۔''

شہداء کی مہر

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث نبوی میں ہے:

((وَمَنْ جُرِحَ جِرَاحَةً فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ خُتِمَ لَهُ بِخَاتَمِ الشُّهَدَاءِ لَهُ نُوْرٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَوْنُهَا مِثْلُ لَوْنِ الزَّعْفَرَانِ وَرِيْحُهَا مِثْلُ الْمِسْكِ يَعْرِفُهُ بِهَا الْأَوَّلُوْنَ وَالْآخِرُوْنَ يَقُوْلُوْنَ: فُلَانٌ عَلَيْهِ طَابَعُ الشُّهَدَاءِ)) ❷

''جو شخص اللہ کی راہ میں زخمی ہوگیا اس پر شہداء کی مہر ہوگی اور قیامت کے دن اسے نور عطا کیا جائے گا۔ اس کے خون کا رنگ زعفران کی طرح اور خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ اسے اول تا آخر سب لوگ پہچان لیں گے اور کہیں گے فلاں شخص پر شہداء کی مہر ہے۔''

اس حدیث مبارکہ سے جہاد فی سبیل اللہ میں زخمی ہونے والے کی فضیلت کے بارے میں مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

① جہاد فی سبیل اللہ میں زخمی ہونے پر شہداء کی مہر ہوگی۔ جس سے اس کے شہداء سے تعلق کا اظہار ہوتا ہوگا۔

② جہاد میں زخم خوردہ لوگوں کو روز قیامت نور عطا کیا جائے گا۔

③ ایسے لوگوں کے زخم یا خون کی رنگت زعفران کی طرح ہوگی۔ جس سے کستوری کی

---

❶ ابو داؤد، الجهاد، فيمن سأل الله شهادة، ح:٢٥٤١؛ ترمذی، فضائل الجهاد، ماجاء فی فضل من يكلم فی سبيل الله، ح:١٦٥٧؛ نسائی، ح:٣١٤٣۔

❷ مسند احمد٦/ ٤٤٣۔٤٤٤۔ نوٹ: اس روایت کی سند میں انقطاع ہے۔

مہک آ رہی ہوگی۔

④ جہاد فی سبیل اللہ میں زخمی ہونے والے کو اس کی عزت افزائی کے لیے مختلف انداز سے متعارف کروایا جائے گا۔ اس پر شہداء کی مہر کا ایسا نشان ہوگا جس سے پہلے پچھلے سب لوگ اس کے مقام و مرتبے کی پہچان کر لیں گے۔

فضائلِ جہاد کا اصولِ دین سے تعلق

حجۃ اللہ البالغہ میں ہے کہ جہاد کے فضائل اصول کی طرف راجع ہیں جن میں سے چند ایک یہ ہیں:

یہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر اور الہام کے موافق ہیں تو اس کو پورا کرنے کی کوشش کرنا رحمت کو شامل کرنے کا سبب ہے اور اس کو ختم کرنے کی کوشش لعنت کا موجب ہے اور اس زمانہ میں اسے چھوڑنا خیرِ کثیر کے چھوٹ جانے کا باعث ہے۔

ایک یہ بھی ہے کہ یہ پُر مشقت کام ہے اور اس میں تھکاوٹ اور جان و مال خرچ کرنا پڑتا ہے نیز شہر اور علاقے چھوڑنے پڑتے ہیں اور اس کی طرف وہی متوجہ ہوتا ہے جس کا دین خالص ہو اور جو دنیا پر آخرت کو ترجیح دے اور اس کا اللہ تعالیٰ پر اعتماد صحیح ہو۔

ایک یہ بھی ہے کہ اس داعیہ کے دل میں پیدا ہونے سے اس کی مشابہت فرشتوں سے ہو جاتی ہے اور اس کمال میں سے اسے بھی حصہ مل جاتا ہے اور یہ حیوانیت کے شرور سے دور ہو جاتا ہے، اور یہ سب دل میں دین راسخ ہونے سے ہوتا ہے جو کہ سلامتِ صدور کی نشانی بن جاتی ہے، لیکن یہ تب ہی ہے جب جہاد اپنی شرط پر ہو یعنی اللہ کے دین کی سر بلندی کے لئے ہو تو وہی اللہ کی راہ میں ہے۔

ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جب قیامت کے دن جزاءِ عمل کی صورت میں محقق ہوگی اور وہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے: ''جو اللہ کی راہ میں زخمی

ہوا......'' الخ

ایک یہ بھی ہے کہ جب یہ اللہ کا محبوب عمل ہے اور عادۃً وہ صدقات اور جنگی تیاری جیسے تیراندازی اور گھوڑے تیار رکھنے سے پورا ہوتا ہے تو اللہ کی رضا ان اشیاء کی طرف متعدی ہو جائے گی کیونکہ یہی چیزیں مقصود تک پہنچاتی ہیں۔

جہاد ہی سے ملت کی تکمیل اور اس کے کاموں کی نشو ونما ہے اور اس کا لوگوں میں اجاگر کرنا ضروری چیز ہے۔ جب آپ کو یہ اصول یاد ہو جائیں تو غزوہ اور جہاد کے سلسلہ میں وارد ہونے والے فضائل بھی آپ پر واضح ہو جائیں گے۔

پھر مقدماتِ جہاد میں ان چیزوں کی ترغیب دینے کی ضرورت پیش آئی جن کے بغیر عادۃً جہاد نہیں ہوتا جیسے تیراندازی وغیرہ۔ اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی چیز کا حکم دیتے ہیں، اس پر راضی ہو جاتے ہیں اور یہ پتہ چل جائے کہ جہاد اس کے بغیر نہیں ہوسکتا تو ان چیزوں کا ماننا اور ان پر راضی ہونا ضروری ہوتا ہے۔

پھر ان چیزوں میں تمیز کرنے کی ضرورت پڑی جو نفس کو مہذب بنا کر اسے فائدہ دیتے ہیں اور جو نہیں دیتے جب کہ وہ مشتبہ بھی ہوں، اس لئے شریعت نے دو طریقے بنائے، شہر، ملک اور ملت کا انتظام اور نفسوں کی تکمیل اور اعلائے کلمۃ اللہ تو تب ہی متحقق ہو سکتے ہیں جب وہ اپنے نفسوں کو ثابت قدمی اور جنگ کی مشقتوں پر صبر کرنے کا عادی بنائیں۔

پھر جب جہاد اعلائے کلمۃ اللہ کے لئے ضروری ہے تو اس کے لوازمات کا اہتمام بھی ضروری ہے کہ جس کے بغیر اعلائے کلمۃ اللہ نہ ہوسکتا ہو، اس کے لئے بغاوتوں کا فرو کرنا، جنگیں کرنا اور ہر جگہ اور ہر مقام پر امام مقرر کرنا واجب اور سنت ماثورہ ہے، اس سلسلہ میں خود حضور ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کا مسنون طریقہ موجود ہے۔

امام کو چاہیے کہ مسلمانوں کے اسبابِ شان وشوکت پر غور کرے اور کافروں کے ہاتھوں کو ان تک پہنچنے سے روکے، اس سلسلہ میں غور وفکر اور اجتہاد سے کام لے، پھر اجتہاد کے ذریعے وہ کام کرے جس کی نظیر حضور ﷺ اور حضراتِ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم سے ملتی ہو، کیونکہ امام کو قومی مفادات کے لئے ہی تو مقرر کیا گیا ہے جو کہ اس کے بغیر مکمل نہیں ہوتی، اس سلسلہ میں سب سے مستند طریقہ حضور ﷺ کی سیرت ہے۔ [1]

---

[1] العبرة مما جاء في الغزو و الشهادة و الهجرة از سید نواب صدیق حسن خان قنوجی، ص: ۱۷۹۔۱۸۰۔ (اردو) نعمانی کتب خانہ اردو بازار لاہور۔

باب دوم

سفر جہاد کی آمد و رفت اور جہاد میں پہرہ دینے کا شوق

راہِ جہاد کے مسافر کی آمد و رفت، جسم پر پڑنے والی گرد و غبار، خوفزدہ ہو جانے اور پہرہ دینے پر بھی بے حساب اجر دیا جاتا ہے، گویا راہِ جہاد کے مسافر کو قدم قدم پر انعامات سے نوازا جاتا ہے۔

مجاہدین کی بھوک، پیاس، مشقت، ایسی جگہوں کو روندنا جن سے کفار کا غیظ و غضب بھڑکتا ہے اور ان کا پلٹنا جھپٹنا یہ سب کچھ اعمالِ صالحہ اور حسنات میں شمار کیا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا كَانَ لِأَهْلِ الْمَدِينَةِ وَمَنْ حَوْلَهُم مِّنَ الْأَعْرَابِ أَن يَتَخَلَّفُوا عَن رَّسُولِ اللَّهِ وَلَا يَرْغَبُوا بِأَنفُسِهِمْ عَن نَّفْسِهِ ۚ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ لَا يُصِيبُهُمْ ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلَا يَطَئُونَ مَوْطِئًا يَغِيظُ الْكُفَّارَ وَلَا يَنَالُونَ مِنْ عَدُوٍّ نَّيْلًا إِلَّا كُتِبَ لَهُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُضِيعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِينَ ﴿١٢٠﴾ وَلَا يُنفِقُونَ نَفَقَةً صَغِيرَةً وَلَا كَبِيرَةً وَلَا يَقْطَعُونَ وَادِيًا إِلَّا كُتِبَ لَهُمْ لِيَجْزِيَهُمُ اللَّهُ أَحْسَنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١٢١﴾﴾ [1]

”مدینہ کے رہنے والوں کو اور جو خانہ بدوش ان کے گرد و پیش ہیں انہیں یہ زیبا نہ تھا کہ رسول اللہ کو چھوڑ کر پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو آپ کی جان سے عزیز سمجھیں، یہ اس سبب سے کہ انہیں اللہ کی راہ میں جو پیاس لگی اور جو تھکاوٹ پہنچی اور جو بھوک لگی اور جو کسی ایسی جگہ چلے جو کفار کے

[1] ۹/ التوبة: ۱۲۰، ۱۲۱۔

لیے موجب غیظ ہو اور دشمنوں کی جو کچھ خبر لی، ان سب پر ان کے نام (ایک ایک) نیک کام لکھا گیا۔ یقیناً اللہ مخلصین کا اجر ضائع نہیں کرتا، اور جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان انہیں طے کرنے پڑے، یہ سب بھی ان کے نام لکھا گیا تا کہ اللہ ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔"

فصل اول

جہاد کے لئے ایک دفعہ آنے جانے کا ثواب

احادیث کے مطابق جہاد کے لئے ایک دفعہ آنا جانا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ مجاہد جہاں بیش بہا اجر و ثواب کے ساتھ پلٹتا ہے وہاں اللہ تعالیٰ کی کفالت میں بھی ہوتا ہے۔

۱۔ دنیا اور دنیا کی ہر چیز سے بہتر عمل: سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا ، وَمَوْضِعُ سَوْطِ اَحَدِكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا، وَالرَّوْحَةُ يَرُوْحُهَا الْعَبْدُ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوِالْغَدْوَةُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا)) [1]

"اللہ کی راہ میں ایک دن مورچہ لگانا دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ جنت میں تمہارے کوڑے کی جگہ دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔ اللہ کی راہ میں ایک دفعہ جانا یا واپس آنا دنیا اور اس کی تمام چیزوں سے بہتر ہے۔"

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَغَدْوَةٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَافِيهَا وَلَقَابُ قَوْسِ اَحَدِكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اَوْ مَوْضِعُ قِيْدِهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيهَا وَلَوْ اَنَّ امْرَاَةً مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اطَّلَعَتْ اِلَى اَهْلِ الْاَرْضِ لَاَضَاءَتْ مَابَيْنَهُمَا وَلَمَلَاَتْهُ رِيْحًا وَلَنَصِيْفُهَا عَلٰى رَاْسِهَا خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا

---

[1] بخاری، الجهاد والسير، فضل رباط يوم في سبيل الله، ح:۲۸۹۲؛ مسلم، الامارة، فضل الغدوة والروحة في سبيل الله، ح:۱۸۸۱۔

وَمَافِيهَا)) ❶

''اللہ کی راہ میں ایک دفعہ جانا یا واپس آنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ تمہاری کمان کے برابر جنت کی جگہ یا کوڑا رکھنے کے برابر جگہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ اگر جنت کی عورت اہل زمین کی طرف جھانک لے تو آسمان وزمین کا درمیانی حصہ پُر نور ہو جائے اور خوشبو سے معطر ہو جائے۔ اس کے سر کا دوپٹہ دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔''

معرکے سے فارغ ہو کر واپس آنا بھی غزوہ ہی شمار ہوتا ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((قَفْلَةٌ كَغَزْوَةٍ)) ❷

''جہاد سے لوٹنا غزوہ کرنے کی مثل ہے۔''

ب۔ اللہ تعالیٰ ضامن ہوتا ہے: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَضَمَّنَ اللّٰهُ لِمَنْ خَرَجَ فِي سَبِيلِهِ لَا يُخْرِجُهُ إِلَّا جِهَادٌ فِي سَبِيلِي وَإِيمَانٌ بِي وَتَصْدِيقٌ بِرُسُلِي فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَيَّ أَنْ أُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ أَوْ أُرْجِعَهُ إِلَى مَنْزِلِهِ الَّذِي خَرَجَ مِنْهُ بِمَا نَالَ مِنْ أَجْرٍ أَوْ غَنِيمَةٍ)) ❸

''اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے جانے والا شخص جسے جہاد فی سبیل اللہ اور رسولوں پر ایمان و یقین کے علاوہ کوئی چیز نہیں لے جاتی اس کے متعلق اللہ

---

❶ بخاری، الجهاد و السير، الغدوة والروحة فی سبيل الله، و قاب قوس احدكم من الجنة، ح:۲۷۹۲-۲۷۹۳، الحور العين و صفتهن، ح:۲۷۹۷؛ مسلم، الامارة، فضل الغدوة والروحة فی سبيل الله، ح:۱۸۸۰۔

❷ ابوداؤد، الجهاد، فضل القفل فی الغزو، ح:۲٤۸۷؛ مسند احمد ۲/ ۱۷٤؛ حاكم ۲/ ۷۳۔

❸ بخاری، الايمان، الجهاد من الايمان، ح:۳٦؛ مسلم، الامارة، فضل الجهاد والخروج فی سبيل الله، ح:۱۸۷٦۔

ضمانت دیتا ہے یا تو میں اسے جنت میں داخل کروں گا یا اجر وثواب اور غنیمت حاصل کر لینے کے بعد اسی گھر میں لاؤں گا جس سے وہ گیا تھا۔''

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے پانچ چیزوں کا وعدہ کیا:

مَنْ فَعَلَ وَاحِدَةً مِّنْهُنَّ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ: مَنْ عَادَ مَرِيْضًا اَوْ خَرَجَ مَعَ جَنَازَةٍ اَوْ خَرَجَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ دَخَلَ عَلٰى اِمَامٍ يُرِيْدُ بِذٰلِكَ تَعْزِيْرَهٗ وَتَوْقِيْرَهٗ اَوْ قَعَدَ فِيْ بَيْتِهٖ فَيَسْلَمُ النَّاسُ مِنْهُ وَيَسْلَمُ [1]

''جو شخص ان میں سے ایک بھی سرانجام دے گا وہ اللہ کی کفالت میں ہوگا: جو شخص کسی مریض کی عیادت کرے، یا جنازے کے ساتھ جائے، یا اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے جائے، یا حاکم وقت کے پاس عدل وانصاف کی ترغیب دلانے کے لئے جائے، یا اپنے گھر میں بیٹھا رہے، لوگ اس سے محفوظ رہیں اور وہ بھی (لوگوں سے) محفوظ رہے۔''

---

[1] مسند احمد ٥/ ٢٤١؛ ابن حبان، ح: ٣٧٣؛ بزار ٢/ ٢٥٧۔

فصل دوم

راہِ جہاد میں غبار آلود اور خوف زدہ ہونے کا اجر

راہ جہاد کے مسافر پر پڑنے والی گرد اور اس کے دل میں پیدا ہونے والے کھٹکے کے عوض بھی اس کے لئے عظیم اجر لکھا جاتا ہے۔

1 راہِ جہاد میں غبار آلود ہونے کا اجر

راہِ جہاد میں غبار آلود ہونا جہنم سے بچنے کا ذریعہ ہے۔

ا۔ آتشِ دوزخ سے محفوظ پاؤں: عبدالرحمٰن بن جبر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا اغْبَرَّتْ قَدَمَا عَبْدٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَتَمَسَّهُ النَّارُ)) [1]

''جس شخص کے قدم اللہ کی راہ میں خاک آلود ہو جائیں اسے دوزخ کی آگ مس بھی نہیں کرے گی۔''

جہادِ فی سبیل اللہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ مجاہد کے گناہ معاف فرما کر اسے جنت میں داخل کرے گا۔

اس حدیث میں مجاہدین کے لئے بہت بڑی خوشخبری ہے۔ انہیں خوش ہونا چاہیے کہ وہ جہنم سے محفوظ رہیں گے۔ جب جہاد فی سبیل اللہ میں چلنے کی وجہ سے پاؤں پر پڑنے والی گرد کی یہ افادیت ہے کہ دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی تو جن لوگوں نے اپنی جان اور مال سے اللہ کی راہ میں جہاد کیا وہ کیونکر جہنم میں جائیں گے!

ب۔ راہ جہاد کا گرد وغبار اور دوزخ کا دھواں جمع نہیں ہو سکتے: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا يَلِجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكٰى مِنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ حَتّٰى يَعُوْدَ اللَّبَنُ فِي

[1] بخاری، الجهاد، ما اغبرت قدماه فی سبیل الله، ح:۲۸۱۱۔

الضَّرْعِ وَلَا يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ وَدُخَانُ جَهَنَّمَ)) ❶

''جب تک دودھ تھنوں میں واپس نہ چلا جائے (جو کہ محال ہے) اللہ کے خوف سے رونے والا آدمی دوزخ میں داخل نہیں ہوگا۔ اللہ کی راہ میں (کسی مجاہد کے نتھنوں میں پڑنے والا) غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہوں گے۔''

ج۔ گرد وغبار یا کستوری: مجاہد کے جسم پر پڑنے والی گرد وغبار قیامت کے دن اسے دوسروں سے ممتاز کرے گی۔ کیونکہ اس سے کستوری کی خوشبو آرہی ہوگی۔ انس بن مالک فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ رَاحَ رَوْحَةً فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ كَانَ لَهُ بِمِثْلِ مَا اَصَابَهُ مِنَ الْغُبَارِ، مِسْكًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ)) ❷

''جو ایک بار اللہ کی راہ میں نکلا، اسے جتنا گرد وغبار پہنچے گا، قیامت کے دن اسے اتنی کستوری ملے گی۔''

❷ جہاد میں خوف زدہ ہونے کا اجر جہنم سے چھٹکارا

راہ جہاد میں آنے والا ہر خطرہ باعث سعادت ہے۔ ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَا خَالَطَ قَلْبَ امْرِئٍ رَهْجٌ فِي سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ)) ❸

''جو شخص اللہ کی راہ میں نکل کر خوفزدہ ہو گیا اس پر اللہ جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔''

دشمن کی وجہ سے دل میں پیدا ہونے والے ہر کھٹکے پر بھی، جس کی وجہ سے عموماً دل کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ عظیم اجر عطا فرماتے ہیں۔ اور ان کھٹکوں کے حال پر آتشِ دوزخ حرام کر دیتے ہیں۔

---

❶ ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ، ماجاء في فضل الغبار في سبيل الله، ح:١٦٣٣؛ حاكم ٤/ ٢٦٠۔

❷ ابن ماجة، الجهاد، الخروج في النفير، ح:٢٧٧٥۔ ❸ مسند احمد ٦/ ٨٥۔

فصل سوم

جہاد میں پہرہ دینے کا شوق

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ راہ جہاد کا ہر ہر عمل عظیم اجر کا حامل ہے حتی کہ راہِ جہاد میں پہرہ دینے والا بھی بے شمار اجر و ثواب حاصل کرتا ہے۔

1 مبارک باد کا مستحق بندہ

ایک حدیث میں ایک غریب مگر مخلص مردِ مجاہد کے جہادِ فی سبیل اللہ میں پہرہ دینے کی فضیلت بیان کی گئی ہے، چنانچہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

''درہم و دینار (دولت) اور کمبل کا بندہ تباہ ہو گیا، اگر اسے کچھ دیا جائے تب تو خوش، جو نہ دیا جائے تو ناراض ہو جائے، ایسا شخص تباہ اور سرنگوں ہوا۔ اسے کانٹا لگے تو اللہ کرے پھر نہ نکلے۔'' (اس کے بعد آپ نے فرمایا:)

((طُوبٰى لِعَبْدٍ آخِذٍ بِعِنَانِ فَرَسِهِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ، أَشْعَثَ رَأْسُهُ مُغْبَرَّةٍ قَدَمَاهُ، إِنْ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ كَانَ فِي الْحِرَاسَةِ، وَإِنْ كَانَ فِي السَّاقَةِ كَانَ فِي السَّاقَةِ، إِنِ اسْتَأْذَنَ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ، وَإِنْ شَفَعَ لَمْ يُشَفَّعْ)) [1]

''مبارک ہو! اس بندے کو جو اللہ کے راستے میں (غزوہ کے موقع پر) اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے ہے، اس کے سر کے بال پراگندہ ہیں اور اس کے قدم گرد و غبار سے اٹے ہوئے ہیں، اگر اسے چوکی پہرے پر لگا دیا جائے تو وہ اپنے اس کام میں پوری تندہی سے لگا رہے اور اگر لشکر کے پیچھے (دیکھ بھال کے لئے) لگا دیا جائے تو وہ اس کام میں بھی پوری تندہی اور فرض شناسی سے لگا رہے (اگرچہ غربت کی وجہ سے دنیا میں اس کی حیثیت

---

[1] بخاری، الجهاد، الحراسة فی الغزو فی سبیل الله، ح: ۲۸۸۷۔

یہ ہو کہ) اگر وہ کسی سے ملاقات کی اجازت چاہے تو اسے اجازت بھی نہ ملے اور اگر کسی کی سفارش کرے تو اس کی سفارش بھی قبول نہ کی جائے۔''

اللہ تعالیٰ کے ایسے لوگوں کا مقام یہ ہوتا ہے کہ وہ ان کی دعائیں رد نہیں کرتا، اگر وہ اللہ کے نام کی قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کی لاج رکھتے ہوئے ان کی قسم پوری کر دیتا ہے۔

2 جہنم سے محفوظ آنکھ

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((عَیْنَانِ لَا تَمَسُّهُمَا النَّارُ: عَیْنٌ بَكَتْ مِنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ وَعَیْنٌ بَاتَتْ تَحْرُسُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ)) [1]

''دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی: ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر سے رو پڑی اور دوسری وہ آنکھ جس نے اللہ کے راستے میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری۔''

3 جنت مل کر رہے گی

سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حنین کے دن روانہ اور تادیر چلتے گئے یہاں تک کہ پچھلا پہر ہو گیا۔ میں نے نماز ظہر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی۔ ایک شہسوار آیا اور اس نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں آپ لوگوں کے آگے آگے چلتا رہا حتیٰ کہ فلاں فلاں پہاڑ پر چڑھ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ ہوازن قبیلہ سواریاں، ساز و سامان اور عورتیں لیے حنین میں اکٹھے ہو چکے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے اور فرمایا:

((تِلْكَ غَنِیْمَةُ الْمُسْلِمِیْنَ غَدًا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ))

---

[1] ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ، ماجاء فی فضل الحرس فی سبیل الله، ح:١٦٣٩۔

''یہ کل ان شاء اللہ سب کچھ مسلمانوں کو غنیمت میں ملے گا۔''

پھر فرمایا: ''آج ہماری پہرے داری کون کرے گا؟'' انس بن ابو مرثد غنوی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا: ''سواری لے لے!'' وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا: ''اس گھاٹی کا رُخ کرو اور اس کی چوٹی پر پہنچ جاؤ۔ رات بھر کوئی چیز تمہارے سامنے سے تمہاری غفلت کی وجہ سے نہ گزرے۔''

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے مصلے پر دو رکعتیں پڑھیں اور فرمایا: ''کیا تم نے اپنے شہسوار کو دیکھا ہے؟'' صحابہ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہمیں اس کا کوئی پتہ نہیں چلا۔ جب نماز کے لئے تکبیر ہو گئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے تو گھاٹی کی طرف جھانکتے رہے، جب رسول اللہ ﷺ نے نماز مکمل کر لی تو سلام پھیر کر فرمایا: ''خوش ہو جاؤ! تمہارا شاہسوار آ گیا ہے۔'' ہم گھاٹی کی طرف درختوں سے دیکھنے لگے۔ اچانک وہ آیا اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا، اس نے سلام کیا اور کہنے لگا: میں چلتا گیا حتی کہ میں اس گھاٹی کی چوٹی تک، جہاں رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا تھا، پہنچ گیا، جب صبح ہوئی تو میں نے دونوں گھاٹیوں میں دیکھا لیکن مجھے کوئی بھی نظر نہیں آیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: ''کیا تم رات کو (گھوڑے سے) اترے تھے؟'' اس نے عرض کیا: نہیں، صرف نماز پڑھنے یا قضائے حاجت کے لئے اترا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا:

((قَدْ اَوْجَبْتَ فَلَا عَلَيْكَ اَلَّا تَعْمَلَ بَعْدَهَا)) [1]

''تم نے اپنے لئے جنت واجب کر لی، اب اس کے بعد عمل نہ بھی کرو تو تمہارا مؤاخذہ نہیں ہوگا۔''

اس حدیث مبارکہ سے مندرجہ ذیل باتیں معلوم ہوتی ہیں:

① نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت پر کامل یقین تھا۔

[1] ابوداوٗد، الجهاد، في فضل الحرس في سبيل الله عز و جل، ح:۲۵۰۱؛ حاکم ۲/ ۸۳۔۸۴۔

② مستقبل کی بات کرتے ہوئے ان شاء اللہ کہنا چاہیے۔

③ اللہ تعالیٰ پر یقین و توکل ہونے کے باوجود ظاہری اسباب ترک نہیں کرنے چاہئیں۔حسب ضرورت سیکورٹی کا انتظام وانصرام کرنا توکل کے منافی نہیں۔

④ اگر کوئی مجاہد اپنی ڈیوٹی دے کر واپس آجائے تو اس پر خوش ہونا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت فرمائی اور اسے سلامت رکھا۔

⑤ خدشات کے باوجود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل ضروری سمجھتے تھے۔

⑥ خطرات کے باوجود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کی عبادت، خصوصاً نماز، کا دھیان رکھتے تھے۔

⑦ راہِ جہاد میں پہرہ دینے والے پر اللہ تعالیٰ جنت واجب کر دیتے ہیں۔

⑧ جنگی حالات میں قبلہ کی جانب موجود دشمن کی نقل و حرکت پر دورانِ نماز بھی نظر رکھی جا سکتی ہے۔(البتہ چہرہ پھیر کر دیکھنا درست نہیں۔)

⑨ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے آخری حصے سے معلوم ہوا کہ صحابی کو اس کے عمل کی قبولیت کی بشارت دی گئی ہے۔

فصل چہارم

اللہ کی راہ میں مورچہ لگانے اور چوکس رہنے کا شوق

دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنا اور اسے اپنی سرحدوں سے دھکیلنے کے لئے اپنی سرحد اور مورچے پر مسلح ہو کر بیٹھنا رباط کہلاتا ہے۔

رباط کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اصْبِرُوا وَصَابِرُوا وَرَابِطُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴾ [1]

''ایمان والو! صبر کرو (ثابت قدم رہو)، ایک دوسرے کو تھامے رکھو اور مورچے پر جمے رہو (جہاد کے لئے تیار رہو) اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

احادیث مبارکہ میں رباط کی بہت فضیلت بیان کی گئی ہے۔ چند فضائل مندرجہ ذیل ہیں:

1 ہزار دنوں سے بہتر دن

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِنْ أَلْفِ يَوْمٍ فِيمَا سِوَاهُ مِنَ الْمَنَازِلِ)) [2]

''اللہ کی راہ میں ایک دن مورچہ بند رہنا باقی جگہوں میں ہزار دن (عمل

---

[1] ۳/ آل عمران: ۲۰۰۔

[2] ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ، ماجاء فی فضل المرابط، ح:١٦٦٧۔

کرنے) سے بہتر ہے۔"

❷ دنیا اور اس کی تمام اشیاء سے بہتر دن

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رِبَاطُ يَوْمٍ فِي سَبِيلِ اللَّهِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا عَلَيْهَا)) ❶

"اللہ کی راہ میں ایک دن چوکس رہنا دنیا اور اس میں موجود تمام چیزوں سے بہتر ہے۔"

❸ ایک مہینے کے صیام وقیام سے بہتر

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا:

((رِبَاطُ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ خَيْرٌ مِّنْ صِيَامِ شَهْرٍ وَقِيَامِهِ)) ❷

"ایک دن اور ایک رات مورچہ بند رہنا ایک ماہ کے روزوں اور قیام سے بہتر ہے۔"

❹ نامۂ اعمال میں اعمال کا اندراج جاری وساری رہنا

اللہ کی راہ میں سرحدوں پر چوکس رہنے والا اگر فوت ہو جائے تو جو نیک اعمال جو وہ اپنی زندگی میں کیا کرتا تھا وہ قیامت تک اس کے نامہ اعمال میں لکھے جاتے رہیں گے۔

سلمان رضی اللہ عنہ سے مروی مذکورہ بالا روایت میں یہ بھی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((وَإِنْ مَاتَ جَرٰى عَلَيْهِ عَمَلُهُ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُهُ)) ❸

"اگر وہ شخص (اس حالت میں) فوت ہو جائے تو اس کے ان اعمال کا اجر

---

❶ بخاری ، الجهاد و السير ، فضل رباط يوم في سبيل الله ،ح:٢٨٩٢ ؛ مسلم ، الامارة، فضل الغدوة والروحة في سبيل الله ،ح:١٨٨١۔

❷ مسلم ، الامارة، فضل الرباط في سبيل الله عز وجل ،ح:١٩١٣۔

❸ ايضاً۔

جاری رہتا ہے جو وہ کیا کرتا تھا۔" ❶

فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((كُلُّ الْمَيِّتِ يُخْتَمُ عَلٰى عَمَلِهٖ اِلَّا الْمُرَابِطُ فَاِنَّهٗ يَنْمُو لَهٗ عَمَلُهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ)) ❷

"ہر مرنے والے کے عمل پر (اس کے فوت ہونے کے ساتھ ہی) مہر لگا دی جاتی ہے۔ مگر اللہ کی راہ میں چوکس رہنے والے کا عمل قیامت تک بڑھتا رہتا ہے۔"

❺ رزق کا اجراء

اللہ کی راہ میں سرحدوں پر چوکس رہنے والے کی اگر اس حالت میں موت واقع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے رزقِ سرمدی کو جاری فرما دیتا ہے۔

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((وَاُجْرِيَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ)) ❸

"اور اس کے لئے رزق فراہم کر دیا جاتا ہے۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیثِ مبارکہ میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَاَجْرٰى عَلَيْهِ رِزْقًا)) ❹

"اور اللہ اس کا رزق جاری کر دیتا ہے۔"

اس رزق سے مراد جنت کا رزق ہے جو شہداء کو ملتا ہے۔

---

❶ اس کے فوت ہونے کے بعد بھی اسے مسلسل ان اعمال کے برابر اجر ملتا رہے گا۔

❷ ابوداؤد، الجهاد، فی فضل الرباط، ح: ۲۵۰۰؛ ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ماجاء فی فضل المرابط، ح:۱۶۶۵۔

❸ مسلم، الامارة، فضل الرباط فی سبیل اللہ عز وجل، ح:۱۹۱۳۔

❹ ابن ماجة، الجهاد، فضل الرباط فی سبیل اللہ، ح:۲۷۶۷۔

6 قبر کے فتنے اور قیامت کی بڑی گھبراہٹ سے نجات

جہاد میں سرحد پر چوکس رہنے والے کی اگر اسی حالت میں موت واقع ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اسے قبر کے فتنے اور قیامت کے دن کی فزع الاکبر (بڑی گھبراہٹ) سے محفوظ رکھے گا۔

فضالۃ بن عبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((وَ یُؤْمَنُ مِنْ فَتَّانِ الْقَبْرِ)) 1

''اور اسے قبر کی آزمائش سے محفوظ رکھا جاتا ہے۔''

سلمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((وَاَمِنَ الْفُتَّانَ)) 2

''اور وہ آزمائش میں ڈالنے والوں (منکر ونکیر) سے محفوظ رہتا ہے۔''

((الْفُتَّانَ)) کو ((الْفَتَّانَ)) بھی پڑھا گیا ہے، دریں صورت اس سے مراد دجال، شیطان یا عذاب کا فرشتہ ہے۔ محاذ پر وفات پانے والا ان سے محفوظ رہے گا۔

ایک حدیثِ مبارکہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی مروی ہے، جس کے آخری الفاظ یہ ہیں:

((وَبَعَثَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ اٰمِنًا مِّنَ الْفَزَعِ)) 3

''اور اللہ اسے قیامت کی گھبراہٹ سے بے خوف حالت میں اٹھائے گا۔''

7 ایک ایک دانے کے بدلے اجر

تمیم داری بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنِ ارْتَبَطَ فَرَسًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عَالَجَ عَلَفَهُ بِیَدِهِ، كَانَ لَهُ

---

1 ابوداؤد، الجهاد، فی فضل الرباط، ح:۲۵۰۰؛ ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ماجاء فی فضل المرابط، ح:۱۶۶۵۔

2 مسلم، الامارة، فضل الرباط فی سبیل اللہ عز وجل، ح:۱۹۱۳۔

3 ابن ماجة، الجهاد، فضل الرباط فی سبیل اللہ، ح:۲۷۶۷۔

بِكُلِّ حَبَّةٍ حَسَنَةٌ)) [1]

''جس نے اللہ کی راہ میں (یعنی جہاد کے لئے) گھوڑا باندھ رکھا، پھر اپنے ہاتھ سے اس کا چارہ تیار کیا تو اسے ہر دانے کے بدلے میں ایک نیکی ملے گی۔''

[1] ابن ماجة، الجهاد، ارتباط الخيل فی سبيل الله، ح: ۲۷۹۱۔

باب سوم

سفر جہاد میں وفات، نیک اعمال اور مجاہد سے تعاون کا شوق

اس باب کو چار فصلوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔

فصل اول

سفرِ جہاد میں وفات کا شوق

وہ شخص جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکل پڑا ہو وہ طبعی موت بھی فوت ہو جائے تو اس کا اجر بھی اللہ تعالیٰ کے ذمے ہو جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ مَنْ يَّخْرُجْ مِنْۢ بَيْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ثُمَّ يُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۟ ﴾ [1]

''اور جو شخص ہجرت کرکے اللہ اور اس کے رسول کی طرف گھر سے نکل جائے، پھر اسے موت آ پکڑے تو اس کا اجر اللہ کے ذمے ہو چکا اور اللہ بہت بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔''

﴿ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ ؕ ﴾ سے اجر و ثواب کے ضیاع کا خطرہ بالکل معدوم ہو گیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ مخلص لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ۟ ﴾ [2]

''ہم اصلاح کرنے والوں کا اجر ضائع نہ کریں گے۔''

---

[1] ٤/ النساء: ١٠٠۔ [2] ٧/ الاعراف: ١٧٠۔

ایک اور مقام پر فرمایا:

﴿ اَنِّیْ لَآ اُضِیْعُ عَمَلَ عَامِلٍ مِّنْکُمْ مِّنْ ذَکَرٍ اَوْ اُنْثٰی ﴾ ❶

''تم میں سے کسی کام کرنے والے کے کام کو، خواہ وہ مرد ہو یا عورت، میں ضائع نہیں کرتا۔''

انس بن مالک بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ ایک دن سو کر اٹھے تو ہنس رہے تھے۔ اِم حرام بنتِ ملحان نے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا:

''میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کیے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لئے دریا پر سے سوار اس طرح جا رہے ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں......''

بنتِ ملحان بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا کر دی...... آپ سو کر پھر اٹھے تو پھر ہنس رہے تھے۔ میں نے پھر پوچھا: اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا:

''میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اللہ کے راستے میں غزوہ کرتے ہوئے پیش کیے گئے...... جس طرح آپ نے پہلی مرتبہ فرمایا تھا اسی طرح فرمایا۔''

بنتِ ملحان بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے۔ آپ نے جواب دیا:

((اَنْتِ مِنَ الْاَوَّلِیْنَ))

''آپ پہلے گروہ میں سے ہوں گی۔''

چنانچہ آپ نے معاویہ بن ابوسفیان کے زمانے میں بحری سفر کیا۔ پھر جب سمندر

❶ ۳/ ال عمران:۱۹۵۔

سے باہر آئیں تو اپنی سواری سے گر کر وفات پا گئیں۔ [1]

سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں معاویہ رضی اللہ عنہ مصر کے گورنر تھے۔ انہوں نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روم کے خلاف لشکر کشی کی اجازت لے کر مسلمانوں کا سب سے پہلا بحری بیڑہ تیار کیا۔ امِ حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا اپنے شوہر عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کی پہلی بحری جنگ میں شریک ہوئیں، اگرچہ وہ خود نہیں لڑیں مگر ان کی موت اسی سفر میں واقع ہوئی، ایسی موت قرآن وحدیث کی رُو سے شہادت ہے۔ اس طرح امِ حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا کی شہادت سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی کا ظہور ہوا۔

1 مغفرت ورحمت کا حصول

وہ شخص جس کی موت جہاد فی سبیل اللہ کے دوران میں ہوتی ہے، اسے مغفرت ورحمت نصیب ہوتی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَئِنْ قُتِلْتُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَوْ مُتُّمْ لَمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَحْمَةٌ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُوْنَ ۝ ﴾ [2]

”اور اگر تم اللہ کی راہ میں قتل کر دیے جاؤ یا فوت ہو جاؤ تو جو کچھ (مال ومتاع) لوگ جمع کرتے ہیں اس سے اللہ کی طرف سے مغفرت اور رحمت کہیں بہتر ہے۔“

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب کے حوالے سے بیان کرتے ہیں:

((اَيُّمَا عَبْدٍ مِّنْ عِبَادِيْ خَرَجَ مُجَاهِدًا فِيْ سَبِيْلِيْ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِيْ ضَمِنْتُ لَهُ اَنْ اَرْجِعَهُ اِنْ رَجَعْتُهُ بِمَا اَصَابَ مِنْ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ

---

[1] بخاری، الجهاد و السير، الدعاء بالجهاد والشهادة للرجال و النساء، ح: ۲۷۸۸۔ ۲۷۸۹، فضل من يصرع فی سبيل الله فمات فهو منهم، ح:۲۷۹۹۔۲۸۰۰؛ مسلم، الامارة، فضل الغزو فی البحر، ح:۱۹۱۲؛ ابوداوٗد، ح: ۲۴۹۰؛ ترمذی، ح:۱۶۴۵؛ نسائی، ح: ۳۱۷۱۔ ۳۱۷۲؛ ابن ماجة، ح: ۲۷۷۶۔ [2] ۳/ آل عمرٰن:۱۵۷۔

وَاِنْ قَبَضْتُهُ غَفَرْتُ لَهُ وَرَحِمْتُهُ)) ❶

''میرے بندوں میں کوئی بندہ میری رضا کی خاطر میری راہ میں جہاد کے لیے جاتا ہے تو میں اس کا ضامن ہوتا ہوں۔ اگر اسے واپس لاؤں گا تو اجر اور غنیمت دے کر اور اگر اس کی روح قبض کروں گا تو اس کی مغفرت کر دوں گا اور اس پر رحم کروں گا۔''

❷ اچھی خوراک اور پسندیدہ رہائش

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ قُتِلُوْٓا اَوْ مَاتُوْا لَيَرْزُقَنَّهُمُ اللّٰهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ لَيُدْخِلَنَّهُمْ مُّدْخَلًا يَّرْضَوْنَهٗ ۭ وَاِنَّ اللّٰهَ لَعَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ ﴾ ❷

''جن لوگوں نے اللہ کی راہ میں ہجرت کی، پھر قتل کیے گئے یا فوت ہو گئے، انہیں اللہ اچھا رزق دے گا اور بے شک اللہ بہترین رزق دینے والا ہے۔ وہ انہیں ایسے مقام میں ضرور داخل کرے گا جسے وہ پسند کریں گے اور اللہ خوب جاننے والا بڑا بردبار ہے۔''

❸ اجر و غنیمت کا حصول اور شیطان کی مخالفت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((تَكَفَّلَ اللّٰهُ لِمَنْ جَاهَدَ فِيْ سَبِيْلِهِ لَا يُخْرِجُهُ اِلَّا الْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهِ وَتَصْدِيْقُ كَلِمَاتِهِ بِاَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ يَرْجِعَهُ اِلٰى مَسْكَنِهِ الَّذِيْ خَرَجَ مِنْهُ مَعَ اَجْرٍ اَوْ غَنِيْمَةٍ)) ❸

''جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے جاتا ہے جہاد فی سبیل اللہ اور فرمانِ

---

❶ نسائی، الجهاد، ثواب السرية التى تخفق، ح:٣١٢٦۔ ❷ ٢٢/ الحج:٥٨۔٥٩۔

❸ بخاری، فرض الخمس، قول النبی ﷺ: احلت لكم الغنائم، ح:٣١٢٣، نیز دیکھیں: الایمان، الجهاد من الایمان، ح:٣٦۔

الٰہی کی تصدیق کے علاوہ کوئی چیز اسے گھر سے نہ لے جارہی ہو، اللہ اس کا ضامن بن جاتا ہے، وہ اسے جنت میں داخل کرے گا یا اسے ثواب اور غنیمت کے ساتھ اس کے گھر، جہاں سے وہ نکلا تھا، واپس لوٹائے گا۔''

سبرہ بن فاکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((اِنَّ الشَّيْطَانَ قَعَدَ لِابْنِ اٰدَمَ بِاَطْرُقِهٖ فَقَعَدَلَهٗ بِطَرِيْقِ الْاِسْلَامِ فَقَالَ: تُسْلِمُ وَتَذَرُ دِيْنَكَ وَ دِيْنَ اٰبَائِكَ وَ اٰبَاءِ اَبِيْكَ فَعَصَاهُ فَاَسْلَمَ ثُمَّ قَعَدَ لَهٗ بِطَرِيْقِ الْهِجْرَةِ فَقَالَ: تُهَاجِرُ وَتَدَعُ اَرْضَكَ وَ سَمَاءَ كَ اِنَّمَا مَثَلُ الْمُهَاجِرِ كَمَثَلِ الْفَرَسِ فِي الطِّوَلِ فَعَصَاهُ فَهَاجَرَ ثُمَّ قَعَدَ لَهٗ بِطَرِيْقِ الْجِهَادِ فَقَالَ: تُجَاهِدُ فَهُوَ جَهْدُ النَّفْسِ وَالْمَالِ فَتُقَاتِلُ فَتُقْتَلُ فَتُنْكَحُ الْمَرْاَةُ وَيُقْسَمُ الْمَالُ فَعَصَاهُ فَجَاهَدَ)) فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَ مَنْ قُتِلَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ وَ اِنْ غَرِقَ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ اَوْ وَقَصَتْهُ دَابَّتُهٗ كَانَ حَقًّا عَلَى اللّٰهِ اَنْ يُّدْخِلَهُ الْجَنَّةَ)) [1]

''شیطان انسان کے راستوں میں بیٹھتا ہے، وہ اسلام کے راستے پر بیٹھ جاتا ہے اور کہتا ہے: تُو اسلام قبول کرے گا، تو کیا تُو اپنا اور اپنے آباء واجداد کا دین چھوڑ دے گا؟ لیکن اس نے اس کی بات نہ مانی اور اسلام لے آیا۔ پھر وہ ہجرت کے راستے میں اس کے سامنے آکر بیٹھ جاتا ہے۔ کہنے لگتا ہے: تُو ہجرت کرنے لگا ہے، تُو اپنے وطن اور علاقے کو چھوڑ دے گا؟ ہجرت کرنے والا تو رسی میں بندھے ہوئے گھوڑے کی مانند ہے! لیکن اس نے شیطان کی نافرمانی کر کے ہجرت کی۔ پھر وہ اس کے جہاد کے راستے

[1] نسائی، الجهاد، مالمن اسلم وهاجر وجاهد، ح:۳۱۳٤؛ ابن حبان۷/ ۵۷۔

میں آکر بیٹھ گیا اور کہنے لگا: تُو جہاد کے لئے جا رہا ہے اس میں تو جان و مال کی بڑی مشقت اٹھانا پڑتی ہے، تُو جنگ کرے گا اور قتل کر دیا جائے گا، تیری بیوی سے نکاح کر لیا جائے گا اور تیری دولت کی تقسیم ہو جائے گی! مگر وہ اس کی بات نہیں مانتا اور جہاد کرتا ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اس طرح کرتا ہے اللہ کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے، اور جو شہید کر دیا گیا تو اللہ کے ذمے ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے، اور اگر وہ پانی میں ڈوب گیا تو اللہ کے ذمے ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے، یا اس کی سواری اسے گرا کر مار دے تب بھی اللہ کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے۔''

4 سفر جہاد، مسلسل عبادت

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَثَلُ الْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ الصَّائِمِ الْقَائِمِ الْقَانِتِ بِاٰيَاتِ اللّٰهِ لَا يَفْتُرُ مِنْ صِيَامٍ وَ لَا صَلَاةٍ حَتّٰى يَرْجِعَ الْمُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ)) [1]

''اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا اس روزہ دار عبادت گزار کی طرح ہوتا ہے جو اللہ کی آیات کا مطیع ہو کر نماز میں کھڑا رہے، جو نہ روزے سے تھکے نہ نماز سے، یہاں تک کہ مجاہد جہاد سے پلٹے۔''

[1] بخاری، الجهاد و السیر، فضل الجهاد والسير، ح:٢٧٨٥؛ مسلم، الامارة، فضل الشهادة فی سبیل الله، ح:١٨٧٨؛ ابن حبان:٧٦٨؛ الفاظ صحیح مسلم کے ہیں۔

فصل دوم

سفر جہاد میں نیک اعمال کا شوق

جہاد کے سفر کے دوران میں روزہ، ذکر و تلاوت اور دیگر نیک اعمال کا اجر عام اوقات سے زیادہ ملتا ہے۔ لہٰذا مجاہدین کو چاہئے کہ وہ اس موقع کو غنیمت جانتے ہوئے جہاد کے ساتھ ساتھ دیگر نیک اعمال کی طرف بھی بھرپور توجہ دیں۔

1 سفر جہاد میں روزہ رکھنے کا شوق

ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ عَبْدٍ يَصُوْمُ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِلَّا بَاعَدَ اللّٰهُ بِذَالِكَ الْيَوْمِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا)) [1]

”جو بندہ بھی اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس ایک دن کے بدلے اس کے چہرے کو جہنم سے ستر سال کی مسافت کے بقدر دور کر دیتا ہے۔“

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث نبوی میں یہ الفاظ ہیں:

((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ زَحْزَحَ اللّٰهُ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ بِذَالِكَ الْيَوْمِ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا)) [2]

---

[1] بخاری، الجهاد و السير، فضل الصوم فی سبيل الله، ح: ۲۸۴۰؛ مسلم الصيام، فضل الصيام فی سبيل الله لمن يطيقه بلا ضرر و لا تفويت حق، ح: ۱۱۵۳۔

[2] نسائی، الصيام، ثواب من صيام يوما فی سبيل الله عزوجل، ح: ۲۲۴۴۔۲۲۴۶؛ ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ، ماجاء فی فضل الصوم فی سبيل الله، ح: ۱۶۲۲؛ ابن ماجة، الصيام، فی صيام يوم فی سبيل الله، ح: ۱۷۱۸۔

''جو شخص ایک دن دوران میں جہاد روزہ رکھتا ہے اللہ اس ایک دن کے بدلے اسے ستر سال کی مسافت کے برابر دوزخ سے دور کر دیتا ہے۔''

ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ یَوْمًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ جَعَلَ اللّٰہُ بَیْنَہٗ وَبَیْنَ النَّارِ خَنْدَقًا کَمَا بَیْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ)) ❶

''جو شخص اللہ کے راستے میں ایک دن کا روزہ رکھتا ہے تو اللہ اس کے اور جہنم کی آگ کے درمیان آسمان و زمین کے درمیان فاصلے کی بقدر خلا ڈال دیتا ہے۔''

❷ سفر جہاد کے دوران تلاوتِ قرآن کا شوق

معاذ بن جبل اور انس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قَرَأَ اَلْفَ اٰیَةٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کُتِبَ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِیْنَ)) ❷

''جو شخص اللہ کی راہ میں ایک ہزار آیات تلاوت کرے اسے انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ لکھ دیا جاتا ہے۔''

❸ سفر جہاد میں ذکر اللہ کا شوق

کامیابی کے حصول کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہے کہ دوران جہاد میں اللہ جل جلالہ کا بکثرت ذکر کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا لَقِیْتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوْا وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ ❸

---

❶ ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ، ماجاء فی فضل الصوم فی سبیل الله، ح:١٦٢٤۔ ❷ حاکم ٢/٨٧۔ امام حاکم رحمہ اللہ نے اسے صحیح الاسناد کہا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم رحمہ اللہ کے فیصلے سے اتفاق کیا ہے۔ اس حدیث کے ایک راوی زبان بن فائدہ کو بعض محققین نے ضعیف کہا ہے۔ ❸ ٨/ الانفال:٤٥۔

''ایمان والو! جب تمہارا ٹکراؤ (کافروں کی) کسی جماعت سے ہو جائے تو ثابت قدم رہو اور اللہ کا کثرت سے ذکر کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔''

4 دشمن سے مقابلے کے وقت دعا کا شوق

مسلمان کو جو بھی کامیابی حاصل ہوتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی مدد سے ہی ہوتی ہے۔ 1 اگر اللہ تعالیٰ مسلمانوں کی مدد کرے تو ان پر کوئی غالب نہیں آ سکتا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ﴾ 2

اس لئے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں کامیابی سے ہمکنار کرے۔ میدانِ حرب وضرب میں ایسے حالات میں دعا یقیناً زیادہ مستجاب ہوتی ہے۔ میدان جہاد میں دعا کرنے کی مندرجہ ذیل برکات ہیں:

ا۔ دعا کی برکت سے فتح: طالوت اور ان کے پختہ ایمان والے لشکر جب دشمن کے مقابلے میں اترے تو انہوں نے اللہ کو مدد کے لئے پکارا، جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے

---

1 اللہ تعالیٰ کی مدد ان لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کے دین کی مدد کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ﴿ وَلَيَنْصُرَنَّ اللَّهُ مَنْ يَنْصُرُهُ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَقَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴾ (۲۲/ الحج: ۴۰) ''اور جو اللہ (کے دین) کی مدد کرے گا اللہ ضرور اس کی مدد کرے گا۔ یقیناً اللہ بڑی قوت اور غلبے والا ہے۔'' ایک اور مقام پر فرمایا: ﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ تَنْصُرُوا اللَّهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ ﴾ (۴۷/ محمد: ۷) ''ایمان والو! اگر تم اللہ (کے دین) کی مدد کرو گے تو اللہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہیں ثابت قدم رکھے گا۔'' مسلمانوں کی مدد کرنے سے بھی اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشادِ نبوی ہے ((وَاللّٰهُ فِي عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِي عَوْنِ أَخِيهِ)) (مسلم، الذکر والدعاء والتوبة والاستغفار، فضل الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر، ح: ۲۶۹۹) ''اللہ بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔'' ایک اور حدیث میں ہے: ((إِنَّمَا يَنْصُرُ اللّٰهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ بِضَعِيفِهَا بِدَعْوَتِهِمْ وَصَلَاتِهِمْ وَإِخْلَاصِهِمْ)) (نسائی، الجهاد، الاستنصار بالضعيف) ''اللہ اس امت کی اس کے کمزوروں کی دعا، ان کی نماز اور ان کے اخلاص کی وجہ سے مدد کرتا ہے۔''

2 ۳/ آل عمران: ۱۶۰۔

انہیں فتح عطا فرمائی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ لَمَّا بَرَزُوْا لِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ ۣ وَ قَتَلَ دَاوٗدُ جَالُوْتَ ﴾ ❶

''اور جب وہ لوگ جالوت اور اس کے لشکر کے مقابلے میں آئے تو انہوں نے دعا کی: ہمارے رب! ہم پر صبر طاری کر دے، ہمیں ثابت قدم رکھ اور کفار پر غلبہ عطا فرما! تو طالوت کی فوج نے اللہ کے حکم سے انہیں شکست دی اور داؤد نے جالوت (کفار کے کمانڈر) کو قتل کر دیا۔''

ب۔ دنیا و آخرت کا بدلہ: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ كَاَيِّنْ مِّنْ نَّبِيٍّ قٰتَلَ ۙ مَعَهٗ رِبِّيُّوْنَ كَثِيْرٌ ۚ فَمَا وَهَنُوْا لِمَآ اَصَابَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَ مَا ضَعُفُوْا وَ مَا اسْتَكَانُوْا ؕ وَ اللّٰهُ يُحِبُّ الصّٰبِرِيْنَ ۝ وَ مَا كَانَ قَوْلَهُمْ اِلَّآ اَنْ قَالُوْا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَ اِسْرَافَنَا فِيْٓ اَمْرِنَا وَ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَ انْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝ ﴾ ❷

''بہت سے انبیاء کے ہم رکاب ہو کر، بہت سے اللہ والے جہاد کر چکے ہیں، انہیں بھی اللہ کی راہ میں تکلیفیں پہنچیں لیکن نہ تو انہوں نے ہمت ہاری، نہ سست ہوئے اور نہ دبے، اور اللہ صبر کرنے والوں سے محبت کرتا ہے، اور وہ یہی عرض کرتے رہے: ہمارے رب! ہمارے گناہوں کو بخش دے اور ہم سے ہمارے کاموں میں جو بے جا زیادتی ہوئی ہے اسے بھی معاف فرما اور ہمیں ثابت قدمی عطا فرما اور ہمیں کافروں کی قوم پر غلبہ عطا فرما!''

اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر لی، چنانچہ فرمایا:

﴿ فَاٰتٰىهُمُ اللّٰهُ ثَوَابَ الدُّنْيَا وَ حُسْنَ ثَوَابِ الْاٰخِرَةِ ؕ ﴾ ❸

❶ ۲/ البقرة: ۲۵۰-۲۵۱۔ ❷ ۳/ آل عمران: ۱۴۶-۱۴۷۔

❸ ایضاً: ۱۴۸۔

"اللہ نے انہیں دنیا کا ثواب بھی دیا اور آخرت کا بھی اچھا ثواب عطا فرمایا۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بنی اسرائیل کے انبیاء میں سے ایک نبی (یوشع علیہ السلام) نے غزوہ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی قوم سے فرمایا: میرے ساتھ کوئی ایسا آدمی جہاد میں نہ چلے جس نے ابھی نئی شادی کی ہو اور بیوی کے ساتھ کوئی رات بھی نہ گزاری ہو جبکہ وہ رات گزارنا چاہتا ہو، اور وہ شخص جس نے گھر بنایا ہو اور ابھی چھتیں نہ ڈالی ہوں اور وہ شخص جس نے حاملہ بکریاں یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہوں اور اسے ان کے بچے جننے کا انتظار ہو۔ پھر انہوں نے جہاد کیا، اور جب اس آبادی کے قریب ہوئے تو عصر کا وقت ہو گیا تھا یا ہونے والا تھا۔ انہوں نے سورج سے فرمایا: تُو بھی (اللہ کا) تابع فرمان ہے اور میں بھی (اسی کے) حکم کا پابند ہوں۔ (یہ کہہ کر انہوں نے دعا مانگی)

((اَللّٰھُمَّ احْبِسْھَا عَلَیْنَا))

"اللہ! ہمارے لئے اسے اپنی جگہ پر روک دے!"

چنانچہ سورج رک گیا، یہاں تک کہ اللہ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔ پھر انہوں نے اموالِ غنیمت کو جمع کیا...... [1]

ج۔ دعا کی قبولیت: میدان جہاد میں کی جانے والی دعا قبول ہوتی ہے۔ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَاعَتَانِ تُفْتَحُ فِیْھِمَا اَبْوَابُ السَّمَاءِ وَقَلَّمَا تُرَدُّ عَلٰی دَاعٍ دَعْوَتُهٗ: عِنْدَ حُضُوْرِ النِّدَاءِ وَالصَّفِّ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ)) [2]

"دو اوقات میں آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں اور دعا کرنے والے کی دعا کم ہی مسترد ہوتی ہے: اذان کے وقت اور جہاد کی صف بندی کے وقت۔"

---

[1] بخاری، فرض الخمس، قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: احلت لکم الغنائم، ح: ۳۱۲۴۔

[2] ابو داؤد، الجهاد، الدعاء عند اللقاء، ح: ۲۵۴۰؛ ابن خزیمة ۱/ ۲۱۹، ح: ۴۱۹؛ ابن حبان، ح: ۱۷۱۷، ۱۷۶۱؛ حاکم ۱/ ۱۹۸۔

راوی مذکور سے ہی مروی ایک حدیث نبوی کے یہ الفاظ ہیں:

((ثِنْتَانِ لَا تُرَدَّانِ اَوْقَلَّمَا تُرَدَّانِ: اَلدُّعَاءُ عِنْدَالنِّدَاءِ وَعِنْدَ الْبَأْسِ حِيْنَ يَلْحَمُ بَعْضُهُمْ بَعْضًا)) 1

''دو دعائیں مسترد نہیں کی جاتیں یا (فرمایا) کم ہی مسترد کی جاتی ہیں: اذان کے وقت کی دعا اور جنگ کے وقت کی دعا جبکہ باہم گھمسان کا رن پڑے۔''

یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ دشمن سے خطرے کے وقت دعا کا اہتمام کرتے۔

ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ جب نبی ﷺ دشمن قوم سے خوف محسوس کرتے تو یہ دعا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَجْعَلُكَ فِيْ نُحُوْرِهِمْ وَنَعُوْذُبِكَ مِنْ شُرُوْرِهِمْ)) 2

''اللہ! ہم تجھے ہی ان کے مدّ مقابل کرتے ہیں اور ان کے شر سے تیری پناہ مانگتے ہیں۔''

د۔ غزوات میں نبی اکرم ﷺ کی دعائیں اور ان کی قبولیت: اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی دعاؤں کو حربی میدانوں میں بھی قبول فرمایا۔

نبی اکرم ﷺ نے بدر میں، جبکہ آپ خیمے میں تشریف فرما تھے، یہ دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَنْشُدُكَ عَهْدَكَ وَ وَعْدَكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ شِئْتَ لَمْ تُعْبَدْ بَعْدَ الْيَوْمِ))

''اللہ! میں تیرے عہد اور تیرے وعدے کا واسطہ دے کر فریاد کرتا ہوں، اللہ! اگر تُو چاہے تو آج کے بعد تیری عبادت نہ کی جائے گی۔''☆

---

1 ایضاً؛ دارمی، الصلاۃ، الدعاء عند الاذان، ح:۱۲۳۲۔ 2 ابو داوٗد، الصلاۃ، مایقول الرجل اذا خاف قوما، ح:۱۵۳۷؛ حاکم: ۲/ ۱۴۲؛ ابن حبان، ح:۴۷۴۵۔

☆ مطلب یہ ہے کہ اپنا وعدہ اپنے فضل وکرم سے پورا فرما دے کہ یا تو قافلۂ تجارت ہاتھ لگے یا کفار پر فتح ہو۔ آج اگر تیری خالص عبادت کرنے والے یہ چند افراد (تقریباً تین سو تیرہ) ختم ہو گئے تو تیری خالص عبادت کرنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کی دعا کو قبول فرما کر مدد کے لئے فرشتے نازل فرمائے جو مومنوں کے ساتھ مل کر مشرکین کی گردن زدنی کر رہے تھے۔

فضائے بدر پیدا کر فرشتے تیری نصرت کو
اتر سکتے ہیں گردوں سے قطار اندر قطار اب بھی

اس پر ابوبکر نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور عرض کیا: بس کر دیجئے اللہ کے رسول! آپ نے اپنے رب کے حضور دعا کی حد کر دی ہے۔ آپ اس وقت زرع پہنے ہوئے تھے۔ آپ باہر تشریف لائے تو آپ یہ آیت پڑھ رہے تھے:

﴿سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّونَ الدُّبُرَ ۝ بَلِ السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ أَدْهَىٰ وَأَمَرُّ ۝﴾ (٥٤/ القمر: ٤٥، ٤٦)

''جماعت (مشرکین کی) جلد ہی شکست کھا کر بھاگ جائے گی اور پشت دکھانا اختیار کرے گی، بلکہ قیامت کے دن کا (بھی) ان سے وعدہ ہے اور قیامت کا دن بڑا ہی بھیانک اور تلخ ہوگا۔'' ❶

نبی اکرم ﷺ 'بدر' کے لئے روانہ ہوئے تو آپ نے یہ دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحْمِلْهُمْ، اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسُهُمْ، اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَاَشْبِعْهُمْ))

''اللہ! یہ لوگ پیدل ہیں، انہیں سواریاں عطا کر، اللہ! یہ بے لباس ہیں، انہیں لباس عنایت فرما، اللہ! یہ بھوکے ہیں، انہیں سیر فرما۔''

چنانچہ اللہ نے آپ کو غزوۂ بدر میں فتح عطا فرمائی تو یہ لوگ جب واپس ہوئے تو ان میں سے ہر ایک کے پاس ایک ایک یا دو دو اونٹ تھے۔ انہیں لباس بھی ملا اور طعام سے سیر بھی ہوئے۔ ❷

براء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے رسول ﷺ کو دیکھا کہ آپ غزوۂ خندق میں مٹی اٹھا رہے تھے۔ یہاں تک کہ آپ کے سینے سے بال مٹی کے اٹ گئے تھے......

اس وقت آپ عبداللہ بن رواحہ کا یہ رجز پڑھ رہے تھے:

اَللّٰهُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اهْتَدَيْنَا
وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّيْنَا

---

❶ بخاری الجهاد والسیر، ما قیل فی درع النبی ﷺ و القمیص فی الحرب، ح: ۲۹۱۵۔
❷ ابو داؤد، الجهاد، فی النفل للسریة تخرج من العسکر، ح: ۲۷٤۷۔

فَـأنْـزِلَـنْ سَـكِـيْـنَـةً عَـلَـيْـنَـا
وَ ثَبِّـتِ الْاَقْـدَامَ اِنْ لَاقَـيْـنَـا
اِنَّ الْاَعْـدَاءَ قَـدْ بَـغَـوْا عَـلَـيْـنَـا
اِذَا اَرَادُوْا فِتْـنَـةً اَبَـيْـنَـا [1]

''اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا، نہ ہم صدقہ کر سکتے اور نہ نماز پڑھ سکتے، ہم پر سکینت اور اطمینان نازل فرما! اگر ہماری مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھنا! دشمنوں نے ہمارے اوپر زیادتی کی ہے۔ جب وہ ہمیں فتنہ فساد میں مبتلا کرنا چاہتے ہیں تو ہم انکار کر دیتے ہیں۔''

ان اشعار کا منظوم ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

تُو ہدایت گر نہ کرتا تو کہاں ملتی نجات
کیسے پڑھتے ہم نمازیں، کیسے دیتے زکوٰۃ
اب اتار ہم پر تسلی اے شہ عالی صفات
پاؤں جما دے ہمارے، دے لڑائی میں ثبات
بے سبب ہم پر یہ دشمن ظلم سے چڑھ آئے ہیں
جب وہ بہکائیں ہمیں سنتے نہیں ہم ان کی بات

غزوۂ احزاب میں دشمن مسلمانوں پر چڑھ آئے تو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی مدد فرمائی، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ جَآءَتْكُمْ جُنُوْدٌ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا وَّجُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۭ وَكَانَ اللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرًا ۝ ﴾ [2]

''ایمان والو! اللہ نے جو احسان تم پر کیا ہے اسے یاد کرو جبکہ تمہارے

---

[1] بخاری، الجهاد و السیر، الرجز فی الحرب و رفع الصوت فی حفر الخندق، ح: ٣٠٣٤ـ [2] ٣٣/ الاحزاب: ٩ـ

مقابلے کو فوجیں پر فوجیں آئیں، پھر ہم نے ان پر تند و تیز آندھی اور ایسے لشکر بھیجے جنہیں تم نے دیکھا ہی نہیں تھا، اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ سب کچھ دیکھنے والا ہے۔''

اس غزوے میں مسلمانوں کا جذبہ بھی دیدنی تھا۔ مشکل حالات کے باوجود وہ خندق کھودنے میں مصروف تھے۔ انس رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خندق کی طرف تشریف لے گئے، آپ نے دیکھا کہ انصار و مہاجرین سخت سردی کے باوجود صبح صبح خندق کھودنے میں مصروف ہیں، ان کے پاس غلام بھی نہیں تھے جو ان کی اس کھدائی میں مدد کرتے۔ جب آپ نے ان کی تھکن اور بھوک دیکھی تو آپ نے یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ اِنَّ الْعَيْشَ عَيْشُ الْاٰخِرَهْ   فَاغْفِرْ لِلْاَنْصَارِ وَالْمُهَاجِرَهْ))

''اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے، اللہ! انصار و مہاجرین کی مغفرت فرما!''

انصار و مہاجرین اس کے جواب میں آپ سے یہ کہتے:

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا
عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا [1]

''ہم وہ ہیں جنہوں نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بیعت کی ہے کہ جب تک ہماری جان میں جان ہے جہاد کرتے رہیں گے۔''

بعض احادیث میں ہے کہ آپ انصار و مہاجرین کے لئے برکت کی دعا کرتے، چنانچہ آپ التجا کرتے:

((اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُ الْاٰخِرَهْ   فَبَارِكْ فِي الْاَنْصَارِ وَ الْمُهَاجِرَهْ)) [2]

''اللہ! آخرت کی خیر کے سوا اور کوئی خیر نہیں، اللہ! انصار و مہاجرین کو برکت عطا فرما!''

---

[1] بخاری، الجهاد و السير، التحريض على القتال، ح:٢٨٣٤۔

[2] بخاری، الجهاد و السير، حفر الخندق، ح:٢٨٣٥۔

ایک حدیث میں یہ ہے کہ انصار ومہاجرین کے اعلان

نَحْنُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا مُحَمَّدًا ۔ عَلَى الْجِهَادِ مَا بَقِيْنَا اَبَدًا

کے جواب میں آخرت کی خیر کی بجائے آخرت کی تکریم کی دعا کرتے، آپ کے الفاظ یہ تھے:

((اَللّٰهُمَّ لَا عَيْشَ اِلَّا عَيْشُ الْاٰخِرَهْ ۔ فَاَكْرِمِ الْاَنْصَارَ وَالْمُهَاجِرَهْ)) [1]

''اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے، اللہ! انصار ومہاجرین کی تکریم فرمانا!''

جریر بن عبداللہ بجلی رضی اللہ عنہ کے لئے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سواری پر ثابت قدم رہنے کی دعا مانگی تھی۔ جریر نے بتایا کہ انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ذوالخلصہ کو (برباد کر کے) مجھے راحت کیوں نہیں دے دیتے؟''

یہ قبیلہ خثعم کا ایک بت خانہ تھا اور اسے کعبہ یمانیہ کہتے تھے۔ جریر بیان کرتے ہیں: میں قبیلہ احمس کے ایک سو پچاس سواروں کو لے کر چلا۔ یہ سب بڑے اچھے گھوڑسوار تھے۔ لیکن میں گھوڑے کی سواری اچھی طرح نہیں کر پاتا تھا۔ آپ نے میرے سینے پر (اپنا ہاتھ) مارا، میں نے آپ کی انگلیوں کا نشان اپنے سینے پر دیکھا۔ آپ نے دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْهُ وَ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَهْدِيًّا))

''اللہ! اسے گھوڑے کی پشت پر ثبات عطا فرمانا! اور اسے دوسروں کو راہ دکھانے والا اور ہدایت عطا کیا گیا بنانا!''

اس کے بعد جریر روانہ ہوئے، اور ذوالخلصہ کی عمارت کو گرا کر اس میں آگ لگا دی۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی خبر بھجوائی۔ جریر کے قاصد (ابوارطاۃ حصین بن ربیعہ) نے نبی کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اس ہستی کی قسم! جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے میں اس وقت تک آپ کے پاس حاضر نہیں ہوا جب تک ہم نے ذوالخلصہ کو ایک خالی پیٹ والے اونٹ یا...... خارش زدہ اونٹ کی طرح (ویران) نہیں کر دیا۔ جریر نے

---

[1] بخاری، الجهاد و السير، البيعة فى الحرب ان لا يفروا، ح:٢٩٦١۔

فرمایا:

فَبَارَكَ فِیْ خَیْلِ اَحْمَسَ وَ رِجَالِهَا خَمْسَ مَرَّاتٍ [1]

''یہ سن کر آپ نے قبیلہ احمس کے سواروں اور قبیلہ کے تمام افراد کے لئے پانچ مرتبہ دعا کی۔''

یمن کے اس بت خانہ کو کعبہ کے مقابلے میں بنایا گیا تھا۔حربی کافر اس میں جمع ہوتے اور اسلام کی نہ صرف توہین کرتے بلکہ اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے لئے مختلف تدابیر سوچتے۔اس لئے آپ نے اس فساد کے مرکز کو ختم کروادیا تاکہ مسلمان سکون حاصل کرسکیں۔اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ مجاہد کو مہم پر روانہ کرتے وقت حسبِ ضرورت دعا کی جاسکتی ہے۔باب من لا یثبت علی الخیل میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مسئلے پر استدلال کیا ہے۔

و۔مظلوموں کے لئے دعا اور کفار کے لئے بد دعا: مظلوموں کے لئے دعا اور کفار و مشرکین کے لئے بد دعا کرنا درست ہے۔ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم قنوت میں یہ دعا مانگتے تھے:

((اَللّٰهُمَّ اَنْجِ سَلَمَةَ بْنَ هِشَامٍ،اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْوَلِيْدَ بْنَ الْوَلِيْدِ،اَللّٰهُمَّ اَنْجِ عَيَّاشَ بْنَ اَبِيْ رَبِيْعَةَ،اَللّٰهُمَّ اَنْجِ الْمُسْتَضْعَفِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ، اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وَطْاَتَكَ عَلٰى مُضَرَ،اَللّٰهُمَّ سِنِيْنَ كَسِنِيْ يُوْسُفَ)) [2]

''اللہ! سلمہ بن ہشام کو نجات دے! اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے! اللہ! عیاش بن ابو ربیعہ کو نجات دے! اللہ! تمام کمزور مسلمانوں کو نجات دے! اللہ! مضر پر اپنا سخت عذاب نازل کر! اللہ! ایسا قحط نازل کر جیسا یوسف (علیہ السلام) کے زمانے میں پڑا تھا۔''

---

[1] بخاری، الجهاد و السیر، حرق الدور و النخیل، ح:۳۰۲۰۔

[2] بخاری، الجهاد و السیر، الدعاء علی المشرکین بالهزیمة و الزلزلة، ح:۲۹۳۲۔

فصل سوم

مجاہد سے تعاون کرنے کا شوق

مجاہد سے تعاون کی کئی شکلیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ مجاہدین کے معاونین کو بھی بہت اجر عطا فرماتے ہیں۔ مجاہد سے تعاون کرنے والے کو بھی اللہ تعالیٰ مجاہد کے اجر جتنا اجر عطا فرماتے ہیں۔

1 مجاہد کے اجر جتنا اجر

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي اَهْلِهِ بِخَيْرٍ فَقَدْ غَزَا)) [1]

''جو شخص کسی مجاہد کو اسلحہ اور دیگر لوازمات فراہم کرتا ہے وہ (گویا) خود غزوہ میں شریک ہوا، اور جو شخص مجاہد کے گھر کی بہتر انداز سے نگرانی کرتا ہے وہ بھی غزوہ میں شریک ہوا۔''

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنولحیان قبیلے کی طرف پیغام بھیجا کہ ہر دوسرا آدمی جہاد کے لئے چلے اور پیچھے رہنے والوں سے فرمایا:

((اَيُّكُمْ خَلَفَ الْخَارِجَ فِي اَهْلِهِ وَ مَالِهِ بِخَيْرٍ كَانَ لَهُ مِثْلُ نِصْفِ اَجْرِ الْخَارِجِ)) [2]

---

[1] بخاری، الجهاد والسير، فضل من جهز غازياً اوخلفه بخير، ح:٢٨٤٣؛ مسلم، الامارة، فضل اعانة الغازى فى سبيل الله بمركوبة وغيره، ح:١٨٩٥؛ ابوداؤد، ح:٢٥٠٩؛ ترمذی، ح:١٦٢٨؛ نسائی، ح:٣١٨٠۔٣١٨١۔

[2] مسلم، الامارة، فضل اعانة الغازى فى سبيل الله بمركوب و غيره و خلافته فى اهله بخير، ح:١٨٩٦؛ ابوداؤد، الجهاد، مايجزى من الغزو، ح:٢٥١٠۔

''جو شخص جہاد کے لئے جانے والے کے گھر والوں اور اس کے مال کا محافظ بنے گا اسے جانے والے کے آدھے اجر کے برابر ثواب ملے گا۔''

زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِهٖ وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِيْ اَهْلِهٖ بِخَيْرٍ وَاَنْفَقَ عَلٰى اَهْلِهٖ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِهٖ)) ❶

''جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو اسلحہ اور دیگر لوازمات فراہم کرتا ہے اسے اس کے برابر ثواب ملتا ہے اور جو شخص مجاہد کے گھر میں اس کا بطریقِ احسن رکھوالا بنتا ہے اسے بھی اس کے برابر ثواب ملتا ہے۔''

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى يَسْتَقِلَّ كَانَ لَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ، حَتّٰى يَمُوْتَ اَوْ يَرْجِعَ)) ❷

''جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کو اس قدر اسلحہ اور دیگر لوازمات فراہم کرتا ہے کہ اسے کسی چیز کی (مزید) ضرورت نہ رہے، اسے اتنا ثواب ملتا ہے جتنا اس مجاہد کو شہادت یا واپسی تک ملتا ہے۔''

ایک اور حدیث مبارکہ میں یہ الفاظ ہیں:

((لِيَنْبَعِثْ مِنْ كُلِّ رَجُلَيْنِ اَحَدُهُمَا وَالْاَجْرُ بَيْنَهُمَا)) ❸

''ہر دو آدمیوں میں سے ایک آدمی جہاد کے لئے نکلے۔ اجر ان دونوں کے درمیان ہوگا۔''

اجر ان کے درمیان ہوگا یا نگرانی کرنے والے کو نصف اجر دیا جائے گا، دونوں کا مفہوم ایک ہی ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ علیہ کی تشریح اور تطبیق کے مطابق مفہوم یہ ہے کہ جب دونوں افراد کے مجموعی اجر کو آدھا آدھا تقسیم کیا جائے تو دونوں کے لئے اجر برابر

---

❶ ایضاً، معجم کبیر طبرانی ۵/ ۲۸۰، الفاظ طبرانی کے ہیں۔

❷ ابن ماجة، الجهاد، من جهز غازیا، ح:۲۷۵۸؛ مسند احمد ۱/ ۲۰۔

❸ مسلم، ایضاً۔

ہو جاتا ہے۔

بعض علماء کا یہ خیال ہے کہ اگر پیچھے رہنے والے نے پیچھے رہنے کو ترجیح دی ہو تو اسے آدھا اجر ملے گا، البتہ اگر دونوں کا شوق یہ ہو کہ وہ قتال میں حصہ لیں، مگر امیر کسی ایک کو منتخب کرے اور دوسرے کو اس کے اہلِ وعیال کی خدمت اور دیکھ بھال پر مامور کرے تو اس طرح دونوں کو برابر اجر ملے گا۔

ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نبی ﷺ کے پاس آیا اور عرض کرنے لگا: میری سواری جاتی رہی، مجھے سواری دیجئے! آپ نے فرمایا: میرے پاس (تمہارے لئے) سواری نہیں۔ ایک شخص کہنے لگا: میں اسے اس شخص کے بارے میں بتاتا ہوں جو اسے سواری دے گا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ)) [1]

”جو شخص کسی خیر کی رہنمائی کرے اسے بھی بھلائی کرنے والے کی مانند اجر دیا جاتا ہے۔“

2 اللہ تعالیٰ کے سائے تلے

سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ اَعَانَ مُجَاهِدًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَوْ غَازِیًا فِیْ عَشِیْرَتِهٖ اَوْ مُكَاتَبًا فِیْ رَقَبَتِهٖ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ یَوْمَ لَا ظِلَّ اِلَّا ظِلُّهٗ)) [2]

”جو شخص اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے، غازی یا مکاتب غلام کی مدد کرے گا اللہ اسے اس دن اپنا سایہ نصیب کرے گا جس دن اس کے علاوہ

---

[1] مسلم، الامارة، فضل اعانة الغازی فی سبیل اللّٰہ بمرکوب و غیرہ و خلافته فی اهله بخیر، ح:۱۸۹۳؛ ابوداؤد، الادب، فی الدال علی الخیر، ح:۵۱۲۹؛ ترمذی، العلم عن رسول اللّٰہ ﷺ، ما جاء ان الدال علی الخیر کفاعله، ح:۲۶۷۱۔

[2] مسند احمد ۳/ ۴۸۷۔

کوئی سایہ نہیں ہوگا۔" ❶

❸ جنت کی بشارت

جو شخص کسی مجاہد کو سامان فراہم کرتا ہے اس کے لئے جنت کا اعلان بھی کیا گیا ہے۔

غزوہ تبوک کی تیاری کے موقع پر نبی ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ جَهَّزَ جَيْشَ الْعُسْرَةِ فَلَهُ الْجَنَّةُ)) ❷

"جو شخص جیشِ عسرہ (غزوہ تبوک کے لشکر) کو سامان سے لیس کرے اس کے لئے جنت ہے۔"

اس لشکر کو عثمان رضی اللہ عنہ نے سامان سے لیس کیا تھا۔ ❸

---

❶ اور بھی کئی قسم کے لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنا سایہ نصیب فرمائے گا۔ ایک حدیث میں سات قسم کے لوگوں کا تذکرہ ہے۔ چنانچہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "سات طرح کے آدمی ہوں گے جنہیں اللہ اس دن اپنے سائے میں جگہ دے گا جس دن اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہیں ہوگا: ❶ انصاف کرنے والا بادشاہ، ❷ وہ نوجوان جو اپنے رب کی عبادت میں جوانی کی امنگ سے مصروف رہا، ❸ ایسا شخص جس کا دل ہر وقت مسجد میں لگا رہتا ہے، ❹ دو ایسے شخص جو اللہ کے لئے باہم محبت رکھتے ہیں اور ان کے ملنے اور جدا ہونے کی بنیاد یہی للّٰہی محبت ہے، ❺ وہ شخص جسے کسی باوقار اور حسین عورت نے (برے ارادے سے) بلایا لیکن اس نے کہہ دیا: میں اللہ سے ڈرتا ہوں، ❻ وہ شخص جس نے صدقہ کیا مگر اتنے پوشیدہ طور پر کہ بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوئی کہ دائیں نے کیا خرچ کیا، ❼ وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور (بے ساختہ) اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔" (بخاری، ح: ٦٦٠، ٦٤٧٩، ٦٨٠٦)

❷ بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، مناقب عثمان بن عفان ابی عمرو القرشی، قبل حدیث: ٣٦٩٥۔ ❸ ایضاً۔

فصل چہارم

جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کا شوق

سامانِ حرب، اشیائے خورد ونوش اور وسائلِ نقل وحرکت کی دورانِ جہاد میں انتہائی ضرورت ہوتی ہے۔ دشمن کے مقابلے کے لئے قوت تیار کرنے کا حکم دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ مَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ ﴾ [1]

''جو کچھ بھی اللہ کی راہ میں صرف کرو گے وہ تمہیں پورا پورا دیا جائے گا اور تمہارا حق نہ مارا جائے گا۔''

قرآنِ مجید کی بہت سی آیات میں جہاد بالمال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ سورۃ التوبۃ میں جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے والوں اور ان کا مذاق اڑانے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ ؗ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ ﴾ [2]

''جو لوگ ان مومنوں پر طعنہ زنی کرتے ہیں جو دل کھول کر خیرات کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جنہیں سوائے اپنی محنت مزدوری کے اور کچھ میسر ہی نہیں، یہ ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اللہ بھی ان (مذاق اڑانے والوں) سے تمسخر کرتا ہے۔ انہی کے لئے دردناک عذاب ہے۔''

جن لوگوں کے پاس جہاد میں خرچ کرنے کے لئے کچھ نہیں تھا ان کے بارے میں

---

[1] ٨/ الانفال: ٦٠۔ [2] ٩/ التوبة: ٧٩۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَيْسَ عَلَى الضُّعَفَآءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضٰى وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ مَا يُنْفِقُوْنَ حَرَجٌ اِذَا نَصَحُوْا لِلّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ۭ مَا عَلَى الْمُحْسِنِيْنَ مِنْ سَبِيْلٍ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝ وَّلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ ۠ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ ۝ ﴾ ❶

’’ضعیفوں، بیماروں اور ان پر جن کے پاس خرچ کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ اللہ اور اس کے رسول کی خیر خواہی کرتے رہیں، ایسے نیک کاروں پر کوئی الزام نہیں، اللہ بڑی مغفرت و رحمت والا ہے۔ اور نہ ان پر کوئی حرج ہے جو آپ کے پاس آتے ہیں کہ آپ انہیں سواری مہیا کر دیں تو آپ جواب دیتے ہیں کہ میں تو تمہاری سواری کے لئے کچھ نہیں پاتا، تو وہ رنج و غم سے اپنی آنکھوں سے آنسو بہاتے ہوئے لوٹ جاتے ہیں کہ انہیں خرچ کرنے کے لئے کچھ بھی میسر نہیں۔‘‘

البتہ جو لوگ اغنیاء ہوں مگر اپنے مال اللہ کے راستے میں خرچ نہ کریں اور نہ جہاد میں حصہ لیں، ان کا مؤاخذہ ہوگا۔ اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ نہ کرنا اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالنا ہے۔ حضرت حذیفہ (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں:

﴿ وَاَنْفِقُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَلَا تُلْقُوْا بِاَيْدِيْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ ﴾ ❷ آیت اللہ کے راستے میں (مال و دولت) خرچ کرنے کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ ❸ اسلم ابو عمران بیان کرتے ہیں: ہم لوگ مدینہ سے جہاد کے لئے روانہ ہوئے، ہم قسطنطنیہ (استنبول) جانا چاہتے تھے اور عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید ہمارے امیرِ جماعت تھے۔ رومی اپنی پشت فصیلِ شہر کی طرف کئے ہمارے مدِ مقابل تھے۔ مسلمانوں میں سے ایک شخص نے

---

❶ ۹/ التوبۃ: ۹۱-۹۲۔ ❷ ۲/ البقرۃ: ۱۹۵۔ آیت کا ترجمہ: ’’اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔‘‘ ❸ بخاری، التفسیر، سورۃ البقرۃ، ح: ۴۵۱۶۔

دشمن پر حملہ بول دیا تو لوگوں نے کہا: رکو! ٹھہرو! لا الہ الا اللہ، یہ شخص اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈالتا ہے تو ابو ایوب (انصاری) نے فرمایا: یہ آیت ہم انصار کے بارے میں ہی نازل ہوئی تھی۔ جب اللہ نے اپنے نبی کی نصرت فرمائی اور اسلام کو غالب کر دیا تو ہم نے کہا: چلو اب ذرا اپنے اموال و جائیداد میں رک جائیں اور انہیں درست کر لیں، تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی:

﴿ وَاَنۡفِقُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَيۡدِيۡكُمۡ اِلَى التَّهۡلُكَةِ ۛ ﴾

"اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو اور اپنے ہاتھوں ہلاکت میں نہ پڑو۔"

ہلاکت میں ڈالنا یہ تھا کہ ہم اپنے مالوں میں رک جائیں، ان کو درست میں مشغول ہو جائیں، اور جہاد چھوڑ دیں۔ [1] ابو عمران فرماتے ہیں: چنانچہ ابو ایوب اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرتے رہے، حتیٰ کہ قسطنطنیہ (استنبول) ہی میں دفن ہوئے۔ [2]

اس کے برعکس جہاد فی سبیل اللہ میں خرچ کرنے کی قرآن وحدیث میں بہت زیادہ فضیلت بیان ہوئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا يُنۡفِقُوۡنَ نَفَقَةً صَغِيۡرَةً وَّلَا كَبِيۡرَةً وَّلَا يَقۡطَعُوۡنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ لِيَجۡزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ ۝ ﴾ [3]

"اور جو کچھ چھوٹا بڑا انہوں نے خرچ کیا اور جتنے میدان انہیں طے کرنے پڑے، یہ سب کچھ ان کے نام لکھا گیا تاکہ اللہ ان کے کاموں کا اچھے سے اچھا بدلہ دے۔"

ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَفۡضَلُ الصَّدَقَاتِ ظِلُّ فُسۡطَاطٍ فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ وَمَنِیۡحَۃُ خَادِمٍ

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ مشاغلِ دنیا میں انہماک کی وجہ سے جہاد سے اعراض ہلاکت کا باعث ہے۔

[2] ابوداؤد، الجهاد، في قول الله عز وجل ﴿ وَلَا تُلۡقُوۡا بِاَيۡدِيۡكُمۡ اِلَى التَّهۡلُكَةِ ۛ ﴾، ح: ٢٥١٢؛ ترمذي، تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، و من سورة البقرة، ح: ٢٩٧٢؛ حاكم ٢/ ٢٧٥۔

[3] ٩/ التوبة: ١٢١۔

فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْطَرُوْقَۃُ فَحْلٍ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ)) ❶

''صدقات میں سے افضل صدقہ اللہ کی راہ میں سایہ دار خیمہ لگانا ہے (جس سے مجاہد استفادہ کرے) یا اللہ کی راہ میں خادم کا عطیہ دینا ہے یا طاقتور جوان اونٹنی اللہ کی راہ میں دینا۔''

ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی مہار ڈالی ہوئی ایک اونٹنی لے کر آیا اور عرض کیا: یہ اللہ کی راہ میں (جہاد کے لئے) ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَکَ بِھَا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ سَبْعُ مِائَۃِ نَاقَۃٍ کُلُّھَا مَخْطُوْمَۃٌ)) ❷

''تمہارے لیے اس کے بدلے روزِ قیامت اس جیسی نکیل پڑی سات سو اونٹنیاں ہوں گی۔''

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اجر و ثواب سات سو گنا بڑھا دیا جائے گا۔

خریم بن فاتک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ اَنْفَقَ نَفَقَۃً فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ کُتِبَتْ لَہٗ سَبْعُ مِائَۃِ ضِعْفٍ)) ❸

''جو شخص اللہ کے راستے میں خرچ کرے تو اس کے لئے سات سو گنا اجر لکھا جاتا ہے۔''

---

❶ ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ، ماجاء فی فضل الخدمة فی سبیل الله، ح:١٦٢٧۔

❷ مسلم، الامارة، فضل الصدقة فی سبیل الله وتضعیفها، ح:١٨٩٢؛ نسائی، الجهاد، ح: ٣١٨٧؛ دارمی، الجهاد، فی فضل النفقة فی سبیل الله عزوجل، ح: ٢٤٣٧؛ مسنداحمد: ٤/ ١٢١۔

❸ ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ، ماجاء فی فضل النفقة فی سبیل الله، ح: ١٦٢٥۔

باب چہارم

شوقِ شہادت

حقیقی مومن کے دل میں شہادت کی آرزو موجزن ہوتی ہے، کیونکہ اس کی چاہت نبی اکرم ﷺ کی تمنا کے مطابق ہوتی ہے۔

جو مومن صدق دل سے شہادت کی دعا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے مقام شہادت عطا فرما دیتا ہے اگر چہ وہ شہید نہ بھی ہو۔ سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهِ)) ❶

''جو شخص سچے دل سے اللہ سے شہادت کی دعا مانگتا ہے اللہ اسے شہداء کے مراتب تک پہنچادے گا اگر چہ اسے موت اپنے بستر پر ہی آئے۔''

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے، انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ طَلَبَ الشَّهَادَةَ صَادِقًا أُعْطِيَهَا وَلَوْ لَمْ تُصِبْهُ)) ❷

''جو شخص سچے دل سے شہادت کا طالب ہو تو اسے یہ مقام عطا کر دیا جاتا ہے اگر چہ شہادت اسے حاصل نہ ہو۔''

معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((وَمَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الْقَتْلَ مِنْ نَفْسِهِ صَادِقًا ثُمَّ مَاتَ أَوْ قُتِلَ فَإِنَّ لَهُ

---

❶ مسلم، الامارة، استحباب طلب الشهادة فى سبيل الله تعالى، ح:١٩٠٩۔

❷ ايضاً، ح:١٩٠٨۔

اَجْرُ شَهِيْدٍ)) [1]

''اور جو شخص اللہ سے صدق دل سے شہادت کا سوال کرتا ہے [2] پھر وہ طبعی موت فوت ہو جائے یا قتل ہو جائے اسے شہید کا ثواب ملتا ہے۔''

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی دعا کو بھی اللہ تعالیٰ نے شرف قبول عطا فرمایا تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی:

اُرْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ [3]

''(اللہ!) مجھے اپنے رسول کے شہر (مدینہ طیبہ) میں شہادت کی موت عطا فرمانا!'' [4]

احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو شہادت کی موت نصیب ہوئی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عمر رضی اللہ عنہ کو شہید کہا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ابوبکر، عمر اور عثمان اُحد پر چڑھے تو وہ کانپ اٹھا۔ آپ نے فرمایا:

((اُثْبُتْ اُحُدُ، فَإِنَّ عَلَيْكَ نَبِيٌّ وَصِدِّيْقٌ وَشَهِيْدَانِ)) [5]

''احد! قرار پکڑ۔ تجھ پر ایک نبی، ایک صِدّیق اور دو شہید ہیں۔''

اِم حرام بنتِ مِلحان رضی اللہ عنہا نے بھی شہادت کی تمنا کی تو اللہ تعالیٰ نے انہیں شہادت عطا فرمائی۔

---

[1] ابوداود، الجهاد، فیمن سأل اللّٰه تعالٰی الشهادة، ح:۲۵٤۱؛ ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ، ما جاء فیمن سأل الله الشهادة، ح:۱٦۵۷؛ نسائی، الجهاد، ثواب من قاتل فی سبیل الله، ح:۳۱٤۱؛ ابن ماجة، الجهاد، القتال فی سبیل الله سبحانه وتعالٰی، ح:۲۷۹۲۔ [2] اپنے لئے دعا کرتا ہے کہ اللہ اسے مقام شہادت عطا فرمائے۔

[3] بخاری، الجهاد والسیر، تمنی الدعا بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، ح:۲۷۸۸۔ ۲۷۸۹۔ [4] حسنِ اتفاق ہے کہ آج رات اذانِ فجر سے قبل محرم ۱۴۳۲ھ کو، جب میں اس دعائے شہادت کو کتاب کی زینت بنا رہا ہوں، یکم محرم الحرام ہے، جو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یومِ شہادت ہے۔ اَللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ شَهَادَةً فِیْ بَلَدِ رَسُوْلِكَ!

[5] بخاری، فضائل اصحاب النبی ﷺ، قول النبی ﷺ: (لو کنت متخذا خلیلا)، ح:۳٦۷۵۔

رسول اللہ ﷺ ایک دن سو کر اٹھے تو ہنس رہے تھے۔ امِ حرام بنتِ مِلحان نے پوچھا: اللہ کے رسول! آپ کس بات پر ہنس رہے ہیں؟ آپ نے جواب دیا:

''میری امت کے کچھ لوگ میرے سامنے اس طرح پیش کیے گئے کہ وہ اللہ کے راستے میں غزوہ کرنے کے لئے دریا پر سے سوار اس طرح جا رہے ہیں جس طرح بادشاہ تخت پر ہوتے ہیں......''

بنتِ مِلحان بیان کرتی ہیں کہ میں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! آپ اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے ان میں سے کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا کر دی...... چنانچہ آپ نے معاویہ بن ابوسفیان کے زمانے میں بحری سفر کیا۔ پھر جب سمندر سے باہر آئیں تو اپنی سواری سے گر کر وفات پا گئیں۔ [1]

امِ حرام بنتِ مِلحان رضی اللہ عنہا کی وفات جزیرۂ قُبرُص (سائپرس) میں ہوئی تھی۔ [2]

شہیدِ معرکہ کے قرآن و حدیث میں بے شمار فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ چند فضائل کا تذکرہ مندرجہ ذیل عنوانات کے تحت کیا جا رہا ہے:

1 شہید کو مردہ مت کہو

اللہ تعالیٰ نے شہید کو مردہ کہنے سے منع کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ۝ ﴾ [3]

''اور جو اللہ کی راہ میں شہید کر دیے جاتے ہیں انہیں مردہ مت کہو، بلکہ وہ زندہ ہیں، لیکن تم نہیں سمجھتے۔''

ایک اور مقام پر یوں فرمایا:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ

---

[1] بخاري، الجهاد والسير، تمنى الدعا بالجهاد والشهادة للرجال والنساء، ح: ٢٧٨٨ـ ٢٧٨٩ـ [2] امِ حرام بنتِ مِلحان رضی اللہ عنہا کا مفصل واقعہ باب سوم کے شروع میں ملاحظہ کیجئے۔

[3] ٢/ البقرة: ١٥٤ـ

رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ﴿١٦٩﴾ ﴾ [1]

''جولوگ اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھیں، بلکہ وہ زندہ ہیں، اپنے رب کے پاس روزیاں دیے جاتے ہیں۔'' [2]

شہداء کی روحیں عالم برزخ میں سبز پرندوں کے ذریعے سفر کرتی ہیں [3] اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔ کعب بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اَرْوَاحَ الشُّهَدَاءِ فِيْ اَجْوَافِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَعْلُقُ مِنْ ثَمَرَةِ الْجَنَّةِ اَوْ شَجَرِ الْجَنَّةِ)) [4]

''شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے اندر ہوتی ہیں اور جنت کے پھلوں یا جنت کے درختوں سے کھاتی ہیں۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ایک لمبی حدیث مبارکہ میں ہے، اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں:

((لَمَّا اُصِيْبَ اِخْوَانُكُمْ بِاُحُدٍ جَعَلَ اللّٰهُ اَرْوَاحَهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ تَرِدُ اَنْهَارَ الْجَنَّةِ تَاْكُلُ مِنْ ثِمَارِهَا وَتَاْوِيْ اِلٰى قَنَادِيْلَ مِنْ ذَهَبٍ مُعَلَّقَةٍ فِيْ ظِلِّ الْعَرْشِ فَلَمَّا وَجَدُوْا طِيْبَ مَاْكَلِهِمْ

---

[1] ۳/ آل عمرٰن ۱۶۹۔ [2] اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اس دنیا میں زندہ ہیں جیسا کہ بعض حضرات کا عقیدہ ہے، اگر ایسی بات ہوتی تو ان کی بیویاں بیوہ اور بچے یتیم کیوں ہوتے؟ ان کی جائداد وغیرہ کیوں تقسیم ہوتی؟ یہ تو محض ان کے اعزاز و تکریم کی خاطر فرمایا گیا کہ انہیں مردہ مت کہو۔ نیز موت کا لفظ اور اس کا تصور بھی ایک ایسی چیز ہے جو انسان کے ذہن پر ہمت شکن اثر ڈالتی ہے اور لوگوں میں شوقِ جہاد کے سرد پڑ جانے کا اندیشہ ہوتا ہے، لہٰذا شہداء کو مردہ کہنے سے روک دیا گیا۔ علاوہ ازیں یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ شہید کی موت قوم کی حیات کا سبب بنتی ہے اور شہید دراصل حیاتِ جاوداں پالیتا ہے نیز اس سے روحِ شجاعت بھی تازہ رہتی ہے، لہٰذا حکم ہوا کہ شہداء کو مردہ مت کہو۔ (محمد ارشد کمال)

[3] وہ روحیں ان پرندوں میں بمنزلہ سوار اور مسافر ہیں اور پرندے بمنزلہ سواری ہیں۔ جیسے لوگ طیارے میں بیٹھ کر اڑتے ہیں ایسے ہی ارواحِ شہداء بھی سبز پرندوں کے پیٹوں (قالبوں) میں سوار ہو کر جنت میں جہاں چاہیں اڑتی پھرتی ہیں، اور جنت کے حسین مناظر اور قسم قسم کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔ (محمد ارشد کمال)

[4] ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول الله ﷺ، ماجاء فی ثواب الشهيد، ح: ۱٦٤۱۔

وَمَشْرَبِهِمْ وَ مَقِيلِهِمْ ،قَالُوا:مَنْ يُبَلِّغُ إِخْوَانَنَا عَنَّا أَنَّا أَحْيَاءٌ فِي الْجَنَّةِ نُرْزَقُ لِئَلَّا يَزْهَدُوا فِي الْجِهَادِ وَلَا يَنْكُلُوا عِنْدَ الْحَرْبِ؟ فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالَى:أَنَا أُبَلِّغُهُمْ عَنْكُمْ ،قَالَ:وَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ: ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ...... ﴾)) الی اٰخِرِ الْاٰيَةِ [1]

”جب تمہارے بھائی احد میں شہید ہو گئے تو اللہ نے ان کی روحیں سبز پرندوں میں رکھ دیں، وہ جنت کے دریاؤں سے سیراب ہوتے ہیں اور اس کے پھل کھاتے ہیں اور عرش کے نیچے لٹکے ہوئے سنہری فانوسوں میں بسیرا کرتے ہیں۔ جب انہیں کھانے پینے اور آرام و راحت کی خوشگواری کا احساس ہوا تو انہوں نے کہا: ہمارے بھائیوں کو ہماری طرف سے یہ پیغام کون پہنچائے کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور کھاتے پیتے ہیں تاکہ وہ جہاد سے اعراض نہ کریں اور جنگ سے پہلوتہی اختیار نہ کریں؟ اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں تمہارا پیغام پہنچا دیتا ہوں! اور اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل فرمائی: ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ ...... ﴾ [2] ”اللہ کی راہ میں قتل ہونے والوں کو مردہ مت خیال کرو......“

شہداء کے اعزاز و اکرام میں اہلِ ایمان کے لئے شوقِ جہاد شوقِ شہادت کا سبق نمایاں ہے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہداء کی زندگی دنیا کی زندگی سے مختلف ہے، لہٰذا شہداء کی زندگی کو اس زندگی پر قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح نبی ﷺ کی اخروی زندگی کو حیاتِ شہداء پر قیاس نہیں کیا جا سکتا کیونکہ آپ ﷺ شہداء سے مراتب میں افضل ہیں۔

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

---

[1] ابوداؤد، الجهاد، في فضل الشهادة، ح: ۲۵۲۰؛ حاکم ۲/ ۸۸۔

[2] ۳/ ال عمران: ۱۶۹۔

((اَلشُّهَدَاءُ عَلٰی بَارِقٍ نَهْرٍ بِبَابِ الْجَنَّةِ فِیْ قُبَّةٍ خَضْرَاءَ يَخْرُجُ عَلَيْهِمْ رِزْقُهُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ بُكْرَةً وَّعَشِيًّا)) 1

''شہداء جنت کے دروازے کے سامنے صاف وشفاف تیز رو نہر پر سبز گنبد میں رہتے ہیں۔ صبح وشام انہیں جنت سے رزق ملتا ہے۔''

2 قبر کی آزمائش سے نجات

شہید کو قبر کی آزمائش سے محفوظ رکھا جائے گا، یہ بات صحابہ رضی اللہ عنہم میں معروف تھی۔ راشد بن سعد نے نبی ﷺ کے ایک صحابی سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نے عرض کیا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا بَالُ الْمُؤْمِنِيْنَ يُفْتَنُوْنَ فِیْ قُبُوْرِهِمْ اِلَّا الشَّهِيْدُ؟

قَالَ: ((كَفٰى بِبَارِقَةِ السُّيُوْفِ عَلٰى رَاْسِهٖ فِتْنَةً)) 2

اللہ کے رسول! کیا وجہ ہے کہ سب اہل ایمان قبر میں آزمائش سے دوچار ہوتے ہیں لیکن شہید نہیں ہوتا؟ آپ نے فرمایا: ''اس کے سر پر تلواروں کی چمک سے کی جانے والی آزمائش ہی کافی ہے۔''

3 خوشیاں ہی خوشیاں۔ بشارتیں ہی بشارتیں

شہداء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملنے والے انعام واکرام کی وجہ سے انتہائی زیادہ خوش ہوں گے، انہیں کسی قسم کی غمی اور پریشانی لاحق نہیں ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ فَرِحِيْنَ بِمَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۙ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ ۙ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۝ ﴾ 3

''اللہ نے اپنا فضل جو انہیں دے رکھا ہے اس سے بہت خوش ہیں اور خوشخبری پا رہے ہیں ان لوگوں کی بابت جو (ابھی تک) ان سے نہیں ملے

---

1 مسند احمد ١/ ٢٦٦؛ ابن حبان، ح:٤٦٣٩؛ حاکم٢/ ٧٤۔ 2 نسائی، الجنائز، الشھید، ح:٢٠٥٣۔ 3 ٣/ آل عمران:١٧٠۔١٧١۔

بلکہ ان کے پیچھے ہیں، اس پر کہ انہیں نہ کوئی خوف ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے، وہ اللہ کی نعمت اور فضل سے خوش ہوتے ہیں اور اس سے بھی کہ اللہ ایمان والوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتا۔"

4 خرید و فروخت ہو تو ایسی

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ يُقْتَلُوْنَ ۫ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِي التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِيْلِ وَ الْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا بِبَيْعِكُمُ الَّذِيْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ ﴾ [1]

"بلاشبہ اللہ نے مومنوں سے ان کی جانوں کو اور ان کے مالوں کو اس بات کے عوض میں خرید لیا ہے کہ ان کے لئے جنت ہے۔ وہ لوگ اللہ کی راہ میں لڑتے ہیں تو وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کیے جاتے ہیں، اُس نے سچا وعدہ کیا ہے تورات، انجیل اور قرآن میں، اور اللہ سے زیادہ اپنے عہد کو کون پورا کرنے والا ہے؟ تو تم لوگ اپنی اس بیع پر جس کا تم نے معاملہ ٹھہرایا ہے خوش ہو جاؤ، اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔"

عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"ہمارے رب عزوجل کو اس بندے پر بڑا تعجب ہوتا ہے جو اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کے لئے نکلے، اور اس کے رفقاء بھاگ نکلیں مگر وہ گناہ کے احساس کی بنا پر واپس لوٹ آئے حتیٰ کہ اس کا خون بہا دیا جائے تو اللہ عزوجل اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے:

((اُنْظُرُوْا اِلٰى عَبْدِيْ رَجَعَ رَغْبَةً فِيْمَا عِنْدِيْ، وَ شَفَقَةً مِمَّا عِنْدِيْ حَتّٰى اُهْرِيْقَ دَمُهٗ)) [1]

---

[1] ۹/ التوبۃ:۱۱۱۔

دیکھو میرے بندے کی طرف کہ میرے ہاں ثواب کی رغبت میں اور میری پکڑ کے ڈر سے واپس لوٹ آیا حتیٰ کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔"

5 اعمال محفوظ۔ جنت میں ورود

شہداء کے اعمال ضائع ہونے سے محفوظ رہتے ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جگہ عطا فرمائے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حَتَّىٰ تَضَعَ الْحَرْبُ أَوْزَارَهَا ذَٰلِكَ وَلَوْ يَشَاءُ اللَّهُ لَانتَصَرَ مِنْهُمْ وَلَٰكِن لِّيَبْلُوَ بَعْضَكُم بِبَعْضٍ وَالَّذِينَ قُتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَلَن يُضِلَّ أَعْمَالَهُمْ ۝ سَيَهْدِيهِمْ وَيُصْلِحُ بَالَهُمْ ۝ وَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ عَرَّفَهَا لَهُمْ ۝﴾ 2

"تو جب کافروں سے تمہاری مڈبھیڑ ہو تو گردنوں پر مارو! جب انہیں اچھی طرح کچل ڈالو تو خوب مضبوط قید و بند سے گرفتار کرو، (پھر تمہیں اختیار ہے) کہ خواہ احسان رکھ کر چھوڑ دو یا فدیہ لے کر، تاوقتیکہ لڑائی اپنے ہتھیار رکھ دے۔ (ختم ہو جائے) یہی حکم ہے اور اگر اللہ چاہتا تو (خود ہی) ان سے بدلہ لے لیتا، لیکن (اس کا منشا یہ ہے) کہ تم میں سے ایک کا امتحان دوسرے کے ذریعہ سے لے لے، جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیے جاتے ہیں اللہ ان کے اعمال ہرگز ضائع نہ کرے گا۔ انہیں راہ دکھائے گا اور ان کے حالات کی اصلاح کر دے گا۔ اور انہیں اس جنت میں لے جائے گا جس سے اس نے انہیں شناسا کر دیا ہے۔"

مجاہد کے اعمال کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿فَلَا تَهِنُوا وَتَدْعُوا إِلَى السَّلْمِ وَأَنتُمُ الْأَعْلَوْنَ وَاللَّهُ مَعَكُمْ وَلَن يَتِرَكُمْ أَعْمَالَكُمْ ۝﴾ 1

1 ابوداؤد، الجهاد، فی الرجل یشتری نفسه، ح:٢٥٣٦؛ مسند احمد ١/ ٤١٦۔

2 ٤٧/ محمد: ٤۔٦۔

’’سستی نہ کرو اور تم صلح کی دعوت نہ دو اور تم ہی غالب رہو گے اور اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ وہ ہرگز تمہارے اعمال میں کوئی کمی نہیں کرے گا۔‘‘

6 اللہ! مجھے افضل ترین چیز عطا فرما!

عامر بن سعد نے اپنے باپ (سعد رضی اللہ عنہ) سے روایت کیا ہے کہ ایک آدمی نماز کے لیے آیا جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے، اس نے صف میں پہنچ کر کہا:

اَللّٰھُمَّ اٰتِنِیْ اَفْضَلَ مَا تُؤْتِیْ عِبَادَكَ الصَّالِحِیْنَ

’’اللہ! مجھے اپنے نیک بندوں کو عطا کی جانے والی چیزوں میں سے افضل چیز عنایت فرما!‘‘

جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مکمل کر لی تو پوچھا:

((مَنِ الْمُتَكَلِّمُ اٰنِفًا))

’’ابھی ابھی کس نے بات کی تھی؟‘‘

اس آدمی نے کہا: میں نے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا:

((اِذًا یُعْقَرُ جَوَادُكَ وَتُسْتَشْهَدَ)) 2

’’تب تو تیرے گھوڑے کے پاؤں کٹ جائیں گے اور تُو شہید ہو گا۔‘‘

7 جنہیں شہید کا مقام و مرتبہ معلوم ہو جائے

شہید کو جو شرف حاصل ہو گا وہ اسے دیکھ کر آرزو کرے گا کہ اسے کئی بار دنیا میں بھیجا جائے تا کہ وہ بار بار مقام شہادت پر فائز ہو۔ شہید کے علاوہ کوئی جنتی دنیا کی کسی چیز کی اور دنیا میں آنے کی تمنا نہیں کرے گا۔ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَا اَحَدٌ یَدْخُلُ الْجَنَّةَ یُحِبُّ اَنْ یَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا، وَلَهُ مَا عَلَی الْاَرْضِ مِنْ شَیْءٍ اِلَّا الشَّهِیْدُ یَتَمَنّٰی اَنْ یَرْجِعَ اِلَی الدُّنْیَا فَیُقْتَلَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا یَرٰی مِنَ الْكَرَامَةِ)) 1

---

1 / ٤٧ محمد: ٣٥۔ 2 مسند بزار ٢/ ٢٨١، ابن حبان، ح: ٤٦٢١، حاکم ١/ ٢٠٧

نوٹ: اس روایت کو امام حاکم رحمہ اللہ نے امام مسلم رحمہ اللہ کی شرائط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے اور امام ذہبی رحمہ اللہ نے امام حاکم رحمہ اللہ سے اتفاق کیا ہے۔ البتہ علامہ البانی رحمہ اللہ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے۔

''جنت میں جانے والا کوئی بھی شخص دنیا میں آنا پسند نہیں کرے گا اگرچہ اسے روئے زمین کا پورا مال ومتاع بھی دے دیا جائے البتہ شہید (شہادت کی بنا پر ملنے والی) عزت واکرام کے پیشِ نظر خواہش کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس چلا جائے اور دس دفعہ شہید ہو۔''

ایک اور حدیث مبارکہ میں یہ الفاظ ہیں:

((لِمَا یَرٰی مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ)) 2

''چونکہ وہ شہادت کی فضیلت دیکھ چکا ہوتا ہے۔''

انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((یُؤْتٰی بِالرَّجُلِ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ، فَیَقُوْلُ اللّٰهُ لَهٗ: یَا ابْنَ اٰدَمَ كَیْفَ وَجَدْتَّ مَنْزِلَكَ؟ فَیَقُوْلُ: اَیْ رَبِّ اَخَیْرُ مَنْزِلٍ، فَیَقُوْلُ: سَلْ وَتَمَنَّهٗ، فَیَقُوْلُ: وَمَا اَسْئَلُكَ وَاَتَمَنّٰی؟ اَسْئَلُكَ اَنْ تَرُدَّنِیْ اِلَی الدُّنْیَا فَاُقْتَلَ فِیْ سَبِیْلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ لِمَا یَرٰی مِنْ فَضْلِ الشَّهَادَةِ)) 3

''اہل جنت میں سے ایک آدمی کو لایا جائے گا۔ اللہ اسے فرمائے گا: آدم کے بیٹے! تجھے اپنا (جنتی) گھر کیسا محسوس ہوا؟ وہ کہے گا: میرے رب! (یہ) بہترین گھر ہے! اللہ فرمائے گا: مانگ لے اور جو خواہش کرنی ہے کر! وہ عرض کرے گا: میں تجھ سے کیا مانگوں اور کس چیز کی خواہش کروں (ہر چیز تو ملی ہوئی ہے) میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے دنیا میں واپس بھیج دے تاکہ میں تیرے راستے میں دس دفعہ قتل کیا جاؤں۔ کیونکہ اسے شہادت کی شان وعظمت نظر آرہی ہوگی۔''

---

1 بخاری، الجهاد والسير، تمنی المجاهد ان يرجع الى الدنيا، ح:٢٨١٧؛ مسلم، الامارة، فضل الشهادة فی سبيل الله، ح:١٨٧٧؛ ترمذی، ح:١٦٦٢۔

2 مسلم، ايضاً۔ 3 نسائی، الجهاد، ما يتمنى اهل الجنة، ح:٣١٦٠؛ حاكم ٢/ ٧٥۔

8 بے مثال تمنا

نبی اکرم ﷺ نے اپنے شوقِ جہاد اور شوقِ شہادت کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

((وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوْلَا اَنْ اَشُقَّ عَلَی الْمُسْلِمِیْنَ مَا قَعَدْتُ خِلَافَ سَرِیَّۃٍ تَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَبَدًا وَلٰکِنْ لَا اَجِدُ سَعَۃً فَاَحْمِلَھُمْ وَلَا یَجِدُوْنَ سَعَۃً وَیَشُقُّ عَلَیْھِمْ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُ اَنِّیْ اَغْزُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلُ ثُمَّ اَغْزُوْ فَاُقْتَلُ)) [1]

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر مسلمانوں پر دشواری کا خوف نہ ہوتا تو میں کبھی ایسے لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں غزوہ کے لئے روانہ ہوتا۔ لیکن میں اس کی گنجائش نہیں پاتا کہ تمام لوگوں کے لئے سواری کا انتظام کروں اور نہ وہ خود اس کی گنجائش پاتے ہیں اور ان پر یہ بات بڑی گراں گزرتی ہے کہ وہ مجھ سے پیچھے رہیں (کہ میں تو جہاد کے لئے چلا جاؤں اور وہ گھروں میں رہیں۔) قسم ہے اس ہستی کی جس کے ہاتھ محمد کی جان ہے! میں تو چاہتا ہوں کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں اور شہید کر دیا جاؤں۔ پھر جہاد کروں، پھر شہید کر دیا جاؤں۔ پھر جہاد کروں اور پھر شہید کر دیا جاؤں۔''

شجرِ اسلام کی آبیاری اور آخرت کے بلند درجات کے حصول کے لئے شہادت کی تمنا کرنی چاہیے۔ شہادت کی آرزو کرنا سنتِ مصطفیٰ ﷺ ہے۔ امیر المجاہدین ﷺ ہر جہادی لشکر کے ساتھ نکلنا چاہتے تھے مگر وسائل کی قلت آڑے آتی۔ اور اگر آپ ﷺ ہر جہادی قافلے کے ساتھ نکلتے تو مسلمان بھی آپ کے ساتھ جاتے، جبکہ تمام مواقع پر اتنے افراد کے لئے سواریوں اور دیگر اخراجات کا انتظام مشکل تھا۔

---

[1] بخاری، الجهاد والسير، الجعائل و الحملان فی السبیل، ح:۲۹۷۲، نیز دیکھیے بخاری، ح:۲۷۹۷؛ مسلم، الامارۃ، فضل الجهاد والخروج فی سبیل اللہ، ح:۱۸۷۶۔

ایک اور حدیث میں ہے، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

((وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ،لَوْلَا اَنَّ رِجَالًا مِّنَ الْمُؤْمِنِیْنَ لَا تَطِیْبُ اَنْفُسُھُمْ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنِّیْ، وَلَا اَجِدُ مَا اَحْمِلُھُمْ عَلَیْہِ، مَا تَخَلَّفْتُ عَنْ سَرِیَّۃٍ تَغْدُوْ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوَدِدْتُّ اَنِّیْ اُقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ، ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ،ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ،ثُمَّ اُحْیَا ثُمَّ اُقْتَلُ)) [1]

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی جان ہے! اگر مومن مردوں کے دلوں میں اس سے رنج نہ ہوتا کہ میں انہیں چھوڑ کر جہاد کے لئے نکل جاؤں، اور مجھے خود اتنی سواریاں میسر نہیں کہ تمام لوگوں کو سوار کر سکوں تو میں کبھی ایسے لشکر سے پیچھے نہ رہتا جو اللہ کی راہ میں غزوہ کے لئے روانہ ہوتا۔ قسم ہے اس ہستی کی جس کے ہاتھ میری جان ہے! میں تو چاہتا ہوں کہ اللہ کی راہ میں شہید کر دیا جاؤں۔ پھر زندہ کر دیا جاؤں، پھر شہید کر دیا جاؤں۔ پھر زندہ کر دیا جاؤں، پھر شہید کر دیا جاؤں۔ پھر زندہ کر دیا جاؤں، پھر شہید کر دیا جاؤں۔''

جو مومن مقامِ شہادت پر فائز ہوتے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کا طبعی صدمہ تو بہت ہوتا مگر اس کے باوجود ان کے مقامِ شہادت کو پسند کرتے۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ دیا تو فرمایا:

((اَخَذَ الرَّایَۃَ زَیْدٌ فَاُصِیْبَ، ثُمَّ اَخَذَھَا جَعْفَرٌ فَاُصِیْبَ، ثُمَّ اَخَذَھَا عَبْدُ اللّٰہِ بْنُ رَوَاحَۃَ فَاُصِیْبَ، ثُمَّ اَخَذَھَا خَالِدُ بْنُ الْوَلِیْدِ عَنْ غَیْرِ اِمْرَۃٍ فَفُتِحَ لَہٗ))

''جھنڈا زید نے اپنے ہاتھ میں لیا اور وہ شہید کر دیے گئے، پھر جعفر نے لے

---

[1] بخاری، الجھاد والسیر، تمنی الشھادۃ، ح:۲۷۹۷۔

لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے، پھر عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا اور وہ بھی شہید کر دیئے گئے، اور پھر کسی حکم اور رہنمائی کے بغیر خالد بن ولید نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لیا تو انہیں فتح نصیب ہوئی۔"

اس کے بعد آپ نے فرمایا:

((مَا يَسُرُّنَا أَنَّهُمْ عِنْدَنَا))

"ہمیں اس کی کوئی خوشی نہیں تھی کہ وہ (شہداء) ہمارے پاس زندہ رہتے۔"

ایوب (اس حدیث کے ایک راوی) بیان کرتے ہیں کہ یا آپ نے یہ فرمایا:

((مَا يَسُرُّهُمْ أَنَّهُمْ عِنْدَنَا))

"انہیں اس کی خوشی نہیں تھی کہ وہ (شہداء) ہمارے پاس زندہ رہتے۔"

(جب آپ یہ فرما رہے تھے تو) اس وقت آپ کی آنکھوں سے بہت زیادہ آنسو جاری تھے۔ [1]

یہ جنگِ موتہ کا واقعہ ہے۔ اس معرکے سے پہلے نبی اکرم ﷺ نے ایک لشکر روانہ کیا جس کا امیر زید بن حارثہ کو مقرر کیا، اور پھر فرمایا کہ اگر وہ شہید ہو جائیں تو جعفر کو امیر مقرر کر لینا، اگر وہ شہید ہو جائیں تو عبداللہ بن رواحہ کو امیر بنا لینا۔ نبی اکرم ﷺ کی بیان کردہ ترتیب کے مطابق یہ تینوں امیر یکے بعد دیگرے شہید ہو گئے۔ ان مشکل حالات میں اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے جھنڈا اپنے ہاتھ میں لے لیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ پر مجاہدینِ اسلام کو فتح عطا فرمائی۔

9 بخ بخ: واہ واہ!

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ مشرکین سے پہلے بدر میں پہنچ گئے، مشرکین کے آنے پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تم میں سے کوئی شخص بھی کسی معاملے میں پیش قدمی نہ کرے یہاں تک کہ میں خود اس کی بابت کچھ کہوں یا کروں۔ مشرکین قریب ہوئے تو آپ نے (مسلمانوں سے) فرمایا:

---

[1] بخاری ، الجهاد والسير ، تمنى الشهادة ، ح:٢٧٩٨۔

((قُوْمُوْا اِلٰى جَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ))

"اس جنت کی طرف اٹھو جس کی چوڑائی زمین اور آسمان کے برابر ہے۔"

عمیر بن حُمام انصاری رضی اللہ عنہ عرض کرنے لگے: اللہ کے رسول ﷺ! جنت کی چوڑائی آسمان اور زمین کے برابر ہے؟ آپ نے فرمایا: "ہاں۔" انہوں نے کہا: بَخ بَخ (واہ! واہ!) اللہ کے رسول ﷺ نے دریافت فرمایا:

((مَا يَحْمِلُكَ عَلٰى قَوْلِكَ: بَخٍ بَخٍ؟)) قَالَ: لَا وَاللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِلَّا رَجَاءَ اَنْ اَكُوْنَ مِنْ اَهْلِهَا قَالَ: ((فَاِنَّكَ مِنْ اَهْلِهَا))

"تمہیں کیا چیز واہ واہ کرنے پر ابھارتی ہے؟" انہوں نے عرض کیا: اللہ کی قسم! اللہ کے رسول! اس امید کے سوا کوئی بات نہیں کہ میں جنت میں جانے والوں میں سے ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا: "یقیناً تو جنتی ہے۔"

اس پر انہوں نے تھیلی میں سے چند کھجوریں نکالیں اور انہیں کھانا شروع کر دیا، پھر کہنے لگے: میں یہ چند کھجوریں کھانے تک زندہ رہا تو یہ لمبی زندگی ہوگی، لہٰذا جو کھجوریں ان کے پاس تھیں انہوں نے پھینک دیں۔ پھر مشرکین سے ٹکرائے، یہاں تک کہ جامِ شہادت نوش کر گئے۔ [1]

یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل گیا
ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں

10 گناہوں کا کفارہ

بہت سے نیک اعمال وہ ہیں جو گناہوں کا قلع قمع کرتے ہیں، ان اعمالِ صالحہ میں سے ایک بہت بڑا عمل 'شہادت' ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَاُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَقٰتَلُوْا وَقُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ وَلَاُدْخِلَنَّهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ثَوَابًا مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗ حُسْنُ الثَّوَابِ ﴿١٩٥﴾﴾ [2]

[1] مسلم، الامارۃ، ثبوت الجنۃ للشہید، ح: ۱۹۰۱۔ [2] ۳/ آل عمران: ۱۹۵۔

''تو وہ لوگ جنہوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکال دیے گئے اور جنہیں میری راہ میں ایذا دی گئی اور جنہوں نے قتال کیا اور قتل کیے گئے، میں ضرور ان کی برائیاں ان سے دور کر دوں گا، اور بالیقین انہیں جنتوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں، یہ ہے ثواب اللہ کی طرف سے اور اللہ ہی کے پاس بہترین ثواب ہے۔''

عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنَ)) [1]

''قرض کے سوا شہید کی ہر غلطی معاف کر دی ہے۔''

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

((الْقَتْلُ فِي سَبِيلِ اللهِ يُكَفِّرُ كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا الدَّيْنَ)) [2]

''اللہ کی راہ میں شہادت قرض کے سوا ہر چیز کا کفارہ بن جاتی ہے۔''

ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے تو آپ نے بتایا کہ

((أَنَّ الْجِهَادَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَالْإِيمَانَ بِاللهِ أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ))

''اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ پر ایمان لانا تمام اعمال میں سے افضل عمل ہے۔''

یہ سن کر ایک آدمی کھڑا ہوا اور عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ بتلایئے اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا مجھ سے میری خطائیں معاف کر دی جائیں گی؟ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((نَعَمْ! إِنْ قُتِلْتَ فِي سَبِيلِ اللهِ وَأَنْتَ صَابِرٌ مُحْتَسِبٌ مُقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ))

---

[1] مسلم ، الامارۃ ، من قتل فی سبیل اللہ کفرت خطایاہ الا الدین ، ح:۱۸۸۶۔

[2] ایضاً۔

"ہاں! اگر تو اللہ کی راہ میں شہید ہوگیا جبکہ تو ثابت قدم رہنے والا، ثواب کی نیت رکھنے والا، آگے بڑھ کر حملہ کرنے والا ہو، نہ کہ پشت پھیرنے والا۔"

پھر رسول اللہ ﷺ نے (یہ فرمانے کے بعد) اس سے پوچھا: تم نے کیا کہا تھا؟ وہ بولا: اگر میں اللہ کی راہ میں قتل ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

نَعَمْ! وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ مُّقْبِلٌ غَيْرُ مُدْبِرٍ، اِلَّا الدَّيْنَ فَاِنَّ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ لِيْ ذٰلِكَ)) [1]

"ہاں! اگر تو مارا جائے صبر واستقامت کے ساتھ، خالص نیت سے اور تمہارا چہرہ سامنے ہو۔ البتہ قرض معاف نہیں ہوگا۔ یہ بات جبریل علیہ السلام نے مجھے (ابھی) کہی ہے۔"

11 پورا پورا اجر

راہِ جہاد میں شہید ہونے والے کو پورا پورا اجر دیا جاتا ہے۔ عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تَغْزُوْ فَتَغْنَمُ وَتَسْلَمُ اِلَّا كَانُوْا قَدْ تَعَجَّلُوْا ثُلُثَيْ اُجُوْرِهِمْ وَمَا مِنْ غَازِيَةٍ اَوْ سَرِيَّةٍ تَخْفِقُ وَتُصَابُ اِلَّا تَمَّ اُجُوْرُهُمْ)) [2]

"جو لڑنے والا گروہ یا لشکر (اللہ کی راہ میں) جہاد کرے اور وہ مال غنیمت حاصل کرے اور صحیح سالم واپس آجائے تو اس نے اپنے اجر کا دوتہائی دنیا میں حاصل کرلیا اور جو گروہ یا لشکر خالی ہاتھ آئے اور نقصان اٹھائے (زخمی ہو جائے مارا جائے) تو اس کے لئے (آخرت میں) اس کا پورا اجر ہے۔"

اس کا مطلب یہ ہے کہ جو مجاہدین میدان جنگ سے صحیح سلامت واپس آجاتے ہیں

---

[1] ایضاً، ح:۱۸۸۵۔ [2] ایضاً، بیان قدر ثواب من غزا فغنم ومن لم یغنم، ح:۱۹۰٦؛ ابو داوٗد، الجهاد، فی السرية تخفق، ح:۲٤۹۷۔

اور مالِ غنیمت سے بھی بہرہ ور ہوتے ہیں ان کا اجر ایسے مجاہدین سے کم ہوگا جو شہید یا زخمی ہو جاتے ہیں اور انہیں مالِ غنیمت بھی نہیں ملتا، چنانچہ صحابہ رضی اللہ عنہم فرمایا کرتے تھے: ہم میں سے بہت سے لوگ ایسے حال میں اللہ کو پیارے ہوگئے کہ انہوں نے اپنے اجر کا کوئی حصہ دنیا میں نہیں لیا اور بہت سے ایسے ہیں کہ ان کے پھل پک گئے ہیں اور وہ انہیں چن رہے ہیں۔ [1]

12 اجر کثیر

بعض دفعہ تھوڑے عمل پر بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے بہت زیادہ اجر عطا فرماتے ہیں۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا جو لوہے کے جنگی آلات سے مسلح تھا اور آکر عرض کرنے لگا: اللہ کے رسول! میں جہاد کروں یا (پہلے) اسلام قبول کروں؟ [2] آپ نے فرمایا:

((اَسْلِمْ ثُمَّ قَاتِلْ))

''اسلام قبول کر اور پھر جہاد کر!'' [3]

---

[1] شرح ریاض الصالحین از حافظ صلاح الدین یوسف، ح:۱۳۲۳۔ خباب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف اللہ کی رضا کے لئے ہجرت کی۔ اب ہمیں اللہ سے اجر ملنا ہی تھا۔ ہم میں سے بعض تو انتقال کر گئے اور (اس دنیا میں) انہوں نے اپنے کئے کا کوئی پھل نہیں کھایا۔ مصعب بن عمیر بھی انہی لوگوں میں سے تھے، اور ہم میں سے بعض وہ بھی ہیں جن کا پھل پک گیا اور وہ چن چن کر کھا رہے ہیں۔ وہ (مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ) احد کے غزوے میں شہید ہوئے، ہمیں ان کے کفن کے لئے ایک چادر کے سوا اور کوئی چیز نہ ملی اور وہ بھی ایسی کہ اگر اس سے سر چھپاتے ہیں تو پاؤں ننگے ہو جاتے ہیں اور اگر پاؤں ڈھانپتے ہیں تو سر ننگا ہو جاتا ہے۔ آخر یہ دیکھ کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ سر کو چھپا دیں اور پاؤں پر اذخر (گھاس) ڈال دیں۔ (بخاری، الجنائز، اذا لم یجد کفنا الا ما یواری راسه او قدمیه غطی به راسه، ح:۱۲۷۶)۔

[2] وہ دونوں کام کرنا چاہتا تھا جن کے لئے اس نے ترتیب پوچھی۔

[3] ایمان و اسلام کے بغیر جہاد سمیت کسی بھی نیک عمل کا آخرت میں کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوگا۔ غیر مسلم جو اچھے اعمال کرتے ہیں ان کا بدلہ انہیں دنیا میں ہی مل سکتا ہے۔ آخرت میں کفار کے لئے کچھ نہیں۔ آخرت میں کفار سے کہا جائے گا: ﴿ اَذْهَبْتُمْ طَيِّبٰتِكُمْ فِيْ حَيَاتِكُمُ الدُّنْيَا وَاسْتَمْتَعْتُمْ بِهَا ۚ فَالْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْبِرُوْنَ فِي الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَبِمَا كُنْتُمْ تَفْسُقُوْنَ ۝ ﴾ (۴۶/الاحقاف:۲۰) ''تم اپنی دنیا کی زندگی میں لذتیں حاصل کر چکے اور ان سے فائدہ اٹھا چکے تو آج تمہیں (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اس آدمی نے اسلام قبول کیا، پھر جنگ کی اور شہید ہو گیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَمِلَ قَلِيلًا وَأُجِرَ كَثِيرًا)) [1]

"اس نے عمل تھوڑا کیا مگر زیادہ اجر کا مستحق قرار دیا گیا۔"

یہ عمرو بن ثابت انصاری تھے۔ رضی اللہ عنہ

13 بڑے مرتبے والا شہید

جنگِ حنین کے بعد قبیلہ ہوازن کے کچھ لوگ بھاگ کر طائف اور کچھ اوطاس چلے گئے۔ طائف کی طرف نبی ﷺ خود تشریف لے گئے جبکہ اوطاس کی طرف ابو عامر اشعری رضی اللہ عنہ (ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے چچا) کو سردار بنا کر ایک لشکر بھیجا۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: جب نبی ﷺ حنین سے فارغ ہو گئے تو آپ نے ایک دستے کے ساتھ ابو عامر کو اوطاس کی طرف بھیجا۔ اس معرکہ میں درید بن صمہ سے مقابلہ ہوا۔ درید قتل کر دیا گیا اور اللہ نے اس کے لشکر کو شکست دے دی۔ ابو موسیٰ نے بیان کیا: ابو عامر کے ساتھ آپ نے مجھے بھی بھیجا تھا۔ ابو عامر کے گھٹنے میں ایک تیر آ لگا۔ بنو جشم کے ایک شخص نے انہیں تیر مار کر ان کے گھٹنے میں اتار دیا تھا۔ میں ان کے پاس پہنچا اور عرض کیا: چچا! یہ تیر آپ کو کس نے مارا ہے؟ انہوں نے ابو موسیٰ کو اشارے سے بتایا کہ وہ جشمی میرا قاتل ہے جس نے مجھے نشانہ بنایا ہے۔ میں اس کی طرف لپکا اور اس کے قریب پہنچ گیا لیکن جب اس نے مجھے

(❀❀❀ گزشتہ سے پیوستہ) ذلت کا عذاب ہے۔ (یہ) اس کی سزا ہے کہ زمین میں ناحق غرور کیا کرتے تھے اور اس کی کہ بدکرداری کرتے تھے۔"

ایک شخص نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر بڑی جرأت کے ساتھ جہاد کیا مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جہنمی ہے۔ بالآخر اس شخص نے زخمی ہونے پر خودکشی کر لی تو بلال نے نبی ﷺ کے حکم سے یہ اعلان کر دیا: مسلمان شخص کے علاوہ کوئی جنت میں داخل نہیں ہو گا، اور اللہ اس دین کی امداد کسی فاجر آدمی سے بھی کروا لیتا ہے۔ (بخاري، الجهاد والسير، ان الله يؤيد الدين بالرجل الفاجر، ح:٣٠٦٢)

[1] بخاري، الجهاد والسير، عمل صالح قبل القتال، ح:٢٨٠٨؛ مسلم، الامارة، ثبوت الجنة للشهيد، ح:١٩٠٠۔

دیکھا تو وہ بھاگ کھڑا ہوا۔ میں نے اس کا پیچھا کیا اور میں یہ کہتا جاتا تھا: تجھے شرم نہیں آتی، تو ٹھہرتا نہیں! آخر وہ رک گیا اور ہم نے ایک دوسرے پر تلوار سے وار کیا۔ میں نے اسے قتل کر دیا اور ابو عامر سے جا کر عرض کیا: اللہ نے آپ کے قاتل کو قتل کروا دیا ہے۔ انہوں نے فرمایا: یہ تیر (میرے گھٹنے سے) نکال لے۔ میں نے نکالا تو وہاں سے پانی (فاسد خون وغیرہ) جاری ہو گیا۔ انہوں نے فرمایا: بھتیجے! نبی کو میرا سلام عرض کرنا اور ان سے گزارش کرنا کہ میرے لئے دعائے مغفرت کریں۔ ابو عامر نے مجھے لوگوں پر اپنا نائب بنا دیا۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر مزید زندہ رہے اور شہادت پائی۔ میں واپس آ کر نبی ﷺ کے پاس حاضر ہوا ...... میں نے آپ سے اپنے اور ابو عامر کے واقعات بیان کئے اور یہ کہ انہوں نے دعائے مغفرت کی درخواست کی ہے۔ آپ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعُبَيْدٍ اَبِیْ عَامِرٍ))

''اللہ! عبید ابو عامر کی مغفرت فرما!''

میں نے آپ کی بغل میں سفیدی (جب آپ دعا کر رہے تھے) دیکھی، پھر آپ نے یہ دعا کی:

((اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَوْقَ كَثِيْرٍ مِّنْ خَلْقِكَ مِنَ النَّاسِ))

''اللہ! قیامت کے دن انہیں اپنی بہت سی مخلوق سے بلند تر درجہ عطا فرمائیو!''

میں (ابو موسیٰ اشعری) نے عرض کیا: میرے لئے بھی مغفرت کی دعا کر دیجئے! تو آپ نے یہ دعا مانگی:

((اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِعَبْدِاللّٰهِ بْنِ قَيْسٍ ذَنْبَهٗ، وَ اَدْخِلْهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُدْخَلًا كَرِيْمًا)) [1]

''اللہ! عبداللہ بن قیس (ابو موسیٰ اشعری) کے گناہوں کو معاف فرما! قیامت کے دن اچھا مقام عطا فرمائیو!''

---

[1] بخاری، المغازی، غزاۃ اوطاس، ح: ۴۳۲۳۔

14 دوہرے اجر والا شہید

سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: ہم نبی کے ساتھ خیبر کی طرف نکلے۔ رات کے وقت ہمارا سفر جاری تھا کہ ایک آدمی (اسید بن حضیر) نے عامر سے کہا: عامر! اپنے کچھ اشعار سناؤ! عامر شاعر تھے، اس فرمائش پر وہ سواری سے اتر کر حدی خوانی کرنے لگے:

اَللّٰھُمَّ لَوْ لَا اَنْتَ مَا اھْتَدَیْنَا　　وَ لَا تَصَدَّقْنَا وَ لَا صَلَّیْنَا

فَاغْفِرْ فِدَاءً لَکَ مَا اَبْقَیْنَا　　وَ ثَبِّتِ الْاَقْدَامَ اِنْ لَاقَیْنَا

وَ اَلْقِیَنْ سَکِیْنَةً عَلَیْنَا　　وَ بِالصِّیَاحِ عَوَّلُوْا عَلَیْنَا

اِنَّا اِذَا صِیْحَ بِنَا اَبَیْنَا

''اللہ! اگر تو نہ ہوتا تو ہمیں سیدھا راستہ نہ ملتا، نہ ہم صدقہ کر سکتے اور نہ نماز پڑھ سکتے، ہماری مغفرت فرما! جب تک تو ہمیں زندہ رکھے ہماری جانیں تیرے راستے میں فدا ہیں، اور اگر ہماری مڈبھیڑ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدم رکھنا! ہم پر سکینت نازل فرما! آج چلا چلا کر وہ ہمارے خلاف میدان میں آئے ہیں۔ ہمیں جب (باطل کی طرف) بلایا جاتا ہے تو ہم انکار کر دیتے ہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''کون شعر کہہ رہا ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا کہ عامر بن اکوع۔ آپ نے (اس کے لئے یہ) دعا کی:

((یَرْحَمُهُ اللّٰہُ))

''اللہ اس پر اپنی رحمت نازل فرمائے!''

لوگوں میں سے ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے نبی! آپ نے تو انہیں شہادت کا مستحق قرار دیا، کاش! ابھی ہمیں مزید ان سے فائدہ اٹھانے دیتے! پھر ہم خیبر آئے اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اس کے دوران میں ہمیں سخت تکالیف اور فاقوں کا سامنا کرنا پڑا۔ آخر اللہ نے ہمیں فتح عطا فرمائی۔ جس روز قلعہ فتح ہوا تھا اس کی رات جب ہوئی تو لشکر میں جگہ جگہ آگ جل رہی تھی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: ''یہ آگ کیسی ہے؟ اسے کیوں جگہ جگہ جلا رکھا

ہے؟'' لوگوں نے کہا: گوشت پکانے کے لئے (آگ جلائی گئی ہے) آپ نے دریافت فرمایا: ''کس چیز کا گوشت ہے؟'' لوگوں نے جواب دیا: یہ پالتو گدھوں کا گوشت ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا: ''تمام گوشت پھینک دو اور ہانڈیوں کو توڑ دو۔'' ایک آدمی نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ایسا کیوں نہ کرلیں کہ گوشت تو پھینک دیں اور ہانڈیاں دولیں؟ آپ نے فرمایا: ''''یوں ہی کرلو۔'' پھر جب لوگوں نے صف بندی کی تو چونکہ عامر کی تلوار چھوٹی تھی، اس لئے انہوں نے یہودی کی پنڈلی پر (جھک کر) وار کرنا چاہا تو خود انہی کی تلوار کی دھار سے ان کے گھٹنے کا اوپر کا حصہ زخمی ہوگیا اور ان کی شہادت اسی سے ہوگئی۔ راوی نے بیان کیا کہ پھر جب لشکر واپس ہورہا تھا تو سلمہ (بن اکوع) نے فرمایا: مجھے رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اور میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا: ''کیا بات ہے؟'' میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں! بعض لوگوں کا خیال ہے کہ عامر کا سارا عمل ضائع ہوگیا؟ [1] نبی ﷺ نے فرمایا:

((كَذَبَ مَنْ قَالَهُ، إِنَّ لَهُ لَأَجْرَيْنِ))

''جھوٹا ہے وہ شخص جو اس طرح کی بات کرتا ہے۔ انہیں تو دوہرا اجر ملے گا۔''

پھر آپ نے اپنی دونوں انگلیوں کو ایک ساتھ ملایا (اور فرمایا:)

((إِنَّهُ لَجَاهِدٌ مُجَاهِدٌ قَلَّ عَرَبِيٌّ مَشَى بِهَا مِثْلَهُ))

''انہوں نے تکلیف اور مشقت بھی اٹھائی اور جہاد بھی کیا، کم ہی عربی ہیں جنہوں نے ان جیسی مثال قائم کی ہو۔'' [2]

عامر رضی اللہ عنہ خیبر کے رئیس مرحب کے مقابلے کے لئے نکلے تھے۔ لوگوں کو عامر رضی اللہ عنہ کی خودکشی کا شبہ ہوا تو نبی ﷺ نے اس کی عظیم شہادت کو بیان فرمایا۔

15 اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے افضل شہید

ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دجال کے

---

[1] کیونکہ خود اپنی ہی تلوار سے ان کی وفات ہوئی تھی۔

[2] بخاری، المغازی، غزوة خيبر، ح:٤١٩٦۔

متعلق تفصیل سے بتایا، آپ نے ہمیں جو بیان فرمایا اس میں یہ بھی تھا:

''دجال آئے گا مگر اس کا مدینہ میں داخلہ ممنوع ہوگا۔ وہ مدینہ کے باہر ہی ہو گا کہ اس کی طرف ایک جوان نکلے گا، جو لوگوں سے بہترین آدمی ہوگا۔ وہ دجال سے کہے گا: میں گواہی دیتا ہوں کہ تُو وہی دجال ہے جس کی خبر رسول اللہ ﷺ نے ہمیں دی ہے۔ دجال کہے گا: مجھے بتاؤ کہ اگر میں اس جوان کو قتل کر کے دوبارہ زندہ کر دوں تو تم پھر بھی میرے معاملے میں شک کرو گے؟ لوگ جواب دیں گے: نہیں۔ (اس کے بعد ہم شک نہیں کریں گے۔) آپ نے فرمایا: دجال اس جوان کو قتل کرے گا، پھر اسے زندہ کرے گا۔ وہ جوان زندہ ہونے کے بعد کہے گا: اللہ کی قسم! مجھے اب پہلے سے بھی زیادہ بصیرت ہوگئی ہے۔ [1] آپ نے فرمایا: دجال دوبارہ اس جوان کو قتل کرنے کی کوشش کرے گا لیکن اس پر غالب نہیں آسکے گا۔'' [2]

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جب مومن اس دجال کو دیکھے گا تو کہے گا: یہی وہ دجّال ہے جس کا رسول اللہ ﷺ نے تذکرہ کیا تھا۔ اس پر دجال حکم دے گا: اسے پکڑ لو، اسے مارو پیٹو، زخمی کرو اور اسے روندو! اس مار پیٹ کی وجہ سے اس کا پیٹ اور اس کی پشت پھیل جائے گی۔ اس کے بعد دجّال اس مومن سے کہے گا: کیا تُو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ جواب دے گا: تُو ہی مسیح کذاب ہے۔ اس پر دجال اس کے متعلق حکم کرے گا: اسے سر کے درمیان سے آرے کے ساتھ چیر دیا جائے، حتیٰ کہ اس کی دونوں ٹانگیں جدا کر دی جائیں گی۔ آپ نے فرمایا: پھر دجّال اس کے دو ٹکڑوں کے درمیان سے گزرے گا اسے کہے گا: کھڑا ہو تو وہ (زندہ ہو کر) اس کے سامنے سیدھا کھڑا ہو جائے گا: آپ نے فرمایا:

---

[1] نبی اکرم ﷺ کے فرامین پر جتنا مضبوط ایمان ہو اسی قدر ایمان اور بصیرت میں اضافہ ہوتا ہے۔

[2] مسلم، الفتن، فی صفة الدجال و تحریم المدینة علیه۔

پھر دجّال اسے کہے گا: کیا تُو مجھ پر ایمان لاتا ہے؟ وہ جواب دے گا: مجھے اب پہلے سے بھی زیادہ بصیرت ہوگئی ہے۔ آپ نے فرمایا: پھر وہ مومن خطاب کرتے ہوئے کہے گا: لوگو! یہ دجال میرے بعد کسی سے بھی ایسا معاملہ نہیں کر سکے گا۔ آپ نے فرمایا: دجال اسے ذبح کرنے کے لئے دوبارہ پکڑ لے گا، اس کی گردن اور ہنسلی کی ہڈی کے درمیان والا حصہ تانبے کا ہو جائے گا۔ پھر دجال اسے ہاتھوں اور پاؤں سے پکڑ کر پھینک دے گا، لوگ سمجھیں گے کہ اس نے اسے آگ میں پھینکا ہے۔ حالانکہ وہ جنت میں ڈالا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((هٰذَا اَعْظَمُ النَّاسِ شَهَادَةً عِنْدَ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)) [1]

یہ (مومن) رب العالمین کے نزدیک سب سے افضل شہید ہوگا۔''

16 وہ میرا اور میں اس کا ہوں

ابو بَرزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ ایک غزوے میں تھے کہ اللہ نے آپ کو مال (فَے) دیا تو آپ نے لوگوں سے پوچھا: ''کیا کوئی (تم میں سے) گم تو نہیں؟'' لوگوں نے عرض کیا: ہاں! فلاں فلاں گم ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''کیا کوئی (تم میں سے) مفقود تو نہیں؟'' لوگوں نے عرض کیا: ہاں! فلاں فلاں ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: ''کیا کوئی گم تو نہیں؟'' لوگوں نے عرض کیا: کوئی نہیں۔ آپ نے فرمایا:

((لٰكِنِّيْ اَفْقِدُ جُلَيْبِيْبًا فَاطْلُبُوْهُ))

لیکن میں جُلَیبیب کو گم پاتا ہوں، انہیں تلاش کرو!''

لوگوں نے انہیں مقتولوں میں تلاش کیا تو ان کی لاش ان سات مقتولوں میں پائی جنہیں جلیبیب نے قتل کیا تھا۔ پھر لوگوں نے انہیں قتل کر دیا تھا۔ نبی ﷺ ان کے پاس آئے اور وہاں کھڑے ہو کر فرمایا:

((قَتَلَ سَبْعَةً ثُمَّ قَتَلُوْهُ، هٰذَا مِنِّيْ وَ اَنَا مِنْهُ هٰذَا مِنِّيْ وَاَنَا مِنْهُ))

---

[1] مسلم، الفتن، فی صفة الدجال و تحریم المدینة علیه۔

''اس نے سات آدمیوں کو مارا پھر لوگوں نے انہیں قتل کر دیا۔ یہ میرا ہے میں اس کا ہوں۔ یہ میرا ہے میں اس کا ہوں۔''

راوی بیان کرتا ہے: آپ نے انہیں اپنے دونوں ہاتھوں پر رکھا اور صرف نبی ﷺ نے انہیں اٹھایا۔ اس کے بعد قبر کھدوائی گئی اور انہیں قبر میں رکھ دیا گیا۔ راوی نے غسل دینے کا تذکرہ نہیں کیا۔ [1]

17 دنیا نہیں آخرت

شداد بن الہاد (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ نبی ﷺ کے پاس ایک اعرابی حاضر ہوا، وہ آپ پر ایمان لے آیا اور آپ کی اتباع کرتا رہا۔ پھر کہنے لگا: میں آپ کی معیت میں ہجرت کرنا چاہتا ہوں۔ نبی ﷺ نے اپنے ایک صحابی کو (اس کے متعلق) نصیحت کر دی۔ جب غزوات ہوئے اور نبی ﷺ کے پاس غنیمت کا مال آیا تو آپ نے اسے تقسیم کر دیا اور اس کا حصہ بھی رکھا، البتہ اس کا حصہ کسی صحابی کے سپرد کر دیا کیونکہ وہ خود پہرے پر رہتا تھا۔ جب وہ آیا اور صحابہ نے اس کا حصہ اس کے حوالے کیا تو اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مال غنیمت میں سے تیرا حصہ ہے۔ نبی ﷺ نے یہ حصہ تیرے لیے رکھا تھا۔ وہ یہ حصہ لے کر نبی ﷺ کے پاس آ گیا اور کہنے لگا: یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا:

((قَسْمٌ قَسَمْتُهُ لَكَ))

''یہ حصہ میں نے تمہارے لیے رکھا تھا۔''

اس نے کہا: میں نے یہ (حصہ) لینے کے لئے آپ کی اتباع نہیں کی تھی۔ میں نے تو آپ کی اتباع اس لیے کی تھی کہ مجھے یہاں تیر لگے۔ اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا۔ اور میں شہید ہو کر جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا:

((إِنْ تَصْدُقِ اللّٰهَ يَصْدُقْكَ))

''اگر تو سچا ہے تو اللہ تجھے سچا کر دکھائے گا۔''

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ صحابہ دشمن سے جنگ کے لئے کھڑے ہو گئے (وہ آدمی

---

[1] مسلم، الفضائل، من فضائل جلیبیب رضی اللہ عنہ۔

بھی جہاد میں شریک ہو کر شہید ہوا) اسے نبی ﷺ کے پاس اٹھا کر لایا گیا۔ جہاں اس نے اشارہ کیا تھا اسے وہاں ہی تیر لگا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا:

((اَهُوَ هُوَ؟))

''کیا یہ وہی ہے؟''

راوی نے کہا: ہاں۔ آپ نے فرمایا:

((صَدَقَ اللّٰهَ فَصَدَقَهُ))

''اس نے اللہ سے سچا وعدہ کیا تھا اور اللہ نے اسے سچا ثابت کر دیا۔''

پھر نبی ﷺ نے خود اپنے جبہ مبارک کا کفن بنا کر اسے پہنایا، پھر اس کی نماز جنازہ پڑھائی۔ جو دعا آپ نے جہراً (بلند آواز سے) پڑھی اس میں یہ الفاظ بھی تھے:

((اَللّٰهُمَّ هٰذَا عَبْدُكَ خَرَجَ مُهَاجِرًا فِيْ سَبِيْلِكَ فَقُتِلَ شَهِيْدًا اَنَا شَهِيْدٌ عَلٰى ذٰلِكَ)) [1]

''اللہ! تیرا یہ بندہ مہاجر بن کر تیری راہ میں آیا تھا، اب شہید ہو گیا ہے، میں اس کا گواہ ہوں۔''

صحابی کے سچے جذبے کا اللہ تعالیٰ نے خوب خوب بدلہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے مقامِ شہادت پر سرفراز کیا جس کی شہادت خود نبی ﷺ نے دی۔ نبی اکرم ﷺ کے مبارک جبے میں لپیٹ کر اسے دفن کیا گیا۔ شہید ہونے کے علاوہ اسے یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ اس کی نماز جنازہ رحمۃ للعالمین ﷺ نے پڑھائی۔

18 برکات کا نزول

صحابہ رضی اللہ عنہم رضائے الٰہی کے لئے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی جانیں قربان کرتے تھے۔ ان کی امید یہ ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ ہمارے کٹے ہوئے جسم میں برکات نازل فرمائے گا۔ کفار و مشرکین کی جاسوسی کی ایک مہم میں دس صحابہ رضی اللہ عنہم کا قبیلہ بنو ہذیل کے ایک سو تیر اندازوں سے ٹکراؤ ہو گیا۔ سات صحابہ کو کفار کے تیر اندازوں نے موقع پر ہی شہید کر

---

[1] نسائی، الجنائز، الصلاۃ علی الشهداء، ح:۱۹۵۳۔

دیا۔ باقی تین کو انہوں نے امان کا وعدہ دیا۔ گرفتاری پر انہوں نے ایک کو شہید کر دیا اور خبیب اور زید کو گرفتار کر کے مکہ ساتھ لے گئے۔ خبیب رضی اللہ عنہ جس گھر میں قید کیے گئے تھے اس گھر کی خاتون کہتی ہیں: اللہ کی قسم! کوئی قیدی میں نے خبیب سے بہتر نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم! میں نے ایک دن دیکھا کہ انگور کا خوشہ ان کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس میں سے کھا رہے ہیں۔ حالانکہ وہ لوہے کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے تھے اور مکہ میں پھلوں کا موسم بھی نہیں تھا۔ وہ عورت کہا کرتی تھی: وہ اللہ کی طرف سے رزق تھا جو اللہ نے خبیب کو بھیجا تھا۔ پھر جب مشرکین انہیں حرم سے باہر لائے، تاکہ حرم کی حدود سے باہر نکل کر انہیں قتل کر دیں تو خبیب نے ان سے کہا: مجھے دو رکعت نماز پڑھ لینے دو! انہوں نے انہیں اجازت دے دی۔ پھر خبیب نے دو رکعت نماز پڑھی اور فرمایا: اگر تم یہ خیال نہ کرنے لگتے کہ میں (قتل سے) گھبرا رہا ہوں تو میں ان رکعتوں کو اور لمبا کرتا۔ (پھر کہا:)

اَللّٰهُمَّ اَحْصِهِمْ عَدَدًا

''اللہ! ان (ظالموں) سے ایک ایک کو ختم کر دے!''

پھر آپ نے یہ اشعار پڑھے:

مَا اُبَالِیْ حِیْنَ اُقْتَلُ مُسْلِمًا
عَلٰی اَیِّ شِقٍّ كَانَ لِلّٰهِ مَضْرَعِیْ
وَ ذٰلِكَ فِیْ ذَاتِ الْاِلٰهِ وَ اِنْ یَّشَا
یُبَارِكْ لِیْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُمَزَّعٖ

''میں مسلمان ہونے کی حالت میں قتل کیا جا رہا ہوں لہٰذا مجھے کسی قسم کی بھی پروا نہیں ہے۔ خواہ اللہ کے راستے میں کسی بھی پہلو پر پچھاڑا جاؤں۔ یہ صرف اللہ کی خاطر ہے۔ اور اگر وہ چاہے تو اس جسم کے ٹکڑوں میں بھی برکت دے سکتا ہے جس کی بوٹی بوٹی کر دی گئی ہو۔''

(منظوم ترجمہ)

جب مسلمان ہو کر دنیا سے چلوں
مجھ کو کیا غم کون سی کروٹ گروں

میرا مرنا ہے خدا کی ذات میں
وہ اگر چاہے نہ ہوں گا میں زبوں
تن جو ٹکڑے ٹکڑے اب ہو جائے گا
اس کے جوڑوں پر وہ برکت دے فزوں

بالآخر حارث کے بیٹے (عقبہ) نے انہیں شہید کر دیا۔ خبیب سے ہی ہر اس مسلمان کے لئے جسے قید کر کے شہید کیا جائے (قتل سے پہلے) دو رکعتیں مشروع ہوئی ہیں۔ ادھر حادثہ کے شروع میں عاصم بن ثابت (لشکر کے امیر) کی دعا اللہ نے قبول کر لی تھی (اللہ! ہماری حالت کی خبر اپنے نبی کو دے دے!) تو نبی ﷺ نے اپنے صحابہ کو وہ حالات بتا دیئے تھے جن سے وہ لوگ دوچار ہوئے تھے۔ کفارِ قریش کے کچھ لوگوں کو جب معلوم ہوا کہ عاصم شہید کر دیئے گئے ہیں تو انہوں نے ان کی لاش کے لئے اپنے آدمی بھیجے تا کہ ان کے جسم کا کوئی ایسا حصہ کاٹ لائیں جس سے ان کی شناخت ہو سکتی ہو۔ انہوں نے غزوۂ بدر میں قریش کے ایک سردار (عقبہ بن ابی معیط) کو قتل کیا تھا۔ اللہ نے بھڑوں کا ایک چھتہ عاصم کی نعش پر مقرر کر دیا جس نے کفار سے ان کی لاش کو بچایا اور اور وہ ان کے بدن کا کوئی ٹکڑا نہ کاٹ سکے۔ [1]

19 مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے چچا انس بن نضر غزوہ بدر سے غیر حاضر رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! پہلی لڑائی جو آپ نے مشرکین سے لڑی تھی میں اس میں حاضر نہیں ہوا، اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے خلاف قتال میں حاضری کا موقع دیا تو ضرور اللہ دیکھ لے گا جو میں کروں گا۔ جب غزوۂ احد کا دن آیا، مسلمان منتشر ہو گئے تو انہوں نے کہا: اللہ! میں تجھ سے اس کام پر معذرت کرتا ہوں جو مسلمانوں نے کیا ہے۔ اور تیرے سامنے اس کام سے بیزاری کا اظہار کرتا ہوں جو مشرکین نے کیا ہے۔ پھر آگے بڑھے تو انہیں سعد بن معاذ ملے تو ان سے فرمایا: سعد! آپ کہاں جا رہے ہیں؟ (اور فرمایا:)

---

[1] بخاری، الجهاد، هل يستأسر الرجل؟ و من لم يستاسر، ح:٣٠٤٥۔

اَلْجَنَّةَ وَرَبِّ النَّضْرِ اِنِّیْ اَجِدُ رِیْحَهَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ

''نضر کے رب کی قسم! یقیناً احد پہاڑ کے پیچھے سے مجھے جنت کی خوشبو آ رہی ہے۔''

سعد نے کہا: اللہ کے رسول! جو کچھ نضر نے کیا ہے میں اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ انس بیان کرتے ہیں: ہم نے ان کے جسم پر اسی سے زیادہ تلوار کی چوٹیں یا نیزے کے زخموں کے نشان پائے، [1] ہم نے انہیں شہید پایا، مشرکین نے ان کا مثلہ کر دیا تھا، انہیں ان کی بہن کے سوا کوئی پہچان نہ سکا۔ اس نے بھی انہیں انگلیوں کے پوروں سے پہچانا۔ انس نے فرمایا: ہم خیال کرتے تھے کہ یہ آیت نضر اور ان جیسے آدمیوں کے بارے میں ہی نازل ہوئی ہے:

﴿مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَیْهِ ۚ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهٗ......﴾ (۳۳/ الاحزاب:۲۳)

''مومنوں میں سے کچھ لوگ وہ ہیں جنہوں نے وہ عہد سچا کر دکھایا جو انہوں نے اللہ سے کیا تھا اور بعض ان میں سے وہ ہیں جنہوں نے اپنا ذمہ پورا کر دیا (شہادت سے ہمکنار ہو گئے)......'' [2]

انہوں اپنا کام پورا کر دیا ہے جیسے حمزہ، طلحہ، انس بن نضر، عبداللہ انصاری، مصعب اور دیگر صحابہ جو اس وقت تک مرتبہ شہادت پر فائز ہو چکے تھے۔ رضی اللہ عنہم

---

[1] اس حدیث کی تشریح میں مولانا راز رحمہ اللہ نے علامہ وحید الزمان رحمہ اللہ کی ایک تقریر درج کی ہے جو توجہ سے پڑھنے کے لائق ہے۔ وہ فرماتے ہیں: ''مسلمانو! ہمارے باپ دادا نے ایسی ایسی بہادریاں کر کے خون بہا کر اسلام کو دنیا میں پھیلایا تھا اور اتنا بڑا وسیع ملک حاصل کیا تھا جس کی حد مغرب میں تونس اور اندلس یعنی ہسپانیہ تک، اور مشرق میں برما تک اور شمال میں روس تک اور جنوب میں ولایات روم و ایران و توران و ہندوستان و عرب و شام و مصر و افریقہ ان کے زیر نگیں تھیں۔ ہماری عیاشی اور بے دینی نے اب یہ نوبت پہنچائی ہے کہ خاص عرب کے سواحل اور بلاد بھی کافروں کے قبضے میں آ رہے ہیں۔ اور ملک تو اب جا چکے ہیں اب جتنا رہ گیا ہے اس کو بنا لو۔ خواب غفلت سے بیدار ہو تو قرآن و حدیث کو مضبوط تھامو! وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ۔''

[2] بخاری، الجهاد والسير، قول الله تعالى: ﴿مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ﴾، ح:۲۸۰۵؛ مسلم، الامارة، ثبوت الجنة للشهيد، ح:۱۳۰۹۔

﴿ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ...... ﴾ ❶

''اور ان میں سے بعض انتظار کر رہے ہیں۔''

جیسے خلفائے راشدین اور دیگر صحابہ جو بعد میں شہید ہوئے رضی اللہ عنہم، اور عموم کے لحاظ سے ایسے تمام مسلمان اس میں شامل ہو جائیں گے جو ایسی آرزو رکھتے ہیں۔ جَعَلَنَا اللّٰهُ مِنْهُمْ!

⑳ فرشتوں کے پروں کے سائے تلے

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ان کے والد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے گئے جن کا مثلہ کر دیا گیا تھا۔ ❷ ان کی لاش آپ کے سامنے رکھ دی گئی، میں ان کے چہرے سے کپڑا اٹھانے لگا تو میری قوم کے لوگوں نے مجھے روک دیا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَازَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا)) ❸

''فرشتے اسے اپنے پروں سے مسلسل سایہ کرتے رہے۔''

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے، جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میرے باپ کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لایا گیا، ان کے اعضاء کٹے ہوئے تھے۔ انہیں آپ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ میں والد کے چہرے سے کپڑا اٹھانے کے لئے گیا تو لوگوں نے مجھے منع کر دیا۔ (جبکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے منع نہیں کیا) آپ نے ایک چیخنے والی عورت (جابر رضی اللہ عنہ کی پھوپھی فاطمہ بنت عمرو) کی آواز سنی اور کہا گیا کہ یہ عمرو کی بیٹی یا بہن ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لِمَ تَبْكِي أَوْ فَلَا تَبْكِي، مَازَالَتِ الْمَلَائِكَةُ تُظِلُّهُ بِأَجْنِحَتِهَا)) ❹

''رو کیوں رہی ہے؟ یا فرمایا: رو و مت! (جب تک تم نے اسے اٹھا نہیں لیا)

---

❶ ۳۳/ الاحزاب: ۲۳۔ ❷ میت کی شکل وصورت بگاڑنے اور اس کے اعضاء کاٹنے کو 'مثلہ کرنا' کہا جاتا ہے۔ جیسے عداوت میں آ کر کفار و مشرکین نے بعض دفعہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی لاشوں کے ساتھ اس قسم کا معاملہ کیا۔ ناک، کان وغیرہ کاٹ کر اور آنکھیں نکال کر شکلیں مسخ کر دی تھیں۔ ❸ بخاری، الجهاد والسير، ظل الملائكة على الشهيد، ح: ۲۸۱٦، نیز دیکھیے ح: ۱۲٤٤، ۱۲۹۳، ٤۰۸۰؛ مسلم، فضائل الصحابة، فضائل عبدالله بن عمرو، ح: ۲٤٧١۔ ❹ ایضاً۔

فرشتے اس پر اپنے پروں کا سایہ کیے ہوئے تھے۔" ❶

21 قاتل ومقتول دونوں جنت میں

وہ مومن جسے کافر قتل کردے، اس کے بعد وہ کافر مسلمان ہو کر شہید ہو جائے تو قاتل ومقتول دونوں جنت میں ہوں گے۔ چنانچہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَضْحَكُ اللّٰهُ لِرَجُلَيْنِ يَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ كِلَاهُمَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ))

"اللہ دو آدمیوں کی وجہ سے ہنستا ہے کہ ان میں ایک دوسرے کو قتل کر دیتا ہے اور وہ دونوں جنت میں داخل ہو جاتے ہیں۔"

لوگوں نے پوچھا: اللہ کے رسول! یہ کیسے ممکن ہے؟ آپ نے فرمایا:

((يُقْتَلُ هٰذَا فَيَلِجُ الْجَنَّةَ ثُمَّ يَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَى الْاٰخَرِ فَيَهْدِيْهِ اِلَى الْاِسْلَامِ ثُمَّ يُجَاهِدُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيُسْتَشْهَدُ)) ❷

"یہ (ایک) شہید کیا گیا اس لئے جنت میں داخل ہوگا، پھر اللہ دوسرے کی توبہ قبول کرتا ہے اور اسے اسلام کی ہدایت عطا فرماتا ہے۔ پھر وہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتا ہوا شہید کر دیا جاتا ہے۔"

اسلام قبول کرنے کی وجہ سے سابقہ گناہ چونکہ معاف ہو جاتے ہیں اس لئے قاتل کو مومن کے قتل کی آخرت میں کوئی سزا نہیں ملی۔

22 فردوسِ اعلیٰ میں

احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شہداء کو جنت میں بلند ترین مقام عطا کیا جائے

---

❶ اس حدیثِ مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نوری مخلوق کا بھی سایہ ہوتا ہے۔ یہ کہنا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نوری مخلوق تھے اس لئے آپ کا سایہ نہیں تھا، درست نہیں، ایسا کہنا قرآن حدیث کے دلائل کے خلاف ہے۔ مزید تفصیلات کے لئے ہماری کتاب 'سجدۂ تلاوت کے احکام اور آیاتِ سجدہ کا پیغام' کا مطالعہ کیجئے۔

❷ مسلم، الامارة، بيان الرجلين يقتل احدهما الاخر يدخلان الجنة، ح: ۱۸۹۰۔ ۱۸۹۱؛ نسائی، ح:۳۱۶۵؛ ابن ماجة، ح:۱۹۱۔

گا۔ انس بیان کرتے ہیں: ام ربیع بنت براء جو حارثہ بن سراقہ کی والدہ ہیں، نبی ﷺ کے پاس آئیں اور عرض کیا: اللہ کے نبی! کیا آپ مجھے حارثہ کی بابت خبر نہیں دیتے؟، حارثہ بدر والے دن شہید ہو گئے تھے، انہیں نامعلوم جانب سے ایک تیر لگا تھا، اگر وہ جنت میں ہیں تو میں صبر کروں اور اگر اس کے علاوہ کوئی بات ہے تو میں اس پر خوب جی بھر کر روؤں؟ آپ نے فرمایا:

((يَا أُمَّ حَارِثَةَ إِنَّهَا جِنَانٌ فِي الْجَنَّةِ وَإِنَّ ابْنَكِ أَصَابَ الْفِرْدَوْسَ الْأَعْلَى)) [1]

"ام حارثہ! جنت میں متعدد درجے ہیں اور تیرا بیٹا فردوسِ اعلیٰ (جنت کا اعلیٰ ترین درجہ) میں پہنچ گیا ہے۔"

اس حدیث کی تشریح میں مولانا محمد داؤد راز رحمہ اللہ لکھتے ہیں: روایت میں ام ربیع کو براء کی بیٹی بتلانا راوی کا وہم ہے، صحیح یہ ہے کہ امِ ربیع نضر کی بیٹی ہیں اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی پھوپھی ہیں۔ ان کا بیٹا حارثہ بدر کی لڑائی میں ایک نامعلوم تیر سے شہید ہو گیا تھا، انہی کے بارے میں انہوں نے یہ تحقیق فرمائی۔ یہ سن کر امِ حارثہ ہنستی ہوئی آئی اور کہنے لگیں: حارثہ مبارک ہو! مبارک ہو! پہلے یہ سمجھیں کہ حارثہ دشمن کے ہاتھ سے نہیں مارا گیا، شاید اسے جنت نہ ملے مگر بشارتِ نبوی سن کر انہیں اطمینان ہو گیا۔ سبحان اللہ! عہدِ نبوی کی مسلمان عورتوں کا بھی کیا ایمان اور یقین تھا کہ وہ اسلام کے لئے مر جانا موجبِ شہادت و دخولِ جنت جانتی تھیں۔ آج کل کے مسلمان ہیں جو اسلام کے نام پر ہر ہر قدم پیچھے ہی ہٹتے جا رہے ہیں، پھر بھلا ترقی اور کامیابی کیونکر نصیب ہو۔ اقبال نے سچ کہا ہے

آ تجھ کو بتاتا ہوں تقدیرِ امم کیا ہے!
شمشیر و سناں اول طاؤس و رباب آخر

23 ایسا خوبصورت گھر میں نے کبھی نہ دیکھا!

سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نماز (فجر) پڑھنے کے

---

[1] بخاری، الجهاد والسير، من اتاه سهم غرب فقتله، ح:٢٨٠٩۔

بعد (عموماً) ہماری طرف منہ کر کے بیٹھ جاتے اور پوچھتے کہ آج رات کسی نے کوئی خواب دیکھا ہو تو بیان کرے، اگر کسی نے کوئی خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کر دیتا اور آپ اس کی تعبیر، جو اللہ کو منظور ہوتی، بیان کرتے۔ ایک دن آپ نے (معمول کے مطابق) ہم سے دریافت فرمایا: کیا آج رات تم میں سے کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے؟ ہم نے عرض کیا: نہیں۔ آپ نے فرمایا:

((لٰكِنِّیْ رَاَیْتُ اللَّیْلَةَ رَجُلَیْنِ اَتَیَانِیْ...... فَصَعِدَا بِیْ اِلَی الشَّجَرَةِ فَاَدْخَلَانِیْ دَارًا هِیَ اَحْسَنُ وَاَفْضَلُ فِیْهَا شُیُوْخٌ وَ شَبَابٌ......اَمَّا هٰذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ)) 1

”لیکن میں نے رات کو دیکھا کہ دو آدمی 2 میرے پاس آئے......(آخر میں) وہ مجھے درخت پر لے کر چڑھے اور ایسے گھر میں داخل کیا جو (پہلے گھر سے، جس جیسا گھر آپ نے کبھی نہیں دیکھا تھا، سے بھی زیادہ) خوبصورت اور نہایت شاندار تھا اس میں بہت سے بوڑھے اور جوان تھے......(اس گھر کے بارے میں ان دونوں نے کہا:) یہ گھر تو شہداء کا گھر ہے۔“

جوانوں کے ساتھ ساتھ بہت سے بوڑھے بھی جامِ شہادت نوش کر چکے ہوں گے۔ کیونکہ شوقِ شہادت شباب کا ہی خاصہ نہیں۔

24 جنت کی سیر

مسروق رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیت ﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ ﴿۱۶۹﴾ ﴾ 3

---

1 بخاری، الجنائز باب نمبر ۹۳، ح:۱۳۸۶۔ یہ لمبی حدیث کے بعض حصے ہیں۔ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ حدیث ریاض الصالحین میں گڈمڈ ہو گئی ہے۔ ریاض الصالحین کے ناشرین کو اس کی نشاندہی کرنی چاہیے۔ لَمْ اَرَ قَطُّ اَحْسَنَ مِنْهَا کے الفاظ شہداء کے گھر کے بارے میں نہیں ہیں بلکہ یہ الفاظ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عام مومنوں کے گھر کے بارے میں فرمائے تھے۔ جبکہ شہداء کا گھر اس سے بھی زیادہ بہتر اور خوبصورت تھا۔

2 یہ انسانی شکل میں جبریل و میکائیل تھے۔ 3 آل عمرٰن:۱۶۹۔ آیت کا ترجمہ: ”اور جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید ہو گئے انہیں مرے ہوئے نہ سمجھنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں، انہیں رزق دیا جاتا ہے۔“

کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا: ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے متعلق پوچھا تھا، آپ نے فرمایا:

((اَرْوَاحُهُمْ فِي جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ لَهَا قَنَادِيْلُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شَاءَ تْ...... اَيَّ شَيْءٍ نَشْتَهِيْ؟ وَنَحْنُ نَسْرَحُ مِنَ الْجَنَّةِ حَيْثُ شِئْنَا......)) ❶

''شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے اندر ہیں۔ عرش کے ساتھ ان کے لئے فانوس لٹک رہے ہیں وہ جنت میں جہاں چاہتی ہیں سیر کرتی رہتی ہیں اور پھر ان فانوسوں میں آ جاتی ہیں۔ ❷ ان کا رب ان کی طرف جھانک کر فرماتا ہے: کیا تمہیں کوئی چیز چاہیے؟ وہ کہتے ہیں: ہمیں اور کیا چاہیے ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تین مرتبہ ان سے یہ بات پوچھتا ہے جب وہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ہر صورت کچھ نہ کچھ مانگنا ہوگا تو وہ کہتے ہیں: پروردگار! ہم چاہتے ہیں کہ ہماری روحیں ہمارے جسموں میں واپس بھیج دی جائیں تاکہ ہم تیری راہ میں ایک بار پھر شہید ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ جب دیکھتا ہے کہ ان کی کوئی خواہش باقی نہیں رہی تو انہیں اسی حالت میں چھوڑ دیا جاتا ہے۔''

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ

① شہداء کو روزِ محشر سے پہلے ہی جنت کی سیر کا شرف حاصل ہو جاتا ہے۔

---

❶ مسلم، الامارة، بيان ان ارواح الشهداء في الجنة و انهم احياء عند ربهم يرزقون، ح: ١٨٨٧؛ ترمذي، تفسير القرآن عن رسول الله ﷺ، آل عمران، ح: ٣٠١١؛ ابن ماجة، الجهاد، فضل الشهادة في سبيل الله، ح: ٢٨٠١۔

❷ اس سے معلوم ہوا کہ سبز پرندے ارواحِ شہداء کو بطور سواری عطا کئے جاتے ہیں، جن سے وہ جنت میں جہاں چاہیں آ جا سکتی ہیں۔ (جبکہ مسعود الدین عثمانی اور غلام احمد قادیانی وغیرہ کا نظریہ ہے کہ برزخی زندگی میں شہداء کو دوسرا جسم ملتا ہے۔ یہ نظریہ درست نہیں۔) امام ابنِ قیم رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الروح میں اس کی تفصیل بیان کی ہے۔ (محمد ارشد کمال)

② برزخی زندگی میں شہداء کو سبز پرندوں کی شکل میں سواریاں ملتی ہیں۔
③ قیامت کے بعد وہ دیگر اہلِ جنت کی طرح جنت کی نعمتوں سے مستفید ہوں گے۔
④ شہداء کی روحیں دوبارہ دنیا میں نہیں آتیں اور نہ انہیں دوبارہ دنیوی زندگی ملتی ہے۔
⑤ قندیلوں کے عرش کے ساتھ لٹکنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ عرشِ الٰہی جنت سے اوپر ہے۔

25 سات خصوصی انعامات

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ لِلشَّهِيْدِ عِنْدَ اللّٰهِ سَبْعُ خِصَالٍ: أَنْ يُّغْفَرَ لَهُ فِيْ أَوَّلِ دَفْعَةٍ مِنْ دَمِهِ وَيُرٰى مَقْعَدَهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَيُحَلّٰى حُلَّةَ الْإِيْمَانِ وَيُجَارُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَيَاْمَنُ مِنَ الْفَزَعِ الْأَكْبَرِ وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوْتَةُ مِنْهُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَيُزَوَّجُ بِثِنْتَيْنِ وَسَبْعِيْنَ زَوْجَةً مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ وَيُشَفَّعُ فِيْ سَبْعِيْنَ مِنْ أَقَارِبِهِ)) ❶

"شہید کے لئے اللہ کے ہاں سات (خصوصی) انعامات ہیں: ❶ خون کا پہلا قطرہ گرتے ہی اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ ❷ اسے جنت میں اس کا ٹھکانا دکھایا جاتا ہے۔ ❸ اسے ایمان کا لباس زیبِ تن کروایا جاتا ہے۔ ❹ وہ عذابِ قبر سے بچا لیا جائے گا اور الفزع الاکبر (قیامت کی گھبراہٹ) سے محفوظ رہے گا۔ ❺ اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک یاقوت دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ ❻ حورعین میں سے بہتر عورتوں کے ساتھ اس کی شادی کی جائے گی۔ ❼ ستر رشتہ داروں کے حق میں اس کی سفارش قبول ہوگی۔"

سنن ترمذی ❷ اور سنن ابن ماجہ ❸ میں شہید کے لئے چھ انعامات کا تذکرہ کیا گیا

---

❶ مسند احمد ٤/ ١٣١۔
❷ ترمذی، فضائل الجهاد عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، ما جاء فی ثواب الشهيد، ح:١٦٦٣۔
❸ ابن ماجة، الجهاد، فضل الشهادة فی سبيل الله، ح:٢٧٩٩۔

ہے۔ مسند احمد میں بیان کردہ سات انعامات میں سے ((وَيُحَلّٰى حُلَّةَ الْإِيمَانِ)) کے علاوہ باقی چھ کا تذکرہ ہے جبکہ ابن ماجہ میں ((وَيُوْضَعُ عَلٰى رَأْسِهِ تَاجُ الْوَقَارِ الْيَاقُوْتَةُ مِنْهُ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا)) کا تذکرہ نہیں، البتہ اس میں ((وَيُحَلّٰى حُلَّةَ الْإِيمَانِ)) کا تذکرہ موجود ہے۔ گویا کہ مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی سنن ترمذی اور ابن ماجہ کی روایت میں عزت و وقار کی علامت کے طور پر ((حُلَّةَ الْإِيمَانِ))اور ((تَاجُ الْوَقَارِ)) کو ایک انعام یا خصوصیت شمار کیا گیا ہے۔ (واللہ اعلم)

26 عرش کے سائے تلے

جنت میں بعض لوگوں کو عرشِ الٰہی کے سائے تلے ٹھہرایا جائے گا۔ عتبہ بن عبد سلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((رَجُلٌ مُؤْمِنٌ جَاهَدَ بِمَالِهِ وَنَفْسِهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَتّٰى إِذَا لَقِيَ الْعَدُوَّ قَاتَلَهُمْ حَتّٰى يُقْتَلَ فَذٰلِكَ الشَّهِيْدُ الْمُمْتَحَنُ فِيْ جَنَّةِ اللّٰهِ تَحْتَ عَرْشِهِ)) [1]

”ایک (شہید) وہ مرد مومن ہے جس نے راہِ حق میں اپنی جان و مال کو پیش کر دیا اور دشمن کے سامنے آ کر لڑتا رہا حتی کہ شہید ہو گیا۔ یہ آزمائش کردہ شہید ہے، یہ اللہ کی جنت میں عرش کے سائے کے نیچے ہوگا۔“

27 اللہ تعالیٰ آمنے سامنے ہم کلام ہوا

جابر رضی اللہ عنہ کے والد عبداللہ رضی اللہ عنہ غزوہ احد میں شہید ہو گئے تھے۔ ایک دن رسول

---

[1] مسند احمد: ٤/ ١٨٥؛ صحیح ابن حبان (الاحسان) ٧/ ٨٥۔ امام خلف الدمیاطی رحمہ اللہ (م ٧٠٥ھ) فرماتے ہیں: اسے احمد نے صحیح سند سے روایت کیا ہے۔ (المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح، ح: ١٠٦٨) مسند احمد کے کئی محققین نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (الموسوعة الحديثية: ٢٩/ ٢٠٤) اس حدیث کے معنی کی تائید ان احادیث سے بھی ہوتی ہے جن میں یہ آتا ہے کہ شہداء کی روحیں عرش کے ساتھ فانوسوں میں ہیں۔ (مسلم، الامارة، بيان ان ارواح الشهداء فی الجنة و انهم احياء عند ربهم يرزقون، ح: ١٨٨٧؛ ترمذی، تفسير القرآن عن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم، ال عمران، ح: ٣٠١١؛ ابن ماجة، الجهاد، فضل الشهادة فی سبيل الله، ح: ٢٨٠١)۔

اللہ ﷺ نے جابر رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جابر! کیا میں تجھے بتاؤں کہ اللہ عز وجل نے تیرے والد سے کیا فرمایا؟'' میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ آپ نے فرمایا:

((مَا كَلَّمَ اللّٰهُ اَحَدًا اِلَّا مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ وَكَلَّمَ اَبَاكَ كِفَاحًا......))

''اللہ نے جس سے بھی کلام فرمایا پس پردہ فرمایا۔ لیکن تیرے والد سے آمنے سامنے کلام کیا۔ اللہ نے ان سے فرمایا: میرے بندے! کوئی خواہش کر میں تجھے دوں گا۔ انہوں نے عرض کیا: میرے مالک! مجھے زندہ کردے تاکہ میں دوبارہ تیری راہ میں شہید ہو جاؤں۔ اللہ نے فرمایا: میرا یہ فیصلہ پہلے سے جاری ہو چکا ہے کہ وہ (فوت ہونے والے) دوبارہ دنیا میں نہیں بھیجے جائیں گے۔ انہوں نے عرض کیا: یا رب! میرے پسماندگان کو میرا پیغام پہنچا دے۔ تو اللہ عز وجل نے یہ پوری آیت نازل فرمادی:

﴿ وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ﴾ [1]

جو لوگ اللہ کی راہ میں شہید کیے گئے ہیں انہیں ہرگز مردہ نہ سمجھیں۔'' [2]

یہ اللہ کی طرف سے تکریم ہے۔ اللہ تعالیٰ یقیناً شہداء کو بہت زیادہ تکریم عطا فرماتا ہے۔ حبیب نجار کی تمنا بھی جابر کے والد سے ملتی جلتی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ اِنِّيْٓ اٰمَنْتُ بِرَبِّكُمْ فَاسْمَعُوْنِ ۝ قِيْلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۭ قَالَ يٰلَيْتَ قَوْمِيْ يَعْلَمُوْنَ ۝ بِمَا غَفَرَ لِيْ رَبِّيْ وَجَعَلَنِيْ مِنَ الْمُكْرَمِيْنَ ۝ ﴾ [3]

''میری سنو! میں تو تم سب کے رب پر ایمان لا چکا۔ (اس کے شہید ہونے پر اللہ کی طرف سے اسے) کہا گیا کہ جنت میں چلا جا۔ کہنے لگا: کاش! میری قوم کو بھی علم ہو جاتا کہ مجھے میرے رب نے بخش دیا ہے اور مجھے باعزت لوگوں میں سے کر دیا۔''

---

[1] ۳/ آل عمران:۱۶۹۔ [2] ابن ماجة، الجهاد، فضل الشهادة فى سبيل الله، ح: ۲۸۰۰؛ مستدرك حاكم:۳/ ۲۰۳، ۲۰۴، ح:۱۹۰۔ [3] ۳۶/ یس:۲۵۔۲۷۔

باب پنجم

شہادت کے مختلف انداز اور اقسام

حقیقی شہید تو وہی ہے جو میدان کارزار میں جام شہادت نوش کرتا ہے، اس پر عام میت کے احکام لاگو نہیں ہوتے۔ حقیقی شہید کو غسل دینے، اس کی نماز جنازہ پڑھنے اور اسے کفن پہنانے کی ضرورت نہیں، مگر وہ مسلمان جسے کوئی ایسی موت آئی جس کے لیے شریعتِ اسلامیہ میں شہادت کا لفظ استعمال کیا گیا ہے تو ایسی موت سے ہمکنار ہونے والے مسلمان کو بھی شہید کہا جاتا ہے مگر اس کی حیثیت شہیدِ معرکہ جیسی نہیں ہوگی، اس کے لیے تجہیز و تکفین کے وہی احکام ہوں گے جو عام مسلمان میت کے ہوتے ہیں۔ اسے حکمی شہید کہا جا سکتا ہے۔

شہید کی تین بنیادی اقسام

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مقتول فی سبیل اللہ کے علاوہ دیگر جملہ شہادتوں سے مراد یہ ہے کہ آخرت میں انہیں بھی شہداء کا ثواب ملے گا مگر انہیں دنیا میں عام مسلمانوں کی طرح غسل دیا جائے گا اور ان کی نمازِ جنازہ بھی پڑھی جائے گی، [1] شہداء تین قسم کے ہوتے ہیں: ایک تو وہ ہیں جو دنیا و آخرت میں شہید ہیں، یہ کفار سے جنگ کرتے ہوئے مارے جانے والے لوگ ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جو آخرت میں شہید ہیں، مگر دنیا میں ان پر احکامِ شہداء جاری نہ ہوں گے، ایسے ہی شہداء کا یہاں ذکر کیا گیا ہے۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو دنیا میں شہید ہوئے مگر آخرت میں شہید نہیں، یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مالِ غنیمت میں خیانت کی یا میدانِ حرب سے فرار اختیار کرتے ہوئے مارے گئے۔

پانچ قسم کے شہید

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا:

---

[1] عام مسلمان میت کی نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ کے طور پر ادا کی جاتی ہے جبکہ شہید کی نمازِ جنازہ محض جائز ہے، شہید کی نمازِ جنازہ کا حکم فرضِ کفایہ کا نہیں۔

((مَا تَعُدُّوْنَ الشُّهَدَاءَ فِيكُمْ؟))

''تم شہداء کن لوگوں کو سمجھتے ہو؟''

لوگوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! جو اللہ کی راہ میں مارا جائے وہ شہید ہے۔ آپ نے فرمایا:

((اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِيْ اِذًا لَقَلِيْلٌ))

''پھر تو میری امت کے شہداء بہت کم ہوئے!''

صحابہ نے دریافت کیا: اللہ کے رسول ﷺ! پھر شہید کون ہیں؟ آپ نے فرمایا:

((مَنْ قُتِلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الطَّاعُوْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ مَاتَ فِي الْبَطْنِ فَهُوَ شَهِيْدٌ...... وَ الْغَرِيْقُ شَهِيْدٌ)) [1]

''❶ جو اللہ کی راہ میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے، ❷ جو اللہ کی راہ میں فوت ہو جائے وہ شہید ہے، ❸ جو طاعون کی وجہ سے فوت ہو جائے وہ بھی شہید ہے، ❹ جو پیٹ کی بیماری کی وجہ سے فوت ہو جائے وہ شہید ہے، اور ❺ جو ڈوب کر مرے وہ بھی شہید ہے۔''

راہِ جہاد میں کسی بھی طرح مرنے والا

ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ فرما رہے تھے:

((مَنْ فَصَلَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَمَاتَ اَوْ قُتِلَ فَهُوَ شَهِيْدٌ اَوْ وَقَصَهُ فَرَسُهُ اَوْ بَعِيْرُهُ، اَوْ لَدَغَتْهُ هَامَّةٌ، اَوْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ اَوْ بِاَيِّ حَتْفٍ شَاءَ اللّٰهُ فَاِنَّهُ شَهِيْدٌ وَ اِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ))

[1] مسلم، الامارۃ، بیان الشھداء، ح:۱۹۱۵؛ابوداؤد، الجھاد، فیمن مات غازیا، ح:۲۴۹۹؛مسند احمد ۲/ ۷۸۔۷۹۔

''جو شخص جہاد کے لئے روانہ ہوا، اور وفات پا گیا، یا قتل کر دیا گیا تو وہ شہید ہے، یا اگر اسے اس کے گھوڑے یا اونٹ نے گرا دیا ہو، [1] یا کوئی جانور (زہریلی چیز) ڈس لے، یا بسترِ مرگ پر فوت ہوا، یا کسی بھی کیفیت میں اللہ کی مشیت سے اس کی وفات ہوئی ہو تو وہ شہید ہے اور بلا شبہ اس کے لئے جنت ہے۔''

جس کا سمندر میں سر چکرائے اور اسے قے آئے

ام حرام نبی ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا:

((اَلْمَائِدُ فِي الْبَحْرِ الَّذِیْ یُصِیْبُهُ الْقَیْءُ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدٍ وَ الْغَرِقُ لَهٗ اَجْرُ شَهِیْدَیْنِ)) [2]

''سمندر کے سفر میں جس کا سر چکرائے اور قے آ جائے تو اس کے لئے ایک شہید کا اجر ہے اور جو (اس دوران میں) ڈوب کر مر جائے اسے دو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔''

جو جہاد کے لئے نکلنے کی تیاری کر چکا ہو

جابر بن عتیک سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن ثابت کی عیادت کے لئے آئے تو دیکھا کہ وہ حواس کھو بیٹھے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اونچی آواز سے بلایا لیکن وہ نہ بولے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ﴿ اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّاۤ اِلَیْهِ رٰجِعُوْنَ ﴾ (۲/البقرۃ:۱۵۶) پڑھا اور فرمایا: ''ابو ربیع! ہم تمہارے متعلق بے بس ہو گئے۔ (اللہ کا فیصلہ غالب ہے۔)'' عورتوں نے چیخنا چلانا اور رونا شروع کر دیا اور ابن عتیک انہیں خاموش کرانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''انہیں چھوڑ دو! جب کام تمام ہو گیا تو کوئی رونے والی نہیں روئے گی۔'' انہوں نے عرض کیا: اللہ کے رسول! کام تمام ہونے سے کیا

---

[1] ام حرام بنتِ ملحان رضی اللہ عنہا کے سواری سے گر کر شہید ہونے کا واقعہ تیسرے باب کے شروع میں دیکھیں۔ ان کی وفات سفرِ جہاد میں جزیرۂ قبرص میں ہوئی تھی۔

[2] ابو داوٗد، الجهاد، فضل الغزو فی البحر، ح:۲٤۹۳۔

مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: ''موت آنا۔'' اس کی بیٹی کہنے لگی: اللہ کی قسم! مجھے امید ہے کہ تم شہید ہو گے، کیونکہ تم اپنی تیاری مکمل کر چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ قَدْ اَوْقَعَ اَجْرَهٗ عَلٰى قَدْرِ نِيَّتِهٖ)) [1]

''یقیناً اللہ نے اس کی نیت کے مطابق اسے ثواب دے دیا ہے۔''

پیٹ کی بیماری سے، جل کر اور دب کر مرنے والا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالْمَبْطُوْنُ شَهِيْدٌ وَصَاحِبُ الْحَرِيْقِ شَهِيْدٌ وَالَّذِيْ يَمُوْتُ تَحْتَ الْهَدْمِ شَهِيْدٌ)) [2]

''پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے، جل کر مرنے والا شہید ہے، عمارت تلے دب کر مرنے والا شہید ہے۔''

زچگی کے دوران میں مرنے والی عورت

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالْمَرْاَةُ تَمُوْتُ بِجُمْعٍ شَهِيْدٌ)) [3]

''دردِزہ میں مرنے والی عورت شہید ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالنُّفَسَاءَ بِجُمْعٍ شَهَادَةٌ)) [4]

''عورت کا دورانِ زچگی میں مرنا شہادت ہے۔''

اگر طبعی تکلیف سے بچنے کے لئے کوئی عورت وضع حمل کی خاطر آپریشن کروا رہی ہو اور اس دوران میں اس کی موت واقع ہو جائے تو اسے شہادت کی موت کہنا درست نہیں۔ اس مقصد کے لئے بلاوجہ آپریشن کروانا ہی محلِ نظر ہے۔

---

[1] ابوداؤد، الجنائز، فی فضل من مات بالطاعون، ح:٣١١١؛ نسائی، الجنائز، النھی عن البکاء علی المیت، ح:١٨٤٧؛ ابن ماجة، الجھاد، ما یرجی فیه الشھادة، ح:٢٨٠٣؛ حاکم ١/ ٣٥٢-٣٥٣۔ [2] ایضاً۔ [3] ایضاً۔

[4] معجم کبیر طبرانی ٥/ ٦٥؛ مجمع الزوائد ٣/ ١٦۔

نمونیہ سے مرنے والا

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَصَاحِبُ ذَاتِ الْجَنْبِ شَهِيْدٌ)) 1

''مرضِ نمونیہ میں فوت ہونے والا شہید ہے۔''

ایک اور حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَذَاتُ الْجَنْبِ شَهَادَةٌ)) 2

''نمونیہ کی بیماری 3 سے مرنا بھی شہادت ہے۔''

نیزے سے مرنے والا

ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ان کے بھائی جبر انصاری کے بیٹے کی عیادت کے لئے تشریف لائے۔ اس کے گھر والوں نے رونا شروع کر دیا۔ جبر نے ان سے کہا: تم اپنی آوازوں کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچاؤ! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک یہ زندہ ہے انہیں رو لینے دو۔ جب موت آ جائے گی تو انہیں خاموش ہو جانا چاہیے!'' ان میں سے کسی نے کہا: ہم نہیں خیال کرتے تھے کہ تمہیں بستر پر موت آئے گی، بلکہ (ہمارا خیال تھا کہ) تمہیں اللہ تعالیٰ کے راستے میں رسول اللہ ﷺ کی معیت میں (قتال کرتے ہوئے) شہادت نصیب ہوگی! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((اَوَمَا الْقَتْلُ اِلَّا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ؟ اِنَّ شُهَدَاءَ اُمَّتِيْ اِذًا لَقَلِيْلٌ اِنَّ الطَّعْنَ شَهَادَةٌ......)) 4

''کیا شہادت صرف اللہ کے راستے میں قتل ہونے کو ہی کہتے ہیں؟ پھر تو میری

---

1 ابوداؤد، الجنائز، فی فضل من مات بالطاعون، ح:۳۱۱۱؛ نسائی، الجنائز، النھی عن البکاء علی المیت، ح:۱۸۴۷؛ ابن ماجۃ، الجھاد، ما یرجی فیہ الشھادۃ، ح:۲۸۰۳؛ حاکم ۱/ ۳۵۲-۳۵۳۔ 2 معجم کبیر طبرانی ۵/ ۶۵؛ مجمع الزوائد ۳/ ۱۶۔

3 ذات الجنب ایک سخت بیماری ہے جس میں پسلی کے اندر ایک پھوڑا بن جاتا ہے۔ پہلو اور اس کے پاس سینے کے عضلات میں سخت قسم کا ورم ہو جاتا ہے۔ ذات الجنب (پسلی کے درد) سے عموماً موت واقع ہو جاتی ہے۔

4 ایضاً۔

امت میں بہت کم شہید ہوں گے۔ نیزے سے مرنا شہادت ہے......''

اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا

جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے قتل ہو جائے وہ بھی شہید ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: اللہ کے رسول! اگر کوئی آدمی میری دولت لُوٹنے کے لئے آئے تو اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟ آپ نے فرمایا: ''اسے اپنا مال و دولت نہ دے۔'' اس نے عرض کیا: اگر وہ مجھ سے لڑائی کرے؟ آپ نے فرمایا: ''تُو بھی اس سے لڑائی کر!'' اس نے عرض کیا: اگر وہ مجھے قتل کر دے؟ آپ نے فرمایا:

((فَأَنْتَ شَهِيدٌ))

''تو تُو شہید ہوگا۔''

اس نے عرض کیا: اگر میں اسے قتل کر دوں؟ آپ نے فرمایا: ''وہ دوزخ میں جائے گا۔'' ❶

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيدٌ)) ❷

''جو شخص اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔''

ایک اور حدیث مبارکہ میں ہے:

((مَنْ أُرِيدَ مَالُهُ بِغَيْرِ حَقٍّ فَقَاتَلَ فَقُتِلَ فَهُوَ شَهِيدٌ)) ❸

''جس کی دولت ناحق چھیننے کی کوشش کی جائے اور وہ مزاحمت کرتے

---

❶ مسلم، الایمان، الدلیل علی ان من قصد اخذ مال غیرہ بغیر حق کان القاصد مهدر الدم فی حقه و ان قتل کان فی النار و ان من قتل دون ماله فهو شهيد، ح: ۱۴۰۔

❷ بخاری، المظالم، من قاتل دون ماله، ح: ۲۴۸۰؛ ترمذی، الدیات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ما جاء من قتل دون ماله فهو شهيد، ح: ۱۴۱۸، ۱۴۱۹، ۱۴۲۱۔ ❸ ابوداؤد، السنة، فی قتال اللصوص، ح: ۴۷۷۱؛ نسائی، تحریم الدم، من قتل دون ماله، ح: ۴۰۹۳؛ ترمذی، الدیات عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ماجاء فیمن قتل دون ماله فهو شهيد، ح: ۱۴۲۰، مسند احمد ۲/ ۳۲۴۔

ہوئے مارا جائے تو وہ شہید ہے۔"

بعض احادیث میں ((بِغَيْرِ حَقٍّ)) کی بجائے ((ظُلْمًا)) کا لفظ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ جس سے ظلم کے طور پر اس کا مال طلب کیا جائے تو وہ (مزاحمت میں) قتل ہو جائے تو وہ شہید ہے۔ [1]

جان، دین اور اہل وعیال کی حفاظت کی خاطر مارا جانے والا

نبی اکرم ﷺ نے حکمی شہداء کی کئی اقسام بیان فرمائی ہیں۔ سعید بن زید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ قُتِلَ دُوْنَ مَالِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دَمِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ دِيْنِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَمَنْ قُتِلَ دُوْنَ اَهْلِهِ فَهُوَ شَهِيْدٌ)) [2]

"جو شخص اپنا مال و دولت بچاتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے، جو شخص اپنی جان بچاتے ہوئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے، جو شخص اپنے دین کی خاطر مارا گیا وہ بھی شہید ہے اور جو اپنے اہل وعیال کی خاطر مار دیا گیا وہ بھی شہید ہے۔"

اس حدیث کی تشریح میں مولانا عمر فاروق سعیدی لکھتے ہیں: چور اچکے اور ڈاکو جو انسان کے محض مال، جان یا آبرو لوٹنے کے درپے ہوں تو ان سے دفاع کا حق ہے۔ اگر قتل ہو جائے تو شہید ہے اور حملہ آور آگ میں ہے۔ جان اور عزت و آبرو کے معاملے میں تو کبھی پسپائی اختیار نہیں کی جا سکتی، البتہ مال کے معاملے میں، جب مؤثر نظامِ تحفظ اور انصاف موجود نہ ہو تو جائز ہے کہ انسان مال سے دست بردار ہو کر اپنی جان اور آبرو محفوظ کر لے۔ اور اگر حملہ آور محض فتنہ پرور ہوں کہ مال یا آبرو نہ چاہتے ہوں، ان کا مقصد مسلمانوں میں فتنہ ڈالنا اور اس کی حمایت اور تائید چاہنا ہو، اور اپنے کسی فریق یا حاکم کی تائید یا کسی کی

---

[1] ابن ماجة، الحدود، من قتل دون ماله فهو شهيد، ح:٢٥٨٢ ٨۔ ابو داوٗد، الادب، قتال اللصوص، ح:٤٧٧٢؛ نسائی، تحريم الدم، من قتل دون ماله، ح:٤٠٩٩۔

[2] ابو داوٗد، الادب، قتال اللصوص، ح:٤٧٧٢؛ نسائی، تحريم الدم، من قتل دون ماله، ح:٤٠٩٠۔٤٠٩١۔

مخالفت کا مطالبہ کرتے ہوں تو اس صورت میں یہ راستہ ہے کہ انسان کسی مسلمان کے خلاف تلوار نہ اٹھائے بلکہ اسے کند کرلے اور خود کسی گروہ کے ساتھ شامل ہو کر فتنے میں اضافے کا سبب نہ بنے اور اس طرح اگر جان بھی چلی جائے تو کوئی حرج نہیں۔ واللہ اعلم بالصواب [1]

خلاصۂ کلام

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ میں مندرجہ ذیل اقسام کے لوگ حکمی طور پر شہید ہیں:

① وہ شخص جو جہاد فی سبیل اللہ کے لئے نکلنے کی نیت کر کے تیاری مکمل کر چکا ہو مگر ابھی نکلا نہ ہو اور موت کی آغوش میں چلا جائے۔

② جہادِ فی سبیل اللہ میں میدانِ جنگ کے علاوہ قتل کیا جانے والا۔

③ دورانِ جہاد میں سواری سے گر کر مرنے والا۔

④ جہاد کے دوران میں اسے کسی موذی جانور نے ڈس لیا ہو جس سے اس کی موت واقع ہوگئی ہو۔ (یا اسے کسی درندے نے پھاڑ کھایا ہو)

⑤ راہِ جہاد میں بیمار ہو کر یا کسی بھی طرح (سوائے خودکشی کے) مرنے والا شہید ہے۔

⑥ المطعون یعنی طاعون کی بیماری میں فوت ہونے والا۔

⑦ المبطون یعنی جو پیٹ کی بیماری کی وجہ سے فوت ہو جائے۔

⑧ ذات الجنب (نمونیہ) سے فوت ہونے والا۔ (بعض احادیث میں دمہ یا سل کی بیماری سے مرنے والے کو بھی شہید کہا گیا ہے۔)

⑨ وہ عورت جو دورانِ زچگی (بچے سمیت) فوت ہو جائے۔

⑩ راہِ جہاد میں بحری سفر کے دوران میں جس کا سر چکرائے اور اسے قے آئے۔

⑪ الغریق یعنی ڈوب کر مرنے والا۔

⑫ کسی عمارت وغیرہ کے تلے دب کر مرنے والا۔

⑬ الحریق یعنی جل کر مرنے والا۔ آگ لگنے سے جل جائے یا کسی اور ذریعے سے سڑ جائے۔

---

[1] شرح سنن ابوداؤد ٤/ ٦٢٢، ط: دار السلام۔

⑭ اپنے مال کی حفاظت کرتے ہوئے مزاحمت میں جان دینے والا۔ (یا جو ظلماً چھینی گئی اپنی چیز کے لوٹانے کے سلسلہ میں مارا گیا ہو)

⑮ اپنی جان کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جانے والا۔

⑯ جو شخص اپنے اہل وعیال (کی جان وعزت کی حفاظت وغیرہ) کی خاطر مارا جائے۔

⑰ جو نیزہ وغیرہ لگنے سے یا اس قسم کی ناگہانی اور حادثاتی موت مر جائے۔

⑱ دین کی خاطر مارا جانے والا۔

بابِ ششم

گلدستۂ جہاد

جہاد کی عظمت، اثرات و برکات اور احکام و آداب پر طائرانہ نظر

جہاد فی سبیل اللہ کی فضیلت و عظمت اور احکام و آداب کے بارے میں سیکڑوں آیات واحادیث موجود ہیں:

جہاد کی فضیلت وعظمت

① ہر مومن کے دل میں جذبۂ جہاد اور شوقِ شہادت موجزن ہونا ضروری ہے۔

② مجاہدین کے درجات بہت بلند ہیں۔

③ مجاہدین سے اللہ محبت کرتا ہے جو دشمن کے مقابلے میں سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی مانند ہیں۔

④ جہاد اسلام کی چوٹی اور بلندی ہے۔
(یہود و نصاریٰ اور دیگر کفار کا اسے 'دہشت گردی' قرار دے کر بدنام کرنے کی سازش کرنا مذموم حرکت ہے۔)

⑤ جہاد میں پہرہ دینے والے اور دیگر مشکلات برداشت کرنے والے بھی اجرِ عظیم کے مستحق ہیں۔

⑥ جہاد میں پہرہ دینے والا قیامت کی بڑی گھبراہٹ سے محفوظ رہے گا۔

⑦ اسلامی سرحدوں پر پہرہ دیتے ہوئے جان قربان کرنے والے کا اجر اس کے مرنے کے بعد بھی جاری وساری رہتا ہے۔

⑧ اسلام میں شہید کا مقام بہت بلند ہے۔
(''دہشت گردی'' کی آڑ میں مقامِ شہادت کم نہیں کیا جا سکتا۔)

⑨ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر ﷺ کو خواب میں شہداء کا گھر دکھا دیا تھا۔

(انبیاء ورسل علیہم السلام کے خواب وحی ہوتے ہیں۔)

⑩ شہداء کو اللہ تعالیٰ خصوصی انعامات سے نوازیں گے۔

⑪ شہیدِ معرکہ کے علاوہ بھی شہداء کی کئی اقسام ہیں۔

(شریعتِ اسلامیہ کی بیان کردہ اقسامِ شہداء میں اضافہ کرنا جائز نہیں، جیسا کہ آج ''شہداء'' کی نئی نئی اقسام رائج کی جارہی ہیں۔)

⑫ نیک اعمال اور ذکر ودعا کی پابندی دورانِ جہاد میں بھی جاری رکھنی چاہیے۔ اس اثنا میں اعمال کا اجر وثواب کئی گنا بڑھ جاتا ہے۔

⑬ مجاہدین کے معاونین بھی جہاد کے اجر وثواب کے حقدار ہیں۔

جہاد کے اثرات و برکات

جہادِ اسلامی کے مسلمانوں اور کفار پر اثرات و برکات مختصراً ملاحظہ فرمائیں:

ا۔ مسلمانوں کے لئے

① مظلوم، مجبور، ضعیف اور مقہور حق پرستوں سے ظلم و جور اور جبر و استبداد کا خاتمہ۔

(النساء:٤:٧٥؛الحج:٢٢:٣٩)

② مومنین کی جانچ پڑتال، چھانٹی اور کفار و مشرکین کی تباہی و بربادی۔

(آل عمرٰن:٣:١٤١)

③ جان و مال، اہل و عیال اور عزت و آبرو کا دفاع، نیز کمزوروں اور بےکسوں کی مدد۔

(النساء:٤:٧٥؛الانفال:٨:٧٢۔٧٤)

④ باطل کا خاتمہ اور حق کا غلبہ۔

(الاسراء:١٧:٨١؛الفتح:٤٨:٢٨۔٢٩)

⑤ صلح حدیبیہ کی شکل میں اسلام کی واضح فتح اور دعوتِ حق کے لئے آزادی کا حصول۔(الفتح:٤٨:١۔٩)

⑥ مومنین کی جماعتِ حقہ کو منافقین کے ناسور وجود سے پاک و صاف کرنا اور خبیث و طیب کے درمیان تمیز اور فرق کرنا۔(آل عمرٰن:٣:١٧٩؛التوبۃ:٩:٤٢۔٨٧)

⑦ کمزور ایمان والے دیہاتی مسلمانوں کی آزمائش اور امتحان سے اسلامی معاشرے کی اصلاح۔ (التوبۃ:٩:٩٠۔١٠٠)

⑧ سرکش منافقین کے لئے ڈانٹ، عذاب اور ان کے بالمقابل مخلص مومنین کے لئے توبہ کی قبولیت اور ثواب کا موقعہ فراہم کرنا۔ (التوبۃ:٩:١٠١۔١١٢)

⑨ مجاہدینِ اسلام کے لئے شہادت فی سبیل اللہ دخولِ جنت اور گناہوں کے کفارے کے عالی قدر انعامات۔ (التوبۃ:٩:١١١۔١١٢؛الصف:٦١:١٠۔١٣)

⑩ جماعتِ اسلامیہ میں اتحاد، تنظیم، یقینِ محکم، اخوت و مودّت، محبت بھرے جذبات اور بھائی چارے کا حصول۔ (الانفال:٨:٧٢_٧٤؛الحجرات:٤٩:٩_١٣)

⑪ سخاوت اور ایثار جیسی عمدہ صفات کے حصول سے مسلم معاشرہ کا تزکیہ۔

(الدھر:٧٦:٧_٩؛الحشر:٥٩:٩_١٠)

⑫ زمین کے اقتدار، خلافت و امارت اور عدل و انصاف کا حصول۔

(النّور:٢٤:٥٥؛الحج:٢٢_٤١)

ب۔ غیر مسلموں کے لئے

① جہاد کا سب سے بڑا مقصد دعوتِ حق ہے جو غیر مسلم اقوام کے لئے عظیم ترین جہادی پھل اور بیش قیمت تحفہ ہے۔(البقرة:٢:١٩٣)

② جنگ میں عدل و انصاف کے علاوہ عورتوں، بچوں کمزوروں اور راہبوں کا مکمل تحفظ۔

③ اسلام قبول کرنے یا پھر جزیہ ادا کرنے کا معاہدہ جنگ سے رکاوٹ بن جاتا ہے اور امان طلب کرنے والے کے تحفظ کی ضمانت۔ (التوبة:٩:٢٦_٢٩)

④ جنگی قیدیوں بالخصوص بچوں اور عورتوں کے لئے عدل و انصاف پر مبنی انسانی حقوق کی ضمانت۔ (الانفال:٨:٧٠_٧١؛محمد:٤٧:٤)

⑤ جنگ نہ کرنے والے کافروں اور صلح طلب کرنے والوں کے لئے ان کی جانوں اور ان کے مالوں کا تحفظ اور قبولیتِ صلح کی بشارت۔(الانفال:٨:٦٠_٦١؛الممتحنة:٦٠:٨)

⑥ امن طلب کرنے والے کے علاوہ مستقل ذمیوں کے لئے جان و مال اور اہل و عیال کی حفاظت۔ (التوبة:٩:٢٩)

⑦ ذمیوں کے لئے مذہبی آزادی اور شخصی آزادی کی نعمت اور عدل و انصاف کا حصول۔

(المائدة:٥:٤٢؛التوبة:٩:٢٩)

⑧ جنگی قیدیوں کے لئے غلامی کا لازمی طوق منسوخ کرنے اور انسانی وقار قائم کرنے کے تمام حقوق بحال کرنے کے مواقع۔(محمد:٤٧:٤)

⑨ غلاموں کے لئے نہایت منصفانہ انسانی حقوق اور مکاتب اور امِ ولد کے لئے

آزادی کی گارنٹی۔(النور:٢٤:٣٢۔٣٣)

⑩ عالمی امن وامان کا قیام اور ہر مظلوم ومجبور کا دفاع۔

(النساء:٤:٧٥؛الحج:٢٢:٤١)

⑪ کافروں سے معاہدہ کرنے والوں کے لئے شخصی آزادی کے علاوہ معاشی کفالت کی ضمانت۔[1] (مسلم،ح:١٧٣١)

---

[1] الجہاد الاسلامی از مفتی عبدالرحمن الرحمانی رحمہ اللہ ، ص:٦٣٧۔٦٣٨۔

جہاد کے احکام ومسائل اور آداب پر ایک سرسری نظر

① مجاہد کا مومن ہونا ضروری ہے۔ جو شخص مومن نہ ہو اسے جہاد کا آخرت میں کوئی اجر نہیں ملے گا۔ (خ؛م)[1]

② اللہ کے نزدیک جہاد وہی مقبول ہوگا جو خالص ہو اور اسی کی رضا کے لئے کیا گیا ہو۔ (م؛د؛ن)

③ مسلمانوں کو کفار کے مقابلے کے لئے قوت تیار کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (الانفال:٦٠)

④ جہاد کا حکم ہو جائے تو (بلا عذر) اس کے لئے نہ نکلنا اللہ کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ (التوبۃ:٣٨-٣٩)

⑤ شرعی عذر (جسمانی معذوری، بیماری، اذنِ خلیفہ وغیرہ) کی بنا پر جہاد کے لئے نہ نکلنے والے لوگ گنہگار نہیں ہیں۔ (الفتح:١٧؛خ، جه)

⑥ خواتین پر جہاد واجب نہیں، ان کا جہاد حج ہے۔ (خ)

⑦ عورتیں زخمیوں کی مرحم پٹی اور شہداء کی لاشوں کی نقل وحمل کی خدمات سرانجام دے سکتی ہیں۔ (خ؛م)

البتہ خواتین کو قتال میں حصہ لینے کی چونکہ اجازت نہیں، لہٰذا خواتین کی مسلح فوج تشکیل دینا بدعت کے زمرے میں آتا ہے۔

⑦ کفار جو لوگوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہیں، اللہ ان کے اعمال ضائع کر دیتا ہے۔ (محمد:١)

---

[1] ان حوالہ جات میں ط سے مؤطا امام مالک، خ سے بخاری، م سے مسلم، د سے ابوداؤد، ت سے ترمذی، ن سے نسائی جبکہ جه سے ابن ماجہ مراد ہے۔

جو کفار لوگوں کو اسلام پر عمل کرنے یا اسلام قبول کرنے سے روکتے ہوں ان کے خلاف جہاد کرنا چاہئے۔

⑨ کافروں یا جنگی قیدیوں کو زبردستی مسلمان بنانا جائز نہیں۔(البقرۃ:۲۵۶؛د)

⑩ دورانِ جہاد میں ظلم وزیادتی (عورتوں، بچوں، بوڑھوں وغیرہ کو قتل کرنا اور مقتولین کا مثلہ وغیرہ) کرنا منع ہے۔(البقرۃ:۱۹۰؛ط؛خ؛د؛ت؛جہ)

⑪ دورانِ جہاد میں جو کافر اسلام کا اقرار کر لے اسے قتل کرنا منع ہے۔(د)

⑫ دورانِ جہاد میں اگر کوئی کافر امان طلب کرے تو اسے امان دے دینی چاہئے تاکہ وہ کلام اللہ سنے۔(التوبۃ:٦)

⑫ امان طلب کرنے والے کفار یا دیگر جنگی قیدی اگر مسلمان ہو جائیں تو انہیں واپس کفار کے پاس بھیجنا منع ہے۔(د)

⑭ جنگی قیدیوں سے حسنِ سلوک کرنا چاہئے۔(خ)

⑮ جنگی قیدیوں کا تبادلہ کرنا بھی جائز ہے۔(ت)

⑯ نبی ﷺ کے صحابہ جنگ میں شور وغل کرنے کو ناپسند کرتے تھے۔(د)

⑯ عہد شکنی کرنا منع ہے۔(خ)

⑱ سفیروں کو قتل کرنا منع ہے۔(د)

⑲ میدانِ جنگ سے راہِ فرار اختیار کرنا اللہ کے غضب کو دعوت دینا اور کبیرہ گناہ ہے۔(الانفال:۱۵۔۱٦؛م)

⑳ دشمن سے جنگ کی تمنا نہیں کرنی چاہئے البتہ جب مقابلہ ہو جائے تو ثابت قدم رہنا چاہئے۔(خ)

㉑ دورانِ جہاد میں دشمن کے علاقے میں قرآن لے جانا منع ہے۔(م)

㉒ دشمن کے حالات معلوم کرنے کے لئے جاسوسی کرنا جائز ہے۔(خ)

㉓ دورانِ جنگ میں دشمن کو دھوکا دینا اور غلط فہمی میں ڈالنا جائز ہے۔(خ؛م؛د)

㉔ دورانِ جہاد میں کفار کے سامنے تکبر کا اظہار کرنا جائز ہے۔(د)

25 دورانِ جہاد میں غلطی سے اپنے یا ساتھیوں کے اسلحے سے مارا جانے والا مسلمان بھی شہید ہے۔(د)

26 غزوے سے واپس آنے والے مجاہدین کا شہر سے باہر نکل کر استقبال کرنا مستحب ہے۔مسلمانوں نے نبی ﷺ کا (غزوۂ تبوک سے واپس آئے تو) ثنیۃ الوداع کے مقام پر استقبال کیا تھا۔(خ)

27 مجاہدین کو (ان کے کارناموں کی بنا پر) خصوصی انعام بھی دیا جاسکتا ہے۔(خ)

28 حالتِ جنگ میں بھی حتی الامکان نماز باجماعت ادا کرنے کا حکم ہے، البتہ زیادہ خوف میں جس طرح ممکن ہو نماز ادا کی جائے، تاہم انتہائی کشیدہ جنگی صورتِ حال میں نماز قضا بھی ہوسکتی ہے۔(النساء:۱۰۲۔۱۰۳؛خ؛م؛جه)

29 دورانِ جنگ میں اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنا چاہیے۔(الانفال:٤٥)

30 غازیوں کو اگر مالِ غنیمت نہ ملے تو انہیں جہاد کا پورا ثواب ملتا ہے جبکہ مالِ غنیمت ملنے پر انہیں ایک تہائی ثواب ملتا ہے۔(ن)

31 امتِ محمدیہ کی سیاحت جہاد فی سبیل اللہ ہے۔(د)

فاتح اور پیغمبر ﷺ کا امتیاز

جہادِ اسلامی کی حقیقت جن مقاصد پر مشتمل ہے، اس کے لحاظ سے وہ دنیوی لڑائیوں سے بالکل مختلف ہے اور یہ اختلاف اس قدر بدیہی ہے کہ ہم کو اس کی ظاہری شکل کے ایک ایک خدوخال کے اندر نمایاں طور پر نظر آ سکتا ہے......

قصہ مختصر

ایک فاتح میدانِ جنگ میں سرِ پُر غرور...... مگر
ایک پیغمبر جبینِ نیاز ہوتا ہے۔
ایک بادشاہ میدانِ جنگ میں زبانِ خودستا...... مگر
ایک داعیِ حق، زبانِ شکر سنج ہوتا ہے۔
ایک بادشاہ میدانِ جنگ میں غیظ وغضب کا آتشکدہ...... مگر
ایک منادیِ توحید، رحم وکرم کا سرچشمہ ہوتا ہے۔
ان دونوں حالتوں کا انجام بھی نہایت مختلف اور عبرت خیز ہے۔
بادشاہوں کے سرِ پُر غرور بارہا ٹھکرا دیئے گئے...... لیکن
کسی مؤید من اللہ کی جبینِ نیاز خاکِ مذلت سے آلودہ نہ ہوئی۔
بادشاہوں کی زبانِ خودستا بارہا ذلت کے ساتھ خاموش کر دی گئی...... لیکن
کسی داعیِ الٰہی کا نغمۂ حمد وشکر کبھی بھی چپ نہ ہوا۔
بادشاہوں کے غیظ کے شعلے بارہا بجھا دیئے گئے ہیں...... مگر
کسی پیغمبر کے دریائے کرم کو دنیا کے خس وخاشاک نہ روک سکے۔

﴿ وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ ﴿١٧١﴾ إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنصُورُونَ ﴿١٧٢﴾ وَإِنَّ جُندَنَا لَهُمُ الْغَالِبُونَ ﴿١٧٣﴾ ﴾ [1]

''اور ہم تو پہلے اپنے بھیجے ہوئے بندوں (پیغمبروں) کے بارے میں فرما چکے ہیں کہ آخر ایک روز ضرور ان کو ہماری مدد پہنچے گی اور ضرور ہمارا ہی لشکر غالب ہوگا۔'' [2]

---

[1] ۳۷/ الصّٰفّٰت: ۱۷۱۔۱۷۳۔ [2] 'اسلام کا نظریۂ جہاد ص: ۱۰۶، ۱۱۱' از ابوالکلام آزاد (مرتب: محمد سرور طارق)

جہاد (نظم)

فتویٰ ہے شیخ کا یہ زمانہ قلم کا ہے!
دنیا میں اب رہی نہیں تلوار کارگر!
لیکن جنابِ شیخ کو معلوم کیا نہیں؟
مسجد میں اب یہ وعظ ہے بے سود بے اثر
تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر!
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اسے کہ مسلماں کی موت مر!
تعلیم اس کو چاہیئے ترکِ جہاد کی!
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر
باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخِ کلیسا نواز سے!
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر
حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام کا محاسبہ، یورپ سے درگزر[1]

---

[1] ضربِ کلیم، ص: ۲٦۔۲۷۔

مؤلف کی دیگر تالیفات وتعلیقات اور تراجم

① شوقِ عمل (مطبوع)............................مکتبہ افکار اسلامیہ، لاہور

② غسل، وضو اور نماز کا طریقہ (حکم الغسل والوضوء والصلاۃ للشیخ صالح العثیمین کا ترجمہ وتعلیق) (مطبوع).....مکتبہ افکارِ اسلامیہ، لاہور

③ جہنم اور جہنمیوں کے احوال (النار حالها و احوال اهلها کا ترجمہ وتعلیق) (مطبوع)...............مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار، لاہور

④ جنت میں خواتین کے لئے انعامات (احوال النساء فی الجنۃ کا ترجمہ وتعلیقات) (مطبوع)...............مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار، لاہور

⑤ مظلوم صحابیات رضی اللہ عنہن (زیرِ طبع)...............مکتبہ ابنِ قیم، اردو بازار، لاہور

⑥ خوش نصیبی کی راہیں (طریق الهجرتین وباب السعادتین لابن قیم کا ترجمہ اور تلخیص وتعلیق) (زیرِ طبع).....مکتبہ اسلامیہ، اردو بازار، لاہور

⑦ بدعات کا انسائیکلوپیڈیا (علامہ البانی کے نظریات قاموس البدع کا ترجمہ واستدراکات) (زیرِ طبع).....الفرقان ٹرسٹ، خان گڑھ، مظفر گڑھ

⑧ فرقہ پرستی کے اسباب اور ان کا حل (الافتراق اسبابها و علاجها کا ترجمہ وتعلیق) (زیرِ طبع).........الفرقان ٹرسٹ، خان گڑھ، مظفر گڑھ

⑨ دنیا ڈھلتی چھاؤں (الدنیا ظل زائل کا ترجمہ) (زیرِ طبع) .... حدیث پبلی کیشنز، شیش محل روڈ، لاہور

⑩ فتاویٰ افکارِ اسلامیہ (زیرِ طبع)............................ مکتبہ افکارِ اسلامیہ، لاہور

⑪ تفسیر مجمع النکات (زیرِ طبع) .... مکتبہ افکارِ اسلامیہ، لاہور

⑫ سجدۂ تلاوت کے احکام اور آیاتِ سجدہ کا پیغام (زیرِ طبع) .... مکتبہ افکارِ اسلامیہ، لاہور

⑬ تفسیر میں عربی لغت سے استدلال کا منہج (زیرِ طبع).....مکتبہ افکارِ اسلامیہ، لاہور

شوقِ جہاد

قرآن مجید اور معتبر احادیث کی روشنی میں